

# وقتِ فتح

(اسلامی موضوعات پر ڈھنگ رنگ مضامین)

سہ ماہی کوثر

اختر کتا  
اظہر منزل نیو شالیمار کالونی گھر  
ملتان روڈ • - لاہور

# DATA ENTERED

۲۵  
۳۳۲

کتاب:	قوس قزح
موضوع:	سیرۃ النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور دیگر اسلامی موضوعات پر دھنک رنگ مضامین
مصنف:	شہناز کوثر۔ ڈپٹی ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" لاہور
صحیح:	شمیم اختر۔ کوثر پروین
ناشر:	اظہر محمود۔ اختر محمود
اشاعت اول:	۲۲۔ اگست ۱۹۹۰
خوشنویس:	حافظ خلیل احمد نوری
تعداد:	آزاد اردو کمپوزنگ سنٹر (وحدت روڈ) حیلو۔ ۸۶۵۵۳۲
مطبع:	گیارہ سو بونس پرنٹرز، لاہور
قیمت:	۵۰ روپے

اختر کتاب گھر

اظہر منزل، نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ۔ لاہور

فون: ۳۱۳۶۸۳

## انتساب

- ☆ ---- ان کنکریوں کے نام  
جو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مٹھی مبارک میں آتے ہی کلمہ گو ہو گئیں
- ☆ ---- اس سوکھی لکڑی کے نام  
جس سے سرکار نے ٹیک نہ لگائی تو فرط غم سے اس کی چیخیں نکل گئیں
- ☆ ---- احد پہاڑ کے نام  
جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا کہ مجھے اس سے پیار ہے
- ☆ ---- چاند کے نام  
جو آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل بہلانے کو کھلونا بنا
- ☆ ---- اس پتھر کے نام  
جس پر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدم مبارک رکھا تو وہ فرط عقیدت سے موم ہو گیا
- ☆ ---- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سانس کی آمد و شد کے نام  
جو سبجا و طیبہ کی ہوا کو معطر کرنے کا ذریعہ بنی
- ☆ ---- اس پاک مٹی کے نام  
جسے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آرام گاہ ہونے کا شرف حاصل ہوا
- ☆ ---- ان آنسوؤں کے نام  
جو نور محبت سے کسی عاشق رسول کی آنکھوں سے بہہ جائیں
- ☆ ---- اس لمحے کے نام  
جب والد محترم راجا رشید محمود نے دنیا میں نعت کے موضوع پر پہلے علمی و تحقیقی مجلہ ”ماہنامہ نعت“ کے اجرا کا فیصلہ کیا۔

دل و نگاہ کی پہنائیوں پہ چھائی ہے  
 محبتوں سے مرتب حسین قوس قزح  
 شہادتوں کی شفقِ زندگِ سرخسوں کے طفل  
 ننگ ہے حرمتِ آقاؐ تو دین قوس قزح

راجا رشید محمود

## فہرست

۹	حیات طیبہ میں ربیع الاول کی اہمیت
۶۳	حمد میں نعت کی صورتیں
۷۱	نعت میں اظہار عجز
۷۵	مدینہ، تاجدار مدینہ کی نظر میں
۷۹	اسلامی تعلیمات میں عدد کی اہمیت
۱۱۹	دروود شریف --- کس کس کی سنت
۱۳۵	سبزہ، بہار، پھول اور درود شریف
۱۴۷	نوید مسیحا کی مسیحائی
۱۵۵	شہیدان ناموس حضور کی مشترکہ خصوصیات



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# حیاتِ طیبہ میں ربیع الاول کی اہمیت

حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام سیرت نگار اور سب قدیم و جدید مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ آقا و مولا علیہ التحیۃ و الثناء کی ولادت ربیع الاول میں ہوئی۔ حافظ عماد الدین ابوالفداء اسمعیل ابن کثیر القرشی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں و هذا ما اختلفوا فیہ انه ولد صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنين ثم الجموع علی ان ذلك كان فی شهر ربیع الاقل (اس امر پر ذرا اختلاف نہیں ہے کہ حضور دو شنبہ (پیر) کے دن پیدا ہوئے۔ پھر جمہور کا یہ بھی فیصلہ ہے کہ ربیع الاول کا مہینا تھا)۔

قمری مہینوں میں سے بعض مہینے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دنیا میں ظہور فرمانے سے پیشتر ہی مبارک اور مقدس مشہور تھے اور حضور کے اعلان نبوت کے بعد بھی بعض مہینوں کو عظمتیں نصیب ہوئیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور کی اس دنیا میں تشریف آوری کسی ایسے با عظمت مہینے میں کیوں نہ ہوئی۔ ڈاکٹر محمد عبیدہ یحییٰ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں: "یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان یا حرمت والے مہینوں یا شعبان المبارک میں پیدا ہوتے تو بعض نا سمجھ اس سے بے بنیاد وہم کا شکار ہو جاتے کہ آپ کو جو عظمت و شان حاصل ہے، وہ ان مہینوں کی فضیلت اور قدر و منزلت کی وجہ سے ہے لیکن خالق حکیم جل جلالہ نے چاہا کہ آپ کی ولادت ماہ ربیع الاول میں ہوتا کہ یہ مہینا آپ کے وجودِ مسعود کی برکت سے شرف و بزرگی حاصل کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حسن میلادِ نبوی

کی بدولت خدائے علی قدیر کی عنایات و نوازشات کا اظہار ہو“ ۲

چنانچہ معلوم ہوا کہ ربیع الاول کو عظمت آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارک سے نصیب ہوئی۔ یہ مبارک مہینہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب ہو گیا تو اس نسبت نے اسے اہمیت بخش دی۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ حضور کی اس دنیا میں ظہور پذیر ہونے کے علاوہ اس مہینے کو یہ خصوصیت بھی نصیب ہے کہ اسی میں سرکار نے ہجرت فرمائی اور اسی میں اس دنیا سے پردہ فرمایا۔

مولانا محمد جعفر پھلواری لکھتے ہیں: ”ظہورِ قدسی، آغازِ نبوت، اختتامِ ہجرت اور ظاہری مفارقت وغیر جیسے اہم واقعات ماہِ ربیع الاول ہی میں ہوئے“ ۳

شفیق بریلوی ایڈیٹر ”خاتونِ پاکستان“ کہ اچی اپنے مضمون میں ربیع الاول کی اہمیت کے بیان میں لکھتے ہیں ”ربیع الاول کے معنی ہیں بہار کا پہلا مہینہ۔ ربیع اس موسم کو کہتے ہیں جس میں کونپلیں پھوٹیں، درختوں اور پودوں پر موسمِ بہار کے آثار نمایاں ہونے لگیں، عرب میں اس ماہ میں موسم بہت خوشگوار ہو جاتا تھا۔ درختوں کھیتوں میں ہریالی نظر آتی تھی، اس وجہ سے اس کو بہار کا پہلا مہینہ کہتے تھے۔

اگر اس ماہ مبارک میں کوئی اور بڑا واقعہ نہ بھی ہوا ہوتا، تو اس کی عظمت و تقدیس کے لیے صرف اتنا ہی کافی تھا کہ اس عالم امکان کا سب سے بڑا انسان اسی مہینے میں متولد ہوا۔ رمضان اس لیے مبارک ہے کہ اس مہینے میں قرآن پاک نازل ہوا۔ پھر وہ مہینہ کیسے مبارک نہ ہو گا جس میں صاحبِ قرآن پیدا ہوا“ ۴

اس حقیقت کی طرف شفیق بریلوی سے پہلے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے ہیرو، مفتی عنایت احمد کوروی نے ان الفاظ کی طرف اشارہ کیا تھا: ”پیدائش ہونا آپ کا بروز جمعہ یا ماہِ رمضان یا اور کسی دن میں جو مبارک مشہور ہیں، اس میں یہ نکتہ ہے کہ یہ بات نہ کہی جاوے کہ آپ کو برکت دن اور مہینے سے حاصل ہوئی بلکہ ایسے دن اور مہینے میں پیدا ہوتے کہ اس کو برکت آپ کے سبب ہوئی“ ۵

ڈاکٹر محمد عبیدہ یحیٰی اپنی کتاب ”عَلِمُوا أَوْلَادَكُمْ مَحَبَّةَ رَسُولِ اللَّهِ“



میں لکھتے ہیں۔ ”یہ (ربیع الاول) آپ کی شریعتِ مطہرہ میں بھی عمدہ مہینا ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ فصلِ ربیع سب سے اچھا اور معتدل موسم ہے۔ اس میں کپکپا دینے والی سردی ہوتی ہے، نہ جھلسا دینے والی گرمی۔ اس میں نہ رات لمبی ہوتی ہے، نہ دن اور یہ موسم خزاں، جاڑے اور گرمیوں کے موسموں کی تمام بیماریوں سے پاک ہوتا ہے۔ بلکہ لوگ اس میں نئی زندگی اور جوش و ولولہ پاتے ہیں۔ ان کی راتیں یادِ الہی میں، قیام اور ان کے دن روزے کے لیے سازگار ہوتے ہیں۔ یہ فضا رحمت و شفقت کی شریعت کے مطابق ہے جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرتِ شریف لائے“ ۷

شیخ الامام ابو عبد الرحمن الصقلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”ہر شخص اپنے نام سے ایک حصہ رکھتا ہے۔ اس اصول کا اطلاق اشخاص پر بھی ہوتا ہے اور دوسری چیزوں پر بھی۔ چنانچہ موسمِ ربیع میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نعمتیں زمین کا سینہ چیر کر باہر نکل آتی ہیں اور رزق کے ذخائر جن پر انسانوں کی زندگی اور معیشت اور ان کے احوال کی بہتری کی بنیاد ہوتی ہے، میسر آجاتے ہیں۔ اس میں بیج اور گھلیاں اور انواع و اقسام کے پودے پھوٹ پڑتے ہیں۔ چنانچہ یہ منظر ہر دیکھنے والے کو خوشی بخشتا ہے اور زبان حال سے ان کھیتوں کے پکنے کی خوشخبری دیتا ہے۔ اس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نعمتوں کے آغاز پر مسرت و شادمانی کی طرف ایک بہت بڑا اشارہ مضموم ہے“ ۸

محمد نور ابنی شمس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دینا سے آیتِ کل میں تشریف آوری کے حوالے سے ربیع الاول کی مدح میں یوں تر زبان ہوتے ہیں، ”ربیع الاول شریف وہ مبارک مہینہ ہے جس میں آفتابِ نبوت ماہتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلوع ہو کر اپنے پر تو جمال کے فیضان سے تمام کائنات کو مالالال کر دیا۔ ربیع الاول شریف وہ برگزیدہ مہینہ ہے جس میں دعائے خلیل، بشارتِ مسیح، تعبیرِ خوابِ آمنہؓ مجسم بن کر ظاہر ہوئی“ ۹

محمد بن ہشام نے ”سیرت ابن ہشام“ میں لکھا ہے ”رسول خدا پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو پیدا ہوئے جس سال کہ اصحاب فیل نے مکہ پر شکر گشتی کی تھی یہاں علامہ ابن حجر عسقلانی<sup>۱۱</sup> اور طبری<sup>۱۲</sup> نے بھی تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول لکھی ہے۔ ابن جوزی<sup>۱۳</sup> لکھتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول پر اجماع ہے۔<sup>۱۴</sup> مولانا اشرف علی تھانوی اپنی مشہور کتاب نشر الطیب میں لکھتے ہیں ”سب کا اتفاق ہے کہ دو شنبہ تھا اور تاریخ میں اختلاف ہے آٹھویں یا بارہویں۔ ماہ سب کا اتفاق ہے کہ ربیع الاول تھا، سنہ سب کا اتفاق ہے کہ عام الفیل تھا۔“<sup>۱۵</sup> مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول پیر کے روز صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے۔<sup>۱۶</sup> شاہ مصباح الدین ثکیل لکھتے ہیں ”جمہور اور عام مورخین ۱۲ ربیع الاول سلمہ عام الفیل کو یوم ولادت تسلیم کرتے ہیں۔“<sup>۱۷</sup> مولانا شاہ حسن میاں بھلواروی<sup>۱۸</sup> اپنے مضمون میں لکھتے ہیں ”بارہویں ربیع الاول سلمہ عام الفیل کو دو شنبہ کے دن صبح صادق کے وقت آپ پیدا ہوئے۔“<sup>۱۹</sup> مولانا شاہ عطاء اللہ خان عطا اپنی کتاب میں لکھتے ہیں ”۱۲ ربیع الاول سلمہ عام الفیل (اسی سال میں واقعہ اصحاب الفیل واقع ہوا تھا) بروز دو شنبہ موسم بہار بوقت صبح صادق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔“<sup>۲۰</sup> شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ”مدارج النبوت“ میں رقم طراز ہیں۔ ”بعض علماء نے اس قول پر دعویٰ کیا ہے کہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی اور بعض کے نزدیک دو راتیں گزر چکی تھیں، بعض کے نزدیک آٹھ راتیں گزر چکی تھیں اور بعض کے نزدیک دس راتیں آئی ہیں۔“<sup>۲۱</sup>

ملاواحدی ایڈیٹر ”نظام المشائخ“ دہلی لکھتے ہیں۔ ۱۲ ربیع الاول کو حضور کی ولادت ہوئی۔<sup>۲۲</sup> سید احمد خان اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ ”جمہور مورخین کی رائے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارہویں ربیع الاول کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے پچیس روز بعد پیدا ہوئے۔“<sup>۲۳</sup> الحاج حکیم غلام نبی کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول بروز دو شنبہ صبح کے وقت

عالم وجود میں جلوہ فرما ہوئے۔<sup>۲۲</sup> عمر ابو النضر نے اپنی کتاب ”نبی اُمّی“ میں لکھا ہے کہ حضور پاک کی ولادت عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن ہوئی۔<sup>۲۳</sup> امام بیہقی بن اسماعیل نھانی لکھتے ہیں کہ آپ کی ولادت ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو پیر کے دن طلوع صبح کے قریب ہوئی۔<sup>۲۴</sup> مولانا عبد اشکور فاروقی لکھنوی نے ۸ یا ۱۲ ربیع الاول کو حضور پاک صاحب لولاک کی ولادت باسعادت کا دن قرار دیا ہے۔<sup>۲۵</sup> سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ اور حضرت جابر بن عبد اللہؓ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے تھے۔<sup>۲۶</sup> ابوالجلال ندوی نے لکھا ہے کہ سرورِ دو عالم مکہ میں دو شنبہ ۱۲ ربیع الاول کی صبح کو پیدا ہوئے۔<sup>۲۷</sup> علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی لکھتے ہیں۔ بارھویں ربیع الاول کے اسی سال میں جس میں قصہ اصحاب فیل واقع ہوا۔ بروز دو شنبہ بوقت صبح صادق جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔<sup>۲۸</sup>

سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں۔ ولادت باسعادت ۱۲ تاریخ کو ربیع الاول کے مہینہ میں پیر کے دن حضرت عیسیٰ سے پانچ سو اکہتر برس بعد ہوئی۔<sup>۲۹</sup> ماہنامہ ”مولوی“ دہلی کے رسول نمبر ۱۳۵۵ھ میں ہے ”ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ مہتی کہ ولادت نبویؐ کا نور ایک پردہ ضیاء میں کر تمام عالم اسکان پر مسلط ہو گیا۔“<sup>۳۰</sup> محمد عبد اشکور لکھنوی لکھتے ہیں ”ربیع الاول کے مہینہ میں دو شنبہ کے دن صبح صادق کے وقت آنکھوں کی تاریخ اور بقول بعض بارھویں کو حضورؐ نے اس خاکدان تیرہ کو اپنے جمال جہاں آرا سے منور فرمایا۔“<sup>۳۱</sup> مولانا احمد رضا خان بریلوی کے والد مکرم مولانا نقی علی خان بریلوی نے ”سرور القلوب بذكر المصون“ میں ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت قرار دیا ہے۔<sup>۳۲</sup> شیخ محمد رضا سابق مدبر مکتبہ فواد قاہرہ لکھتے ہیں۔ ۱۲ ربیع الاول بروز دو شنبہ صبح کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔<sup>۳۳</sup> پیر محمد کرم شاہ اپنی تفسیر ”ضیاء القرآن“ میں لکھتے ہیں ”بارہ ربیع الاول کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افراز ہوئے بزم گیتی ہوئے۔“<sup>۳۴</sup> قاضی عبد الدائم دالم

لکھتے ہیں ”یہ حقیقت ہے کہ متعدد تاریخی دلائل کے علاوہ تقویم کی رو سے بھی ۱۲ ربیع الاول ہی صحیح ہے“ ۳۵ مولانا قاری احمد کے مطابق ”۱۲ ربیع الاول کی صبح صادق کتنی حسین و سعید ساعت تھی جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیین کا خلعتِ فاخرہ زیب تن فرما کر عید المطلب کے گھر میں جلوہ افروز ہوئے“ ۳۶

صاحبزادہ ساجد الرحمن (ادارہ تحقیقات اسلامیہ، اسلام آباد) ۱۲ ربیع الاول ہی کو صحیح تاریخ قرار دیتے ہیں۔ ۳۷ حضور کے مشہور سیرت نگار حضرت علامہ نور بخش تو کلی بھی ۱۲ ربیع الاول دو شنبہ کو حضور کی ولادت کا دن لکھتے ہیں۔ ۳۸ ڈاکٹر محمد حسین ہیکل اپنی کتاب ”حیات محمد“ میں لکھتے ہیں ”اکثریت ۱۲ ربیع الاول پر متفق ہے اور یہی قول ابن اسحاق وغیرہ کا ہے“ ۳۹ نواب سید محمد صدیق حسن خان لکھتے ہیں۔

”ولادت بشلیف مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر کے، روز دو شنبہ شب دوازدهم ربیع الاول عام الفیل کو ہوئی“ ۴۰ مولانا مفتی محمد شفیع نے ۱۲ ربیع الاول کو صحیح قرار دیا ہے۔ ۴۱ پروفیسر سید شجاعت علی قادری لکھتے ہیں ”آپ اصحاب فیل کے واقعہ کے

پچپن روز بعد ۱۲ ربیع الاول بشلیف کو صبح صادق کے وقت اس خاک دان عالم میں جلوہ فرما ہوئے“ ۴۲ مولانا نیا ز علی کی کتاب میں ہے کہ ”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول کو جلوہ افروز عالم ہوئے جبکہ نوشیروان عادل فارس پر حکمران تھا“ مولوی محمد عبداللہ خاں سابق پروفیسر ہندراج، بیٹوالہ ”خطبات نبوی“ میں تحریر کرتے ہیں۔ ”حضور خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بروز پیر

۱۲ ربیع الاول ۶۱۰ء بعد از ہبوط سیدنا آدم علیہ السلام بمقام مکہ ظہور پذیر ہوئی۔“ ۴۳ سید محمد نظام الدین احمد جعفری لکھتے ہیں۔ بارہویں تاریخ شہر ربیع الاول اوائل عام فیل کے مطابق ۱۰ حکومت نوشیروان عادل بروز دو شنبہ وقت صبح صادق آفتاب

عالم تاب رسالت مطلع قدم سے جلوہ افروز ہوا۔ ۴۴ ابن جوزی کے مولود نامے کا ترجمہ مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی نے کیا تھا، جو ۱۹۲۳ء میں لکھنؤ سے چھپا۔ اس میں ہے: ”ماہ ولادت یعنی ربیع الاول شروع ہوا تو پیر روز



ولادت باسعادت موسم بہار میں دو شنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاول ۱۰۰۰ عام الفیل ۱۰۰۰ء  
 کو مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ ۱۰۰۰ مولوی عبد السلام ہمدانی امرتسری "آفتاب رسالت" میں لکھتے ہیں  
 ۱۲ ربیع الاول کو حبیب خدا فخر کونین، سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے اپنے مولود مسعود سے اہل جہاں کو مفتخر و ممتاز فرمایا۔ قیصر و کسری کے ایوان متزلزل  
 ہوئے۔ آتش کیسے سرد پڑ گئے اور ان بنوں نے جن کو مرکز عبودیت تصور کر کے پوجا  
 جاتا تھا، سر نیاز جھکا دیا۔ ۱۰۰۰

علامہ حکیم ابوالحسنات خطیب مسجد وزیرخان لاہور لکھتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی  
 بیان کرتی ہیں "ماہ ربیع الاول شروع ہوا تو تمام عالم النوار سما ویسے منور نظر آنے لگا۔  
 اور غیب سے تسبیح و تہلیل کی صدائیں میرے کانوں میں گونجنے لگیں۔ شروع ماہ کے  
 پہلے ہفتہ میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ بشارت لائے اور فرمایا "آمنہ مبارک ہو۔ تم  
 سے وہ پیغمبر اولو العزم ظاہر ہونے والے ہیں جو صاحب اسما حسنیٰ اور آیات کبریٰ ہیں  
 جب بارہویں شب ربیع الاول مشرف آئی تو کوئی منادی ندا دینے لگا۔ اے آمنہ رضی  
 تمہیں مبارک ہو۔ آج تم سے وہ مولود مسعود ہوگا جو آفتاب فلاح و ہدایت اور فخر سعادت  
 نجابت ہے۔ ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا۔" ۱۰۰۰ علامہ حکیم محمد عالم آسی کے مضمون  
 "مجالس میلاد نبوی" میں ہے "آپ کی پیدائش مکہ معظمہ میں ہوئی۔ اس کو سب مانتے  
 ہیں مگر شب ولادت میں اختلاف ہے۔ زیادہ تر مشہور اور صحیح یہی قول ہے کہ  
 حضور علیہ السلام ۱۲ ماہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور حضرت ابن عباس کی روایت بھی  
 اسی کی تائید کرتی ہے۔" ۱۰۰۰

بعض مفسرین، علما اور دانشوروں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی  
 تاریخ ۱۲ ربیع الاول لکھی ہے اور بعض نے کچھ اور اقوال بھی نقل کیے ہیں لیکن مہینہ  
 بہر حال سب نے ربیع الاول ہی تسلیم کیا ہے۔ مثلاً علامہ قسطلانی، ۱۰۰۰ حافظ ابن قیم، ۱۰۰۰  
 ابن عزم، ۱۰۰۰ حمیدی، ۱۰۰۰ عبد الرحمن شافعی، ۱۰۰۰ محمد طلعت عرب، ۱۰۰۰ علامہ راشد الخیری، ۱۰۰۰ شبلی  
 نعمانی، ۱۰۰۰ قاضی محمد سلیمان منصور پوری، ۱۰۰۰ مولانا ابوالکلام آزاد، ۱۰۰۰ محمد اسلم جبر اچپوری، ۱۰۰۰



غلام احمد پروینہ، چودھری افضل حق، عبدالکرم ٹیم ٹر ۶۹ اور دوسرے بہت سے اہل قلم حضرات ۱۲ ربیع الاول کے بجائے کوئی اور تاریخ لکھتے ہیں لیکن اس تاریخ سازدن کو بہر حال ربیع الاول ہی کے مہینے سے متعلق تسلیم کرتے ہیں۔

## نزول وحی کا آغاز

حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری ربیع الاول کے مبارک مہینے میں ہوئی۔ یہ کائنات میں امن و سلامتی کا آغاز تھا۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ کا دوسرا اہم مورثہ نزول وحی کا آغاز ہے جب قرآن کریم نازل ہونا شروع ہوا اور پڑھنے والے نے رب کے نام سے پڑھا۔ قرآن پاک کے نزول کا آغاز بھی ربیع الاول تشریف ہی میں ہوا۔ اور وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ، اِنْ هُوَ اِلَّا قَوْلٌ يَنْفَعُ كَمَا مَعْنَىٰ يَرْبَعِيہ کہ حضور آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر بات وحی الہی ہے، ان کی گفتار فرمان خداوندی ہے، اُن کا کوئی ارشاد اس دائرے سے باہر نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی وہ باتیں جو اُس نے دنیا کی اصلاح کے لیے اپنے محبوب سے کیں اور سرکار نے ان باتوں کو من و عن دنیا تک پہنچایا قرآن مجید ہے۔ اس کلام کا آغاز اِقْرَأْ بِسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ سے ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی بنائی ہوئی اشرف المخلوقات تخلیق (الانسان) سے باتیں کرنے کا وسیلہ حضور صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کو بنایا تو یہ ربیع الاول ہی کا مہینہ تھا۔

محمد نظام الدین احمد کہتے ہیں ”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کو پہنچے۔ دو شنبہ کے روز آٹھویں تاریخ ربیع الاول کو غار حرا میں اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو بھیج کر وحی نازل فرمائی“ ”رحمت دو عالم“ میں شاہ عطار اللہ خان عطار رقم کرتے ہیں ”ربیع الاول ۱۲ میلادی مطابق ۱۲ فروری ۵۷۰ء بروز پیر غار حرا میں عبادت کر رہے تھے، اس فرشتے نے خدا کا بھیجا ہوا سب سے پہلا پیغام جس کو وحی کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا“ ”مفتی محمد عنایت احمد کا کوروی لکھتے

ایک نئی شان اور تازہ کرامات نمایاں ہونے لگیں۔ پہلی رات حضرت آمنہؓ کو ایک خاص فرحت و بشارت محسوس ہوئی۔ دوسری رات بشارت دی گئی کہ آپ کا ہر مقصد برائے گا اور سب آرزوئیں پوری ہوں گی۔ تیسری رات آپ نے ملائکہ کے تسلیح پڑھنے کی آواز علانیہ اور آشکارا طور پر سنی۔ چوتھی رات آپ پر اپنی دولت مند و سعادت کا حال آشکارا ہو گیا۔ پانچویں رات ایک نئی فرحت و مسرت حاصل ہوئی جو استقلال کے ساتھ قائم رہی۔ چھٹی رات کو تھکن، کمزوری اور ساری کلفت دور ہو گئی۔ ساتویں رات خواب میں دیکھا کہ حضرت خلیل اللہ ابراہیمؑ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تمہیں بشارت ہو ان نبیؑ کی جو جلیل القدر اچھے ناموں نشانیوں اور اعلیٰ کینتوں والے ہیں۔ اٹھویں رات کو چونکہ اب زمانہ ولادت سرورِ عالم بالکل قریب آپہنچا تھا، حضرت آمنہؓ نے دیکھا کہ فرشتے آپ کے گرد طواف کر رہے ہیں۔ نویں رات کو دیکھا کہ سارا گھر نور سے معمور ہو گیا اور روشنی سے جگمگا اٹھا۔ دسویں رات کو سنا کہ حضرت رسولؐ مختار کی خوشی میں طیور نغمہ سنجی کر رہے ہیں۔ گیارھویں رات کو دیکھا کہ فرشتے خداوندِ عالم کی حمد و ثنا میں مشغول ہیں اور سارا گھر ان کی آوازوں سے گونج اٹھا ہے۔ بارھویں رات کو سنا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے

”آمنہ تمہیں مبارک ہو۔“ ۴۶

خواجہ حسن نظامی لکھتے ہیں ”ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو دو شنبہ کے دن آدم کی پستانی کا نور، نوح و ابراہیمؑ کے دل کا سرور، اسمعیل کی راحت جان، ہاشم و عبد اللہ کے گھرانہ کی شان، غریبوں کا حامی، بیکسوں کا سہارا بنی آمنہؓ کے پیٹ سے تو کوڈ ہوا“ ۴۷

علامہ معین کاشفی ہر وہی کا قول ہے کہ ربیع الاول کے مہینہ میں آنحضرت عالم وجود میں آئے اور اکثر کہتے ہیں کہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی۔ ۴۸ امام ابن جوزی ”الوفاء“ میں لکھتے ہیں کہ ”محمد بن اسحاق بن خزیمہ فرماتے ہیں۔ حضورؐ پیر کے دن عام الفیل بارھویں رات ربیع الاول گزرنے پر تشریف لائے۔ ۴۹ شیعہ عالم نلاباقر مجلسی لکھتے ہیں کہ ”محمد بن یعقوب کلینی نے کہا حضرت کی ولادت جب ہوئی تو ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزری تھیں۔ اہل علم کی تحقیق و کاوش کا فکری نتیجہ ہے کہ ”ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

ہیں ”دوشنبہ کے دن آٹھویں ربیع الاول کو غارِ حرا میں جبرئیل آپ کے پاس آئے اور وحی الہی لائے۔ ”حبیبِ خدا میں ہے ”جب آپ چالیس برس کے ہوئے، آپ کو خلوتِ محبوب ہو گئی۔ آپ غارِ حرا میں تشریف لے جاتے اور کئی کئی روز رہتے۔ ربیع الاول کی آٹھویں دوشنبہ کے دن جبرئیل علیہ السلام آئے اور سورہ اقرار کی شروع کی، آیتیں آپ پر لائے۔ محمد عبد اللہ کو لکھنوی مدیر ”انجم“ لکھتے ہیں ”جب عمر تشریف چالیس برس کی ہوئی تو دوشنبہ کے دن ۱۴ رمضان کو اور بقولے ۸ ربیع الاول کو وہ دولتِ کبریٰ آپ کو عنایت ہوئی، جو ازل سے آپ کے لیے نامزد ہو چکی تھی“۔

مختلف سیرت نگاروں نے کہیں کہیں آٹھ ربیع الاول کے بجائے نو ربیع الاول بھی لکھا ہے لیکن بات اس مقدس مہینے ہی میں رہی ”سیرت احمد مجتبیٰ“ میں ہے ”قرنی سال سے عمر ۴ سال ایک دن ہوتی تو ۹ ربیع الاول سنہ ۴۱ میلادی (مطابق ۱۲ فروری ۶۱۰ء) پیر کی شام حرا کی خلوتیں جگمگا اٹھیں۔ غارِ حرا کے اندھیرے میں یکایک روشنی ہوئی۔ روح الامین امر حق کے ساتھ ظاہر ہوئے“۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے بھی نزولِ وحی کے آغاز کی تاریخ ۹ ربیع الاول لکھی ہے۔ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری لکھتے ہیں ”جب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عمر چالیس سال قرنی پر ایک دن اوپر ہوا تو ۹ ربیع الاول ۴۱ میلادی (مطابق ۱۲ فروری ۶۱۰ء) کو بروز دوشنبہ روح الامین خدا کا حکم لے کر آنحضرت کے پاس آیا۔ اس وقت آنحضرت غارِ حرا میں تھے“۔

## معراج النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں معراج تشریف کی بڑی اہمیت ہے جب ذاتِ پاک جل شانہ نے حضور کو جبہٴ نمری کے ساتھ راتوں رات سیر کرائی یہ سیرت کی عام کتابوں میں اس عظیم واقعے کا تعلق رجب المرجب سے بتایا گیا ہے لیکن کہیں کہیں یہ بات بھی ملتی ہے کہ معراج کا یہ واقعہ ربیع الاول میں پیش آیا۔

تھا۔ مثلاً علامہ امام یوسف بن اسمعیل نبھانی اپنی کتاب ”انوار محمدیہ“ میں لکھتے ہیں:۔۔۔  
 ”ربیع الاول کے مہینے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اور جسم کو بیداری کی حالت  
 میں مسجد الحرام سے مسجدِ قصبیٰ تک لے گئے۔ پھر مسجدِ قصبیٰ سے آپ کو سات آسمانوں سے  
 اوپر لے گئے اور آپ نے خدا کو دونوں آنکھوں سے دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو کئی باتیں القا کی گئیں اور پانچ نمازیں فرض ہوئیں، پھر آپ راتوں رات مجھے کو  
 واپس آگئے۔۔۔۔۔ یہ واقعہ بعثت کے پانچویں سال پیش آیا۔ ایک روایت کے  
 مطابق یہ واقعہ رجب کی ستائیس تاریخ کو ہوا۔ حافظ عبد الغنی المقدسی نے اس  
 روایت کو ترجیح دی ہے۔<sup>۸۱</sup> ۱۲ سالہ نبوت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج  
 ہوئی جو آپ کے فضائل مختصہ میں سے ہے۔ اس وقت عمر مبارک اکاون برس  
 ۹ ماہ کی تھی۔ حضرت جبریل براق لے کر خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت کو اس پر  
 سوار کر کے پہلے بیت المقدس لے گئے۔ پھر وہاں سے آسمانوں پر لے گئے۔ وہاں  
 کے عجائب و غرائب ملاحظہ فرمائے۔ حق سبحانہ کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ جنت  
 دیکھی، دوزخ دیکھی، انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کی، وہیں بیچ وقتی نماز کی فرضیت  
 کا حکم ملا۔ یہ معراج جسمانی تھی۔ تاریخ میں اختلاف ہے۔ بعض نے ۲۷ ربیع الاول لکھی  
 ہے، بعض نے ۲۷ ربیع الآخر، بعض نے ۲۷ رجب اور یہی زیادہ مشہور ہے۔<sup>۸۲</sup>

## ہجرت مدینہ

ہجرت مدینہ اسلام کے عروج کا آغاز تھا۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
 مدینہ طیبہ کو ہجرت فرماتے وقت رب کریم سے دعا فرمائی۔ ”اے اللہ! تو نے میری  
 محبوب ترین جگہ سے مجھے ہجرت کرائی۔ اب تو مجھے اس قطعہ زمین میں آباد کر جب تجھے  
 سب سے محبوب اور پسندیدہ ہو۔“<sup>۸۳</sup> اللہ کریم نے اپنے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)  
 کو اپنی محبوب اور پسندیدہ سرزمین (مدینہ منورہ) میں بسایا اور سرکارِ اب تک میں تشریف  
 فرمایا اور اہم ترین بات یہ ہے کہ سرکارِ اپنے خالق و مالک کی پسندیدہ جگہ پر



ربیع الاول شریف میں پہنچے۔

مولانا اشرف علی تھانوی ہجرت مدینہ کے بارے میں لکھتے ہیں ”آپ مکہ سے  
دوشنبہ کے روز ربیع الاول کے پہلے میں اور بقول بعض صفر کے، ترمین سال کی  
عمر میں چلے تھے اور دوشنبہ ہی کے دن بارہویں ربیع الاول کو مدینہ میں پہنچے۔“<sup>۸۴</sup>  
ماہنامہ ”استانہ دہلی“ میں ہے ”۲ صفر ۱۳ نبوت مطابق ۱۲ ستمبر ۶۲۱ء جمعرات  
کی شام سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کو گھیر لیا گیا۔۔۔ حضور  
سورہ یسین تلاوت کرتے ہوئے گھر سے نکلے اور صاف نکل گئے، اللہ کے فضل  
سے کسی کی حضور پر نظر نہیں پڑی۔۔۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مکان پر نشتر لے گئے۔  
ان کو ساتھ لے کر جبل ثور کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔ تین دن اور تین راتیں غار ثور  
میں گزریں۔۔۔ پانچویں دن یعنی یکم ربیع الاول مطابق ۱۶ ستمبر ۶۲۱ء کو پیر کے دن  
تلاش کا روز ٹوٹا تو حضور اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما سے باہر آئے اور سفر شروع کیا۔<sup>۸۵</sup>  
قاضی محمد سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں ”جب عداوت کو ان لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کا گھر آگھیرا۔ اس وقت خدا کے نبی نے پیارے بھائی علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”میرے بستر  
پر میری چادر لے کر سو رہو۔ ذرا فکر نہ کرنا۔ کوئی شخص تمہارا بال بیکانہ کر سکے گا اور خدا  
کا رسول خدا کی حفاظت میں باہر نکلا اور ان دل کے اندھوں کی آنکھوں میں خاک  
ڈالتا ہوا اور سورہ یسین پڑھتا ہوا صاف نکل گیا۔ کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے  
نہ دیکھا۔ یہ واقعہ ۲ صفر ۱۳ نبوت روز پنجشنبہ (۱۲ ستمبر ۶۲۱ء) کا ہے۔۔۔ تین روز  
تک غار (غار ثور) میں رہے۔۔۔ چوتھی شب ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر سے دو اونٹنیاں  
آگئیں، جن کو اسی سفر کے لیے خوب فریا اور تیار کیا گیا تھا۔ ایک پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
اور ابو بکر رضی اللہ عنہما اور دوسری پر عامر بن فہیرہ اور عبد اللہ بن ارقیط سوار ہوئے اور مدینہ  
کی جانب یکم ربیع الاول روز دوشنبہ (۱۶ ستمبر ۶۲۲ء) کو روانہ ہوئے۔“<sup>۸۶</sup>  
”انوار مدینہ“ میں ہے ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے ربیع الاول کی  
پہلی تاریخ کو روانہ ہوئے تھے اور بارہ تاریخ کو مدینہ پہنچے۔“<sup>۸۷</sup> شیخ محمد رضا سابق مدینہ



مکتبہ جامعہ فواد قاہرہ اپنی کتاب ”محمد رسول اللہ“ میں لکھتے ہیں ”مکہ سے آپ کی تشریف بری یکم ربیع الاول پینچشنبہ کے دن عمل میں آئی اور اسی ماہ کی بارہ تاریخ ولادت مبارکہ سے تیرہن سال بعد بروز دو شنبہ بوقت ظہر مدینہ میں داخل ہوئے“ مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی اپنے مضمون میں لکھتے ہیں ”۸۔ ربیع الاول آپ قبا پہنچے۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے ۳ میل دور واقع ہے“ ۹۸ ”سراپسے قدس“ میں ہے ”۴۲۲ء ۱۲ ربیع الاول ۱۲ نبوی) میں حضور علیہ السلام نے حکم خداوندی کے تحت حضرت صدیق اکبرؓ کی معیت میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اسی سفر میں حضور علیہ السلام نے سراقہ بن جحشم کو بتایا کہ اسے کسری کے کنگن پہنائے جائیں گے“ ۹۹

آر، وی، سی باڈلے اپنی کتاب ”محمد رسول اللہ“ میں لکھتے ہیں ”ماہ ربیع الاول کا نیا چاند آسمان پر تھا۔ یعنی ربیع الاول کی شروع کی تاریخیں تھیں“ ۹۱ ”خطبات سیر“ میں حافظ محمد یونس بیان کرتے ہیں ”غار ثور میں متواتر تین دن قیام کے بعد ربیع الاول ۱۲ ہجری بروز پیر صدیق اکبرؓ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ دواؤنیاں لے کر آگئے ان کے ساتھ عبداللہ اویقظ بھی پہنچے جن کو راستہ بتلانے کے لیے اجرت دے کر ساتھ لے لیا گیا تھا۔ وہ آگے آگے راستہ دکھانے کے لیے چلے“ ۹۲ ”نقوش رسول غیر کے مطابق غار ثور سے روانگی جمعہ ۲ ربیع الاول کو غار میں سہ روزہ قیام۔ جمعہ تا دو شنبہ ۲ تا ۵ ربیع الاول اور قبا میں آمد دو شنبہ ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی“ ۹۳

محمد عبدالشکور مدنیہ ”انجم“ لکھتے لکھتے ہیں ”شب جمعہ کو خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یار غار حضرت ابوبکر صدیق کو ساتھ لے کر مکہ سے روانہ ہوئے۔ تین دن غار ثور میں اقامت فرمائی، وہاں سے روانہ ہو کر ۱۲ ربیع الاول بروز دو شنبہ مدینہ منورہ پہنچ گئے“ ۹۴

## قبا میں آمد

علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں ”قبا میں آپ کا داخلہ اسلام کے

دورِ خاص کی ابتدا ہے، اس لیے مؤرخین نے اس تاریخ کو زیادہ اہتمام کے ساتھ محفوظ رکھا ہے۔ اکثر مؤرخین کا اتفاق ہے کہ یہ آٹھ ربیع الاول ۳۱ھ نبوی مہتی ۹۵ھ ہجرت نظام الدین احمد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں پہنچ کر محلہ قبا میں منازل بنی عمرو بن عوف میں ٹھہرے اور وہ دن دو شنبہ یا رھویں ربیع الاول کی مہتی۔ چودہ دن آپ وہاں رہے۔ ۹۶ھ "خطبات سیرت" میں ڈاکٹر حافظ محمد یونس لکھتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غارِ ثور سے یکم ربیع الاول دو شنبہ کو مدینہ منورہ ہجرت کے لیے روانہ ہوئے تھے اور ۸ ربیع الاول دو شنبہ قبا پہنچ گئے تھے۔ ۹۷ھ "رحمۃ للعالمین" میں ہے "۸ ربیع الاول ۳۱ھ نبوت روز دو شنبہ کو خدا کا نبی قبا میں پہنچ گیا" ۹۸ھ عمر ابو النصر نے اپنی کتاب "رسول عربی" میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر ہجرت آٹھ روز میں طے کیا اور ۱۲ ربیع الاول ۳۱ھ نبوی کو مدینہ میں واقع قبا میں پہنچے۔ ۹۹

## حضرت سلمان فارسی کا قبولِ اسلام

حضرت سلمان فارسی سلمان ہونے سے پہلے کئی مذاہب اختیار کر چکے تھے مگر انہیں وہ ذہنی سکون نہ ملا تھا جس کی انہیں تلاش تھی۔ آخر کار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیامِ قبا کے دوران وہ مشرف بہ اسلام ہوئے اور حقیقی سکون پالیا۔ جناب سلمان فارسی ایک یہودی کے غلام تھے حضور علیہ السلام نے انہیں فرمایا اپنے آقا کو کہو تمہیں آزاد کر دے لیکن اس نے آزادی کی شرط یہ رکھی کہ وہ تین ہزار کھجوروں کے پودے اس طرح لگائیں کہ ایک بھی پودا ضائع نہ ہو اور چالیس اوقیہ چاندی اور چار ہزار درہم نقد ادا کریں حضور علیہ السلام نے صحابہ کو فرمایا کہ وہ اپنے بھائی کی آزادی میں اس کی مدد کریں۔ ہر صحابی نے اپنے مقدور کے مطابق مدد کی۔ حتیٰ کہ تین ہزار کھجوروں کے درخت جمع کر دیے گئے حضور علیہ السلام نے فرمایا جب درخت لگانے لگو تو مجھے بلا لینا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ پودے اپنے دستِ اقدس سے لگا

حضرت سلمانؓ نے فرمایا ”قسم ہے اس خدائے لم یزل کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ان پودوں میں سے ایک پودا بھی ضائع نہ ہوا۔ اس کے بعد ایک صحابی حاضر ہوئے جنہوں نے حضورؐ کی خدمت میں مرغی کے انڈے کے برابر وزن کا سبونا پیش کیا اور بتایا کہ یہ کان سے ملا ہے حضورؐ نے حضرت سلمانؓ کو بلایا اور فرمایا یہ لے جاؤ اور اپنی قیمت ادا کر آؤ۔ سلمانؓ نے عرض کی حضورؐ اس سے قیمت پوری نہ ہو سکے گی۔ ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے پر اپنی زبان پھیر کر فرمایا، لے جاؤ پورا اترے گا۔ حضرت سلمانؓ کہتے ہیں جب تو لا گیا تو اس کی قیمت چار ہزار درہم سے ذیہ بھر بھی کم و بیش نہ ہوئی۔“

مختلف مذاہب میں سے صرف اسلام ہی حضرت سلمانؓ کے اطمینان قلب کا باعث بنا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام قیام کے دوران حضرت سلمانؓ نے فارسی نے اسلام قبول کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چالیس اوقیہ سونا ان کے آقا کو دیا اور تین سو درخت اپنے ہاتھوں سے لگا کر انہیں آزادی دلانیؓ (مولانا ابوالحسن جاتی رحمۃ اللہ علیہ نے تین ہزار کھجوریں لکھی ہیں اور محمد احمد پانی پتی نے تین سو کھجوریں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ربیع الاول میں یہ پودے اپنے ہاتھوں سے اس مقصد کے لیے لگائے کہ حضرت سلمانؓ غلامی کے بندھنوں سے آزاد ہو جائیں۔

## مسجد تقویٰ یا مسجد قبا

”تاریخ مدینہ میں عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں ”آپ نے تین دن باختلاف روایات تین دن سے زیادہ اسی جگہ قیام فرما کر مسجد قبا کی بنیاد ڈالی اور ایک روایت میں ہے کہ خود اہل قبا نے یہ درخواست کی تھی کہ ہم لوگوں کے لیے ایک مسجد بنوادیکھے۔۔۔۔۔ ثمر روایتوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ آنحضرتؐ اس مسجد کی تعمیر کے لیے خود بذات شریف پتھر ڈھونڈنے کے لیے ”ارالبیتہ مسجد وہ ہے کہ جس کی بنیاد رکھی گئی ہے

تقویٰ پر پہلے دن سے "۱۳" "رحمتِ دو عالم" میں ہے "مدینہ سے تین میل باہر کھچھ اور پچائی پر پہلے سے ایک چھوٹی سی آبادی تھی جس کو عالیہ اور قبا کہتے ہیں، یہاں مسلمانوں کے کئی معزز گھرانے رہتے تھے۔ قیام کے زمانہ میں حضورؐ نے خود اپنے ہاتھ سے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی تھی جس کا نام قبا کی مسجد ہے۔ اس نواح میں یہ مسلمانوں کی سب سے بڑی عبادت گاہ ہے۔"۱۴

شبلی نعمانی لکھتے ہیں "قبا میں آپؐ کا پہلا کام مسجد تعمیر کرانا تھا۔ حضرت کلثومؓ کی ایک افتادہ زمین تھی جہاں کھجوریں سُکھائی جاتی تھیں۔ یہیں دستِ مبارک سے مسجد کی بنیاد ڈالی۔ یہی مسجد ہے جس کی شان میں قرآن مجید میں ہے "وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن پر ہیزگاری پر رکھی گئی ہو، وہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو، اس میں ایسے لوگ ہیں جن کو صفائی بہت پسند ہے اور خدا صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے" (التوبہ ۱۰۸) حضرت عبداللہ بن رواحہؓ شاعر تھے، وہ بھی مزدوروں کے ساتھ شریک تھے اور جس طرح مزدور کام کرتے وقت تھکن مٹانے کو گاتے جاتے ہیں، وہ اشعار پڑھتے جاتے تھے اور آنحضرتؐ بھی ہر ہر قافیہ کے ساتھ آواز ملاتے جاتے تھے۔"۱۵

حافظ محمد یونس لکھتے ہیں "دورانِ قیامِ قبا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کا انتظام فرمایا۔ تکمیلِ ہجرت کے بعد یہ پہلی مسجد تھی جس کی بنیاد حضورؐ کے دستِ مبارک سے رکھی گئی۔ اس مسجد کی عمارت بالکل سادہ تھی اور رسول اللہ بہ نفسِ نقیسیں اس کی تعمیر میں شریک رہے تھے۔"۱۶ محمد نظام الدین احمد اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں "جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں پہنچ کر محلہ قبا میں منازل بنی عمرو بن عوف میں ٹھہرے اور وہ دن دو شنبہ، بارھویں ربیع الاول کی تھی۔ چودہ دن آپؐ وہاں رہے اور مسجد قبا باعانتِ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم تعمیر کرائی۔ جب تک آپؐ وہاں رہے، اسی مسجد میں نماز پڑھتے رہے۔۔۔۔۔ اول مسجد ہے کہ عہدِ اسلام میں بنائی گئی۔ اس کے فضائل احادیث میں بہت ہیں اور بڑی فضیلت یہ ہے کہ آنحضرتؐ



دوشنبہ و پچھنبہ کو نماز وہیں پڑھتے تھے۔<sup>۱۸</sup> عمر ابو النصر لکھتے ہیں ”قبائینچ کر سب سے پہلے کام آپ نے یہ کیا کہ اپنے دست مبارک سے ایک مسجد کی بنیاد رکھی جو چند ہی روز میں پایہ تکمیل کو پہنچ گئی۔ یہ سب سے پہلی مسجد ہے جو اسلام میں بنائی گئی۔“ مولانا عبد السلام ہمدانی امرتسری لکھتے ہیں ”محلہ قبا جو ایک چھوٹی سی بستی ہے، ۴ ربیع الاول کو آپ وہاں پہنچے تو آپ نے چودہ روز قیام کیا اور اس جگہ آپ نے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی اور اسی جگہ ”اسلام“ کے متعلق سب سے پہلے خطبہ دیا۔“<sup>۱۹</sup>

### سرکار کا پہلا خطبہ جمعہ

حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ربیع الاول میں اس کائنات عالم میں قدم رنجہ فرمایا۔ ربیع الاول ہی میں قرآن پاک نازل ہونا شروع ہوا۔ بعض سیر نگاروں کے بقول معراج شریف بھی اسی مہینے میں ہوئی۔ ہجرت مدینہ کی تکمیل بھی اسی مہینے میں ہوئی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ربیع الاول میں قبا پہنچے، ربیع الاول میں مسجد قبا بنائی۔ قبا ہی میں سرکار کے قیام کے دوران میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ ربیع الاول ہی میں آقا و مولا علیہ التحیۃ و النوار مدینہ طیبہ میں پہنچے اور نواح مدینہ پاک میں پہلا جمعہ پڑھا اور پہلا خطبہ جمعہ ربیع الاول شریف میں دیا۔

عبد القدوس ہاشمی اپنے مضمون میں بیان کرتے ہیں ”۲۲ ربیع الاول پہلی نماز جمعہ اور سب سے پہلا خطبہ نماز بمقام محلہ بنی سالم شہر مدینہ منورہ۔ اسی سال سے مقام شہر مدینہ منورہ (بنی کا شہر) کہلانے لگا۔ جو بعد کو صرف المدینہ مشہور ہوا۔“<sup>۲۰</sup> شیخ محمد رضا لکھتے ہیں ”آنحضرت جمعہ کے دن مدینہ کے لیے روانہ ہوئے۔ راستہ میں بنو یاسلم بن عوف مقام پر جمعہ کا وقت ہو گیا تو آپ نے وہیں وادی کی مسجد میں اپنے سو ہمراہی مسلمانوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا فرمائی۔ یہ سب سے پہلا جمعہ تھا۔ جو آپ نے نواح مدینہ میں ادا فرمایا تھا۔ اور آپ کا سب سے پہلا خطبہ تھا جو اسلام میں دیا گیا تھا۔“<sup>۲۱</sup> حافظ محمد یونس ”خطبات ہجرت“ میں لکھتے ہیں ”۱۲ ربیع الاول یکم ہجری کو بروز جمعہ قبل دوپہر آپ



قبل سے روانہ ہوئے۔ چونکہ انصار اردگرد جوق در جوق آکر راستہ کے دونوں جانب کھڑے ہوئے جا رہے تھے۔ اس لیے سواری کی رفتار بہت تیز نہ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بنی سالم کے محلے میں پہنچے تو نماز جمعہ کا وقت ہو گیا تھا اس لیے آپ نے وہیں نماز ادا کی۔ نماز سے قبل آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ یہ آپ کی پہلی نماز جمعہ اور پہلا خطبہ نماز تھا۔ خطبہ مبارکہ میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہے: ”مسلمانو! احظ! اٹھاؤ مگر حقوق الہی میں فرو گذاشت نہ کرو۔ خدا نے اس لیے تم کو اپنی کتاب سکھائی اور اپنا راستہ دکھایا ہے کہ راست بازوں اور جھوٹوں کو الگ الگ کر دیا جائے۔“<sup>۱۱</sup> شاہ عطاء اللہ خان عطا کہتے ہیں ”چودہ دن کے بعد آپ نے شہر مدینہ کا رخ کیا۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ راہ میں بنی سالم کے محلے میں نماز کا وقت آگیا۔ یہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں پہلی نماز جمعہ تھی۔ نماز سے پہلے خطبہ پڑھا۔ یہ خطبہ ایسا تھا کہ جس نے سنا، اثر میں ڈوب گیا۔“<sup>۱۲</sup> ”سیرۃ البتھی“ میں ہے ”چودہ دن کے بعد جمعہ کو آپ شہر کی طرف تشریف فرما ہوئے۔ راہ میں بنی سالم کے محلے میں نماز کا وقت آگیا۔ جمعہ کی نماز یہیں ادا فرمائی۔ نماز سے پہلے خطبہ دیا۔ یہ آنحضرت کی سب سے پہلی نماز جمعہ اور سب سے پہلا خطبہ نماز تھا۔ لوگوں کو جب تشریف آوری کی خبر معلوم ہوئی تو ہر طرف سے لوگ جوش مسرت سے پیش قدمی کے لیے دوڑے۔“<sup>۱۳</sup> مولوی عبد السلام لکھتے ہیں ”قبل سے جب آپ مدینہ کو جانے لگے تو جمعہ کا دن تھا۔ راستہ میں قبیلہ بنو سالم کے محلے میں نماز کا وقت آگیا۔ آپ نے جمعہ کی نماز وہیں ادا فرمائی۔ نماز سے پہلے خطبہ دیا۔ تاریخ اسلام میں یہ سب سے پہلی نماز جمعہ اور خطبہ نماز تھا۔“<sup>۱۴</sup> ”خطبات نبوی“ میں ہے ”آپ نے جمعہ کے روز قبا سے مدینہ کی طرف کوچ کیا۔ جب آپ بنی سالم بن عوف کے قبیلے میں پہنچے تو جمعہ کا وقت آگیا۔ وہاں کے لوگوں نے پہلے ہی ایک مسجد بنا رکھی تھی، وہاں آپ نے خطبہ جمعہ فرمایا اور نماز ادا کی۔ خطبہ کی کچھ باتیں مندرجہ ذیل ہیں ”اور جو شخص اپنے اور خدا کے درمیانی حقوق میں ظاہر و باطن میں اصلاح کرے اور اس کی نیت اس سے بجز رضائے خدا اور کچھ نہ ہو تو دنیا میں نیک نام ہوگا اور

مرنے کے بعد جب کہ آدمی اعمال خیر کا محتاج ہو گا۔ زاد و ذخیرہ ہو کے اس کو ملے گا۔ اور اس کے علاوہ اگر اصلاح نہ کرے تو وہ بدوں کے سبب چاہے گا کہ اس میں اور بدیوں میں ایک بڑا دراز فاصلہ ہو گا۔<sup>۱۶</sup>

قاضی محمد سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں "۱۲ ربیع الاول ۱۰۰۰ ہجرت کو جمعہ کا دن تھا۔ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قبائلیوں سے سوار ہو کر بنی سافم کے غُضروں تک پہنچے تھے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا۔ یہاں سوادھیوں کے ساتھ جمعہ پڑھا۔ یہ اسلام کا پہلا جمعہ تھا۔ (فرمایا) "حمد و تائید خدائے یسے۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں۔ مدد و بخشش اور ہدایت اسی سے چاہتا ہوں۔ میرا ایمان اسی پر ہے۔ میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور نافرمانی کرنے والوں سے عداوت رکھتا ہوں۔ میری شہادت یہ ہے کہ خدائے سوا عبادت کے لائق کوئی بھی نہیں وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔" <sup>۱۷</sup> "نشو و نما" میں ہے "مدینہ میں نماز جمعہ ۱۶ ربیع الاول کو ہوا" <sup>۱۸</sup> رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں داخل ہونے کے بعد وہاں کے پہلے جمعہ میں مندرجہ ذیل خطبہ فرمایا :-

"میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور بہترین تاکید یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو آخرت کے لیے آمادہ کرے اور اللہ سے ڈرنے کا حکم دے جو حق تعالیٰ سے ڈرتے رہو، جیسے کہ خود اس نے تمہیں اپنی ذات سے ڈرتے رہنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ نہ تو اس سے بڑھ کر کوئی نصیحت ہے نہ اس سے افضل کوئی ذکر ہے۔" <sup>۱۹</sup>

کتاب "حیات رسول" میں ہے "شہر (مدینہ) میں داخل ہونے سے پہلے محمد بنو سالم میں نماز جمعہ کا وقت آگیا اور آپ نے وہاں اسلام کا پہلا جمعہ پڑھا اور پہلا خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ "اپنی آئندہ زندگی کی فکر کرو۔ تم مرنے کے بعد خدائے حضور حاضر کیے جاؤ گے اور وہ تم سے ہم کلام ہو گا۔ اور کہے گا کہ اسے شخص کیا تیرے پاس میرا رسول نہیں آیا تھا جس نے تجھے میرے احکام پہنچائے۔ کیا میں نے مال دے کر تجھ پر فضل نہیں کیا تھا؟ پھر تو نے کیا توشہ آگے بھیجا؟ وہ شخص دائیں بائیں آگے پیچھے دیکھے گا، کچھ نہ پائے گا۔ پھر سامنے دیکھے گا تو جہنم کو پائے گا۔" <sup>۲۰</sup>

## حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے ہاں قیام

حضور رسولِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مدینہ پاک میں تشریف لانا، وہاں پہلا جمعہ پڑھنا، وہاں پہلا خطبہ ارشاد فرمانا اور حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر میں قیام فرمانا ہجرتِ مدینہ ہی سے متعلق ہے۔ لیکن الگ الگ نہایت اہم واقعات ہیں، اس لیے ان کا علیحدہ علیحدہ ذکر ضروری سمجھا گیا ہے۔

”رحمتِ دو عالم“ میں ہے ”۲۰ ربیع الاول کو بروز جمعہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) مدینہ میں داخل ہوئے۔ ارادتمند مدینے والوں کی مسرت کا جوش اور ارادت کے اظہار کا ولولہ اس درجہ تک تھا کہ ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ آپ میرے ہی گھر میں اتریں مگر آپ نے کسی کی دل نگرانی کو گوارا نہ کیا اور فرمایا کہ جہاں میری اونٹنی جا کر خود بخود بیٹھ جائے گی، میں وہیں اتر پڑوں گا۔۔۔۔۔ جہاں اب مسجد نبویؐ ہے، اونٹنی وہاں بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اس کے بعد اونٹنی اٹھی، کچھ قدم آگے چل کر پھر مڑ کر وہیں آگئی۔ جہاں پہلے بیٹھی تھی۔ یہ دوبارہ بیٹھنا آخری فیصلہ تھا۔ ہر چند لوگوں نے کوشش کی کہ اونٹنی اٹھے مگر وہ نہ اٹھی۔ چونکہ اس مقام کے پاس جہاں اب مسجد نبویؐ ہے، ابو ایوب انصاری کا گھر تھا۔ اس لیے آپ اٹھی کے یہاں نہان اترے۔“ ۱۲۲

”نقوش“ میں ہے ”ہجرت کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلے سے مدینہ کی طرف چلے تو بہت سے قبائل نے آپ کے ٹھکانے کی تمنا ظاہر کی لیکن یہ سعادت سیدنا ابو ایوب کے لیے مقدر ہو چکی تھی۔ چنانچہ آپ کی اونٹنی حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے مکان کے قریب بیٹھ گئی۔“ ۱۲۳

نبیل نعمانی لکھتے ہیں ”جہاں اب مسجد نبویؐ ہے اس سے متصل حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا گھر تھا۔ کو کبرہ نبویؐ یہاں پہنچا۔ سخت کشمکش تھی کہ آپ کی میزبانی کا شرف کس کو حاصل ہو؟۔۔۔۔۔ آخر یہ دولت ابو ایوب کے حصہ میں آئی۔“ ۱۲۴ محمد نظام الدین احمد جعفری کی کتاب میں ہے ”۱۴ روز اقامتِ محلہ قبا کے بعد، آپ نے اندر شہر

کے ارادہ اقامت کا فرمایا۔ شہر کے لوگ کمال متمنی اس بات کے تھے اور ہر ایک کی نہایت  
 آرزو تھی کہ آپ ہمارے محلہ میں ٹھہریں۔۔۔ آپ نے فرمایا ناقہ مامور سے جہاں  
 بیٹھے گی وہاں ٹھہروں گا۔ اونٹنی چلتے چلتے منبر مسجد شریف کی جگہ بیٹھ گئی، پھر اٹھی اور دروازہ  
 ابو ایوب انصاری پر بیٹھی۔<sup>۱۲۵</sup> تو تاریخ حبیب اللہ میں ہے کہ ہر ایک کی خواہش تھی کہ  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں ٹھہریں مگر آپ نے فرمایا میری اونٹنی اس کام کے  
 لیے مامور ہے اور اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی۔<sup>۱۲۶</sup>  
 انصار کے ہر قبیلے اور خاندان کی دلی آرزو تھی کہ میزبانی کا شرف اسے بخشا جائے۔  
 --- اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اونٹنی کو چھوڑ دو وہ خدا کی  
 طرف سے مامور ہے۔ اونٹنی چکر کاٹ کر ابو ایوب انصاری کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی۔<sup>۱۲۷</sup>  
 ”آفتاب رسالت“ میں عبد السلام بیان کرتے ہیں ”ہر ایک کی تمنا ہے کہ اس  
 سعادت کا شرف مجھے عطا ہو۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی حضرت ابو ایوب کے  
 مکان کے سامنے بیٹھ گئی اور آپ ابو ایوب انصاری کے مکان میں تشریف لے گئے۔“<sup>۱۲۸</sup>  
 شیخ محمد رضا کی کتاب میں ہے ”بنو سالم کے مقام پر نماز پڑھنے کے بعد شہر مدینہ  
 میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے سب کی خواہش تھی کہ آپ ان کے ہاں ٹھہریں۔  
 آپ نے اونٹنی کو چھوڑ دیا اور وہ خدا کے حکم سے حضرت ابو ایوب انصاری کے مکان  
 کے سامنے بیٹھ گئی اور اس طرح آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میزبان بنے۔“<sup>۱۲۹</sup> حضرت  
 ابو ایوب انصاری کے مکان پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچنے پر قیام کیا۔<sup>۱۳۰</sup>  
 ”انوار محمدیہ“ میں ہے ”بعد از نماز آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور مدینہ کو چلے۔۔۔  
 چلتے چلتے وہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے صحن میں بیٹھ گئی، گھر دن زمین  
 پر رکھ دی اور بغیر منہ کھولے آہستہ آہستہ بولنے لگی۔ آپ اُترے اور فرمایا ”یہ ہے  
 ان شاء اللہ ہماری منزل اور حضرت ابو ایوب انصاری حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کجاوہ  
 اٹھا کر اندر لے گئے۔“<sup>۱۳۱</sup>

”مدینہ میں ہر شخص کی خواہش تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مہمان بنیں مگر



آپؐ کو ذمہ داری ہو تو آپؐ کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی۔ حضرت ابو ایوبؓ نے سامان اٹھایا اور اپنے گھر میں لے گئے۔ ۱۳۲ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار جب مدینہ میں داخل ہوئے تو آپؐ جس محلہ یا گلی میں جاتے، لوگ آپؐ کی اونٹنی کو پکڑتے تاکہ آپؐ انھی کے گھر میں قیام فرمائیں مگر آپؐ نے فرمایا کہ اونٹنی کے راستے سے ہٹ جاؤ، یہ حق تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے۔ اونٹنی چلتے چلتے مسجد نبویؐ کی جگہ جاؤ گی۔ پھر واپس پہلی جگہ پر آکر بیٹھ گئی۔ وہاں حضرت ابو ایوبؓ انصاریؓ کا گھر تھا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا اور سامان اٹھا کر اپنے گھر لے گئے۔ ۱۳۳

## مسجد نبویؐ کی تعمیر

”مسجد نبویؐ کی تعمیر ربیع الاول ۱۱ھ میں ہوئی۔ سرکار رحمۃ للعالمینؐ مدینہ میں تشریف لائے تو آپؐ نے فوراً ہی اپنے منصوبے کے مطابق تعمیری و انقلابی سرگرمیوں کا آغاز کر دیا اور اس مقصد کی خاطر سب سے پہلے مسجد نبویؐ کی تعمیر کی۔ آپؐ نے جس زمین پر مسجد تعمیر کی۔ وہ بنو نجار کے دو انصار کی ملکیت تھی جن کے نام سہل اور سہیل تھے۔ یہ دو بھائی تھے انہوں نے یہ زمین ”خدا کے گھر“ کے لیے بلا معاوضہ آپؐ کی نذر کرنا چاہی۔ لیکن آپؐ نے باصرار قیمت دے کر خریدی۔ آپؐ چونکہ عنقریب اسلامی مملکت کے پہلے سربراہ یعنی حکمران بننے والے تھے لہذا آپؐ نے مفت زمین لینے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اس سے آئندہ حکمرانوں کو لوگوں سے جبراً بلا قیمت زمین لینے کا رواج ہے مسجد ہی کے لیے ہو، جواز مل جاتا اور لوگ اُسے سنتِ حسنہ سمجھ بیٹھتے اور اس طرح دنیا میں ظلم کی رسم پڑ جاتی۔“ ۱۳۴

## پہلی اذان

کتاب در پیغمبر اعظم و آخر کے مطابق پہلی اذان ربیع الاول ۱۱ھ مطابق اکتوبر



۶۲۲ھ کو مسجد نبویؐ میں دی گئی۔ ڈاکٹر نصیر الدین ناصر لکھتے ہیں کہ مسجد نبویؐ کی تعمیر کے ساتھ نظام صلوٰۃ کے قیام کی پہلی ضرورت تو پوری ہو گئی لیکن وقت مقررہ پر باجماعت نماز ادا کرنے کا بند و بست کرنا ابھی باقی تھا۔ صحابہ کرامؓ نے اس سلسلے میں متعدد تجاویز پیش کیں۔ مثلاً ناقوس، دف، منادی وغیرہ کے ذریعے لوگوں کو مطلع کیا جائے لیکن آپؐ نے کسی تجویز کو پسند نہ فرمایا۔ آپؐ یقیناً وحی کے منتظر تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وحی کے ذریعے اذان کے مروجہ طریقے اور الفاظ سے مطلع کیا جس تواریخ دیکھیے کہ بعض صحابہ کرام حضرت عبداللہ بن زیدؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے بھی خواب میں مروجہ اذان سنی اور آپؐ کی خدمت اقدس میں اس کا اظہار کیا۔ آپؐ نے فرمایا اس میں وحی تم سے سبقت لے گئی۔ پھر آپؐ نے حضرت بلالؓ کو اذان کا حکم دیا اور اس طرح حضرت بلالؓ کو اسلام کا پہلا مؤذن بننے کا قابل رشک شرف حاصل ہے۔ ۱۳۵

## غزوة بواط

حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی حیات طیبہ میں کفار کے ساتھ مسلمانوں کے بہت سے معرکے ہوئے۔ ان میں سے کئی غزوے اور کئی سرایا بھی ذبیح الاول کے سینے میں وقوع پذیر ہوئے۔ ایسے معرکوں کا اجمالی ذکر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ غزوة بواط ربیع الاول ۲ھ مطابق ستمبر ۶۲۳ء میں ہوا۔ ۱۳۶ اس غزوة کے علمبردار سعد بن ابی وقاصؓ تھے۔ ۱۳۷ اور ان کا نائب سعد بن معاذؓ کو مقرر کیا گیا تھا۔ ۱۳۸ یہ غزوة ہجرت سے تیرھویں مہینے کے آغاز ماہ ربیع الاول میں وقوع ہوا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ علمدار تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا اور دوسوا صحاب کے ساتھ قافلہ قریش کے قصد سے نکلے جس میں امیہ بن خلف اور قریش کے سوادمی اور اڑھائی ہزار اونٹ تھے مگر مقابلہ نہ ہوا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بواط سے واپس تشریف لے آئے۔ ۱۳۹

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس غزوے کا ذکر کیا ہے لیکن خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قافلے کے ساتھ روانگی کا بطور خاص ذکر نہیں کیا۔ لکھتے ہیں: "ہجرت کے دوسرے سال ربیع الاول کے مہینے میں غزوۃ بواط میں دوسرے صحابہ کو قریش کے قافلے سے جنگ کے لیے روانہ کر دیا۔ ان میں امیہ بن خلف تھا۔ یہ لوگ رضوی کے اطراف میں پہنچ گئے۔ یہ جگہ مدینہ سے تین منزل مکہ کی طرف ہے۔ یہ لوگ بھی جنگ کے بغیر مدینہ مشرقہ واپس آ گئے۔" مولوی اسحاق البنی علوی اپنے مضمون "سیرت نبوی (توقیت کی روشنی میں)" میں لکھتے ہیں کہ غزوۃ بواط غزوۃ بدر اولیٰ کے بعد کا واقعہ ہے۔ لکھتے ہیں "اس غزوہ پر جانے کی تاریخ ابن حبیب کے موجودہ نسخے میں ۳ ربیع الآخر یوم دو شنبہ نظر آتی ہے مگر ساتھ ہی تاریخ مراجعت دو شنبہ ۲۰ ربیع الآخر بیان کی گئی ہے۔" غزوۃ بواط ابتدائی مہموں کے سلسلے کی پانچویں کڑی تھی۔ وادی کے مطابق بواط ایک مقام تھا جو ضیہ کے کنارے ذی خشب کے نواح میں واقع تھا اور مدینہ سے اس کا فاصلہ محض تین برد تھا۔ ربیع الاول ۲ھ / ستمبر ۶۲۳ء میں یعنی چوتھی مہم کے ایک ماہ کے اندر اندر آپ کا روانہ قریش کو روکنے کی غرض سے نکلے۔ اس بار کاروانِ مکہ میں سو قریشی تھے اور پندرہ سوانٹ اور سالار کاروان امیہ بن خلف تھے لیکن ٹڈ بھیر نہیں ہوئی اور آپ لوٹ آئے۔ "خطبات سیرت" میں حافظ محمد یونس لکھتے ہیں "ربیع الاول ۲ھ کو حضورؐ بہ نفس نفیس ۲۰۰ جانثاروں کو لے کر رضوی پہاڑ بنوع کے علاقے میں گئے۔ راستہ میں ۱۰۰ آدمیوں کا قریش کا ایک قافلہ ملا۔ جو امیہ بن خلف کی سرکردگی میں جا رہا تھا۔ مگر حضورؐ نے ان کو گزرنے دیا۔" ۱۲۳

### غزوۃ سفوان یا بدر اولیٰ

۱۲۴  
غزوۃ بدر اولیٰ یا غزوۃ سفوان ربیع الاول ۲ھ مطابق ستمبر ۶۲۳ء میں ہوا۔ مولانا نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "ہجرت کے دوسرے سال ماہ ربیع الاول ہی میں کہ زبن جابر فہری (جو روسائے مشرکین میں سے تھا مگر بعد میں ایمان لایا)



## سریہ زید بن حارثہ

مولوی اسحاق البنی علوی لکھتے ہیں "سریہ زید بن حارثہ کے متعلق ابن اسحاق کی تشریح یہ ہے کہ یہ واقعہ غزوہ بدر سے چھ ماہ بعد کا ہے۔ یعنی ربیع الاول ۳ھ کا بخلاف اس کے واقعہ اور ابن سعد نے اس کو جمادی الاخریٰ کا واقعہ قرار دیا ہے۔ اس واقعے کی تاریخوں پر بھی دو تفویہی کارفرمانی محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ جدول تقدیم میں ربیع الاول ۳ھ مہی، جمادی الاخریٰ مدنی کے مطابق ہے۔ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ موسم سرما کا تھا۔ جدول سے اندازہ ہوتا ہے کہ ربیع الاول ۳ھ نومبر دسمبر ۶۲۲ھ سے مطابق تھا۔ ۱۵۰

## کعب بن اشرف کا قتل یا سریہ محمد بن مسلمہ

محمد بن مسلمہؓ کی قیادت میں یہودی کعب بن اشرف کا خاتمہ ربیع الاول ۳ھ اگست ستمبر ۶۲۲ء کو ہوا۔ ۱۵۱ اشلی نعمانی لکھتے ہیں "یہودیوں میں کعب بن اشرف ایک مشہور شاعر تھا۔۔۔ اس کو اسلام سے سخت عداوت تھی۔ بدر کی لڑائی میں سردارانِ قریش مارے گئے تو اس کو نہایت صدمہ ہوا۔۔۔ لوگوں کو جمع کر کے نہایت درد سے شعر پڑھتا اور روتا اور رلاتا تھا۔۔۔ مدینہ میں واپس آیا تو آنحضرتؐ کی ہجو میں اشعار کہتا اور لوگوں کو آنحضرتؐ کے برخلاف برا بیچنے کرنا شروع کر دیا۔۔۔ فتنہ انگیزی کا زیادہ اندیشہ ہوا تو آپؐ کی مرضی سے حضرت محمد بن مسلمہؓ نے ہمشورہ روسائے اوس جا کر اس کو ربیع الاول ۳ھ میں قتل کر دیا۔ ۱۵۲ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر "پیغمبر اعظمؐ و آخر" میں لکھتے ہیں "یہودی فتنہ گرد سرغنے کعب بن اشرف کا انجام ۱۲ ربیع الاول ۳ ہجری مطابق ۲ ستمبر ۶۲۲ء کو ہوا۔۔۔ محمد بن مسلمہؓ نے سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق ایسے ڈرامائی انداز میں کعب بن اشرف کا خاتمہ کر دیا کہ یہودیوں میں خوف و سراسیمگی کی لہر دوڑ گئی اور انہیں تحریری طور پر عہد کرنا



پڑا کہ وہ آئندہ ایسی مذموم حرکات اور باغیانہ سرگرمیوں سے باز رہیں گے۔ اس واقعے سے وہ فتنہ فرو ہو گیا جو جنگِ اُحد میں مسلمانوں کے لیے ہلک ثابت ہو سکتا تھا۔ ۱۵۳  
 شیخ محمد رضا کے مطابق کعب بن اشرف محمد بن مسلمہؓ کا ماموں تھا مگر جب اس کی شہرارتیں اور اسلام کے خلاف حربے سے بڑھ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی ”اے اللہ! مجھے جس طرح ہو کعب بن اشرف کے فتنہ سے بچا۔“  
 اس پر محمد بن مسلمہؓ نے اپنے ماموں کو مارنے کی اجازت آپ سے لی۔ اور حضرت ابوناٹمہؓ جو کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی اور شاعر تھے اور دوسرے صحابیوں کے ساتھ کعب بن اشرف کو قتل کر دیا۔ شیخ محمد رضا یہ بھی لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۶۲۲ھ مطابق ۶۲۲ء میں ہوا۔ ۱۵۴

## اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ کا انتقال

حضرت زینب بنت خزیمہ بن حارث قبیہ جو قبیلہ عامر بنو صعصعہ قریش سے تعلق رکھتی تھیں۔ لقب اُمّ المساکین تھا۔ آپ شہید اُحد حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی بیوہ تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اوائلِ رمضان میں دوسرا نکاح فرمایا اور بارہ اوقیہ زہر قرار پایا۔ آپ نے اسی سال یعنی ۶۲۲ھ ربیع الاول میں انتقال فرمایا۔ ۱۵۵

## حضرت اُمّ کلثومؓ کا نکاح

عمر ابو النصر رسولِ عربیؐ میں حضرت اُمّ کلثومؓ کے نکاح کے بارے میں لکھتے ہیں ”حضرت عثمانؓ کی پہلی بیوی حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھیں جب حضور جنگِ بدر کے لیے تشریف لے جانے لگے تو وہ سخت بیمار ہو گئیں اور چند ہی دنوں میں ان کی وفات ہو گئی۔ ان کی وفات کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت اُمّ کلثومؓ کی شادی حضرت

عثمانؓ سے کر دی۔ اسی وجہ سے حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین یعنی دونوں والا کہا جاتا ہے۔ یہ شادی ربیع الاول ۳ھ میں ہوئی۔ ۱۵۶ مولوی اسحق البنی علوی اپنے مضمون میں لکھتے ہیں ”اس واقعے سے متعلق واقدی کی روایت یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ سے ان کا نکاح ربیع الاول ۳ھ میں ہوا تھا مگر رخصتی جمادی الاخریٰ میں ہوئی، جس کی بظاہر کوئی معقول وجہ نہیں معلوم ہوئی۔ گمان غالب یہ ہے کہ واقدی کو اس نکاح کی دو مختلف روایتیں پہنچی تھیں۔ ایک ربیع کی دوسری جمادی کی۔ ان دونوں میں تطبیق کی خاطر انہوں نے نکاح اور رخصتی دونوں رسموں کو علیحدہ علیحدہ بیٹے میں قرار دیا۔“ ۱۵۷

”مدینۃ الرسول“ میں ہے ”حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد ربیع الاول ۳ھ میں سیدنا عثمانؓ کے نکاح میں آئیں۔ چھ سال تک سیدنا عثمانؓ کے ساتھ رہیں۔ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ۱۵۸ مولانا سید سلیمان ندوی اپنے مضمون میں لکھتے ہیں ”۳ھ میں جو غزوہ بدر کا سال تھا حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تو ربیع الاول میں حضرت عثمانؓ نے حضرت ام کلثومؓ سے نکاح کر لیا۔ بخاری میں ہے کہ جب حضرت حفصہؓ بیوہ ہوئیں تو حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت عثمانؓ نے تامل کیا لیکن دوسری روایتوں میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ نے حضرت عمرؓ سے کہا: ”میں تم کو عثمانؓ سے بہتر شخص کا پتا دیتا ہوں اور عثمانؓ کے لیے تم سے بہتر شخص ڈھونڈتا ہوں تم اپنی لڑکی کی شادی مجھ سے کر دو۔ اور میں اپنی لڑکی کی شادی عثمانؓ سے کر دیتا ہوں۔“ ۱۵۹ شاہ مصباح الدین شکیل کے مطابق یہ شادی وحی الہی کی بنا پر ہوئی۔ ۳ھ میں بدر کی لڑائی کی فتح کے دن حضرت رقیہؓ راہی ملک عدم ہوئیں تو حضرت عثمانؓ بے حد مغموم رہنے لگے۔ ایک دن حضورؐ نے فرمایا کہ اسے عثمانؓ! تم اس قدر کیوں حزن و ملال میں مبتلا ہو۔ عرض کیا مجھ سے زیادہ بد نصیب کون ہوگا

کہ نبی زادی خاک بسر ہوئیں اور خالوادہ نبوت سے ہمیشہ کے لیے میرا شتہ ٹوٹ گیا۔ ابھی یہ گفتگو ختم نہیں ہوئی تھی کہ جبریل امین اس حکم کے ساتھ حاضر ہوئے کہ آسمانوں پر اللہ تعالیٰ نے اُمّ کلثومؓ کا عقد عثمان کے ساتھ کر دیا۔ تعمیل حکم میں حضرت رقیہؓ کے مہر کے برابر مہر پر عقد ہوا۔ یہ واقعہ ربیع الاول کا ہے۔ دو ماہ بعد جمادی الآخر ۳۱ھ ہجری میں رخصتی عمل میں آئی۔<sup>۱۶۰</sup>

شیخ محمد رضا کی کتاب میں ہے کہ حضرت رقیہؓ کے انتقال پر حضرت اُمّ کلثومؓ کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ ربیع الاول ۳۱ھ کو کر دیا۔ اور دو ماہ بعد رخصتی ہوئی۔<sup>۱۶۱</sup>

## غزوة ذو امر یا غزوة انمار یا غزوة غطفان

مولوی اسحاق البنی علوی اپنے مضمون میں لکھتے ہیں ”غزوة ذو امر کے واقعے کی توقیت پر بھی دو تقویہی کار فرمائی کا اثر واضح طور پر محسوس ہوتا ہے کیونکہ ابن اسحق کی صراحت سے اس کی تاریخ آخر ذوالحجہ ۳۱ھ ثابت ہوتی ہے جبکہ واتدی کے نزدیک ربیع الاول ۳۱ھ کا واقعہ تھا۔ جدول سے اندازہ ہوتا ہے کہ ۳۱ھ میں ذوالحجہ اور ربیع الاول تبادلہ میں تھے۔<sup>۱۶۲</sup> ڈاکٹر محمد حسین منظر صدیقی کے مضمون میں ہے ”غزوة ذو امر ربیع الاول ۳۱ھ مطابق ستمبر ۶۲۲ء کو ہوا۔<sup>۱۶۳</sup> جبکہ ڈاکٹر نصیر الدین ناصر کے مطابق یہ غزوة محرم ۳ ہجری مطابق ۶۲۲ء کو ہوا۔<sup>۱۶۴</sup>

## غزوة بنی نضیر

حکیم غلام نبی لکھتے ہیں ”ربیع الاول ۳۱ھ مطابق ۶۲۵ء میں غزوة بنی نضیر پیش آیا۔ جس کے بعد یہود ان بنو نضیر کو مدینہ منورہ سے نکال دیا گیا۔<sup>۱۶۵</sup> عبدالقدوس ہاشمی اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ ربیع الاول ۴ ہجری کو غزوة بنو نضیر پیش آیا۔<sup>۱۶۶</sup> شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب میں ہے ”ربیع الاول کے

ماہ میں غزوہ بنی النضیر واقع ہوا۔ یہ یہود کا ایک قبیلہ تھا۔ یہاں کے لوگوں کو چھ روز تک محصور رکھا گیا۔ آخر کار جب یہ لوگ شام کی جانب جلا وطنی پر راضی ہو گئے تو انہیں جانے کی اجازت مل گئی۔ ۱۶۶ ڈاکٹر محمد حسین مظہر صدیقی کے مطابق غزوہ بنو نضیر کا واقعہ ربیع الاول ۳ھ مطابق اگست ۶۲۵ء کو پیش آیا۔ اس غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں اپنا خلیفہ حضرت عمر بن ام مکتوم کو مقرر کیا۔ ۱۶۸ ڈاکٹر غلام جیلانی برق اپنے مضمون میں لکھتے ہیں: ”بنو نضیر یہود مدینہ کا ایک قبیلہ تھا جو مسجد نبوی سے جنوب مشرق کی طرف شہر سے باہر آباد تھا۔ یہ ہر وقت اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف رہتا تھا۔ ایک دفعہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے تین علمائے اسلام پر گفتگو کرنے کے لیے تشریف لائیں اور ساتھ تین صحابی بھی لے آئیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعوت قبول فرمائی اور حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کو ساتھ لے کر ان کے ہاں چلے گئے۔ یہود نے آپ کے آنے سے پہلے چھت پر ایک بیوزی کو چڑھا دیا تھا اور ہدایت کی تھی کہ جب مسلمان باتوں میں لگ جائیں تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک وزنی بسل گرا دے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے تو انہیں اسی دیوار کے سائے میں بٹھایا گیا لیکن وحی نے آپ کو سازش کی اطلاع دے دی۔ چنانچہ آپ اٹھ کر واپس چلے گئے اور بنو نضیر کو سزا دینے کی حکم بنانے لگے۔ آپ ربیع الاول ۳ھ میں صحابہؓ کا ایک حبش لے کر بنو نضیر کے محلے میں گئے، ان کا محاصرہ کر لیا اور پندرہ دن کے بعد اس شرط پر صلح ہوئی کہ یہود ہتھیار چھوڑ جائیں اور جتنا سامان اٹھا سکتے ہیں، لے کر مدینہ سے نکل جائیں۔ چنانچہ یہ لوگ خیبر وغیرہ کی طرف چلے گئے۔ ۱۶۹

نورنجش تو کلی لکھتے ہیں: ”آپ نے بنو نضیر کی شرارتوں سے تنگ آکر اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار آپ نے بنو نضیر کو جلا وطن کر دیا اور اجازت دی کہ وہ جو مال اونٹوں پر لے جاسکتے ہیں لے جائیں۔“ شیخ محمد رضا کی کتاب میں ہے ”بنو نضیر میں سے صرف



دو شخص اسلام لائے۔ یامین بن عمیر بن کعب بن عمیر بن حجاج اور ابوسعید بن وہب۔ چنانچہ یہ بدستور اپنے اموال پر قابض رہے اور انہوں نے اپنا مال و سامان محفوظ کر لیا۔ اس غزوہ میں عزروہ قتل کر دیا گیا جو بنی نضیر کا بہادر تیر انداز تھا۔ اسے حضرت علیؑ نے قتل کیا تھا۔<sup>۱۴۱</sup> شاہ عطار اللہ خاں کہتے ہیں ”بنی نضیر کی جلا وطنی ربیع الاول ۳ھ میں ہوئی۔ بنو قریظہ نے تو آپ سے معاہدہ کر لیا مگر بنو نضیر نے اپنی شرارتوں اور شیطنت کاریوں پر برابر قائم رہے۔ انہیں اپنی شجاعت و دولت مندی اور مضبوط و مستحکم قلعوں پر بڑا ناز تھا۔ قریش کے بھروسے میں آئے ہوئے تھے۔ اعلانہ کہتے تھے کہ مسلمان ابھی قریش ہی سے لڑے ہیں ہمارے دست و بازو انہوں نے نہیں دیکھے۔ ہم سے مقابلہ پڑے تو ہم انہیں دکھا دیں۔ رسول کریمؐ انہیں سمجھانے کے لیے گئے تو انہوں نے یہ انتظام کیا کہ آپ کو دھوکے سے بلا کر اور ادھر سے پتھر لادھا کہ شہید کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے آگے بلایا مگر آپ کو ان کی سازش کا علم ہو گیا۔ اور آپ لوٹ آئے۔۔۔ جب یہ کسی طرح باز نہ آتے تو انہیں سزا دینے کا نتیجہ کیا گیا۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جمعیت لے کر ان کا محاصرہ کر لیا۔ جب یہ ہر طرح سے مجبور ہو گئے تو انہوں نے اظہارِ عجز کیا اور یہ خود ہی جلا وطنی پر راضی ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ اور انہیں اپنے تمام مال و متاع سمیت نکل جانے کی اجازت دے دی۔<sup>۱۴۲</sup> مولوی اسحاق البنی علوی اپنے مضمون میں لکھتے ہیں۔ ”غزوہ بنو نضیر کے واقعہ کی تاریخ ابن حبیب ۳۲ شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۳ھ ہجری بیان کی ہے جو مکی تقویم کے حساب سے ٹھیک بیٹھتی ہے۔ و سنیفلد کی تقویم کے اعتبار سے یہ تاریخ غلط ہے۔“<sup>۱۴۳</sup>

## مسجد الفیض یا مسجد الشمس

عبدالباری لکھتے ہیں ”اس واقعہ (غزوہ بنی نضیر) کی یادگار میں مسجد الشمس یا مسجد الفیض یا مسجد الشمس موجود ہے۔“<sup>۱۴۲</sup> اب اس کو مسجد الشمس کہتے ہیں۔ مسجد قبا کے

قریب یہ ایک چھوٹی سی مسجد ہے جو مسجد قبا سے مشرقی جانب ایک بلند مقام پر سیاہ پتھروں سے بنی ہوئی ہے۔ اس کی چھت نثار دہے۔ مربع گیارہ درگیارہ گڑھے۔ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی النضیر کا محاصرہ کیا تھا اور ان کے قریب خیمہ لگایا تھا تو چھ روز تک اسی مسجد کی جگہ پر نماز ادا فرماتی تھی۔ اس کے بعد وہاں مسجد تعمیر کی گئی۔ ابن شیبہ اور ابن زبالہ بیان کرتے ہیں کہ ابو ایوب اور انصار کی ایک جماعت اس مسجد کی جگہ پر بیٹھ کر فیض استعمال کرتے تھے (یہ ایک پینے کی چیز ہے) جب شراب کی حرمت کے لیے آیت نازل ہو گئی تو اس خبر سن کر مشیکترہ کا منہ کھول دیا اور مشک میں جتنی فیض تھی، اسی مقام پر گرا دی۔ اس وجہ سے اس کو مسجد فیض کہتے ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ شاید یہ قصہ مسجد کی تعمیر سے پہلے کا ہو یا شراب کی نجاست کا علم اس کے بعد ہوا ہو۔ امام احمد اپنی سند میں ابن عمر سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ اسی مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فیض کا ایک کوزہ لایا گیا تھا جس کو آپ نے نوش فرمایا تھا۔ اسی سبب سے اس کو مسجد فیض کہتے ہیں۔ ۱۷۵

## سورہ حشر

غزوة بنی نضیر کے مہینہ یعنی ماہ ذی الحج الاول میں سورہ حشر نازل ہوئی۔ ۱۷۶  
 شیخ محمد رضا لکھتے ہیں ”ابن اسحاق نے کہا ہے کہ سورہ حشر پوری کی پوری بنو نضیر کے واقعات میں نازل ہوئی ہے جس میں ان مصائب کا مفصل بیان کیا گیا ہے جو خدا کی طرف سے یہود پر نازل ہوئے اور جو آنحضرت نے ان پر اللہ کی طرف سے مسلط فرمائے۔ بخاری شریف میں حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے۔ آپ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس سے سورہ حشر کا ذکر کیا تو فرمایا اسے سورہ نضیر کہو۔ ۱۷۷  
 عبد الباری لکھتے ہیں ”پر اٹھ ڈالنے کے بعد بنو نضیر کے پورے محلہ کو اس طرح گھیر لیا کہ کسی طرف سے نہ کوئی نکل کر باہر جاسکے اور نہ باہر سے کسی قسم کی مدد محلہ میں پہنچ

سکے۔۔۔ مگر جب کیمپ سے دونوں محلوں کی طرف نگاہ دوڑائی جاتی تو درمیان کے کھجور کے درخت یہودیوں کے قلعوں کو آڑ کر لیتے تھے، ان درختوں کو بغیر کاٹے کام چلنا مشکل نظر آیا۔ حسن اتفاق سے ان زاویوں کے درمیان جو کھجور کے درخت حاصل تھے، گھیا قسم کے تھے جن کے کاٹے جانے سے کم نقصان تھا۔ سہیلی کا تو بیان ہے کہ بنو نضیر اس کھجور کو غذا کے کام میں بھی نہ لاتے تھے۔۔۔۔۔ جب اس طرح درختوں کو کاٹا جانے لگا تو بنو قریظہ نے آپ کو کہلا بھیجا۔ ”اے محمدؐ تم تو فساد کو منع کرتے ہو اور کہتے ہو کہ میں اصلاح کرنے آیا ہوں، پھر یہ درخت کیوں کاٹ رہے ہو؟ کیا یہ اصلاح ہے۔ آپ کے اور مسلمانوں کے متفقہ ہونے پر مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی۔۔۔۔۔ ”تم نے لینہ کے جو درخت کاٹ ڈالے یا جس قدر ان کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا تو یہ سب خدا کے اذن سے ہوا اور اس لیے کہ وہ فاسقوں کو رسوا کرے“ ۱۷۸

## شراب کی شرعی حد

عبدالقدوس ہاشمی لکھتے ہیں ”۴ ہجری ربیع الاول غزوہ بنو نضیر ہوا اور شراب کی تحریم کا حکم نازل ہوا۔“ ۱۷۹ شیخ محمد رضا شراب کے متعلق لکھتے ہیں ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے شراب پینے والے کو کھجور کی چھڑی اور جوتوں سے پٹوایا۔۔۔۔۔ ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ کے سامنے ایک شخص کو بچھڑ کر لایا گیا جس نے شراب پی مٹی۔ آپؐ نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھوں اسے کھجور کی چھڑی سے چالیس ماریں لگوائیں۔ شراب سگدھ میں غزوہ بنو نضیر کے اثنا میں حرام کی گئی۔“ ۱۸۰

## غزوہ دومۃ الجندل

”سراپائے اقدس“ میں ہے ”ربیع الاول ۶ھ مطابق جولائی ۶۲۶ء میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ دومۃ الجندل کے لیے تشریف لے گئے لیکن آپؐ کی ہیبت کے سبب دشمن مقابلہ پر نہ آیا۔“ ۱۸۱ شیخ عبدالرحمن محدث دہلوی لکھتے ہیں ”ربیع الاول

کے بہنے میں جنگ کے بغیر غزوہ دومۃ الجندل واقع ہوا۔<sup>۱۸۲</sup> کرنل ڈاکٹر محمد ایوب خان اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں ”دومۃ الجندل والوں کی خبر ملی کہ وہ مقابلہ کے لیے نکل رہے ہیں۔ ربیع الاول شہ ۶ میں آپ نے ایک ہزار صحابہؓ کے ہمراہ ادھر مسافرت کی۔ وہ لوگ منتشر ہو گئے اور کچھ اونٹ اور بکریاں غنیمت میں ملیں۔ دومۃ الجندل مدینہ سے پندرہ روز کی مسافت پر ہے اور دمشق سے پانچ روز کی مسافت پر۔<sup>۱۸۳</sup> غلام جیلانی برق لکھتے ہیں ”دومۃ الجندل کا قصبہ مدینہ سے پانچ سو میل شمال میں اس تجارتی شاہراہ کے قریب واقع تھا جو یمن سے شام تک جاتی تھی چونکہ وہاں کے قبائل مدینہ کے تجارتی قافلوں کے لیے خطرہ بن گئے تھے، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی گوشالی کے لیے ۲۲/۲۳ ربیع الاول شہ ۶ کو ایک ہزار صحابہؓ کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ حضرت سباع بن عرفطہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور پندرہ دن کے بعد دومہ میں پہنچے لیکن قبائل منتشر ہو چکے تھے اس لیے واپس آگئے۔<sup>۱۸۴</sup>

”انوار محمدیہ“ میں ہے ”یہ غزوہ ہجرت کے انچاس ماہ کے بعد، ربیع الاول کے بہنے میں پیش آیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع موصول ہوئی کہ وہاں مشرکوں کی ایک جماعت ہے جو وہاں سے گزرنے والوں کو ستاتی ہے۔ چنانچہ آپ ایک ہزار صحابہؓ کو لے کر ربیع الاول کی پچیس تاریخ کو روانہ ہوئے اور مدینہ کی سربراہی سباع بن عرفطہؓ کے سپرد کی۔ جب وہاں پہنچے تو وہاں بکریوں کے کچھ نہ تھا۔ چنانچہ ان کے ڈھور ڈنگر اور ریوڑ چرانے والوں کو قابو کر لیا۔ کئی مارے گئے اور کئی بھاگ گئے۔ اہالیان بستی کو پتہ چلا تو وہ غائب ہو گئے۔ آپ وہاں پہنچے تو کسی آسنا سامنا نہ ہوا۔ آپ نے چند دن وہاں قیام فرمایا اور ادھر ادھر نہیں روانہ کیے۔ ربیع الثانی کی بیس تاریخ کو واپس آگئے۔<sup>۱۸۵</sup>

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کے مطابق ”ربیع الاول شہ ۶ مطابق اگست ۶۲۶ء میں آپ کو اطلاع ملی کہ دومۃ الجندل میں، جو مدینہ سے پندرہ روز کی مسافت پر ہے، مشرکین کثیر تعداد میں جمع ہو رہے ہیں اور ان کا منصوبہ قافلوں کو لوٹنا اور مدینہ کو



تاخت و تاراج کرنا ہے۔ فتنے کو سر اٹھاتے ہی کچل دینا آپ کی کامیاب حکمتِ عملی تھی۔ لہذا آپ نے فوراً ۲۵ ربیع الاول ۶۲۶ھ مطابق ۲۲ اگست ۶۲۶ء کو ایک ہزار مجاہدین کے ساتھ دومتہ الجندل کی طرف پیش قدمی کی۔ سباع بن عرفطہ غفاری کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ مشرکین کو اسلامی لشکر کی پیش قدمی کی اطلاع ملی تو وہ سراسیمہ ہو کر بھاگ اٹھے۔ بغاوت فرو ہو گئی اور فتنہ دب گیا۔<sup>۱۸۶</sup>

## مہم یا غزوہ بنی لحيان

غلام نبی لکھتے ہیں ”ربیع الاول ۶۲۶ھ مطابق جولائی ۶۲۶ء میں حضور علیہ السلام غزوہ دومتہ الجندل کے لیے تشریف لے گئے لیکن آپ کی ہیبت کے سبب دشمن مقابلہ پر نہ آیا۔<sup>۱۸۷</sup> محمد بن مظهر صدیقی کے مطابق ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن اُم مکتوم کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا“<sup>۱۸۸</sup> شیخ محمد رضا کہتے ہیں: ”یہ غزوہ ابتداء ماہ ربیع الاول ۶۲۶ھ مطابق جون جولائی ۶۲۶ء کو واقع ہوا جس کا سبب یہ ہوا تھا کہ آنحضرت حضرت عاصم بن ثابت اور ان کے ساتھی قراء کے قتل کی وجہ سے بہت رنجیدہ تھے جو ماہ صفر ۶۲۵ھ میں بئر معونہ کے مقام پر دھوکے سے قتل کر دیے گئے تھے۔ پس آپ نے اس کا اظہار فرمایا کہ آپ شام جا کر ان مجرمین کو کیفر کرنا تک پہنچانے کے لیے ان پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ مدینہ سے روانہ ہوئے۔۔۔ وہاں پہنچ کر آنحضرت کو معلوم ہوا کہ وہ کفار آپ کی آمد سے خائف ہو کر پہاڑیوں کی چوٹیوں پر جا چھپے ہیں۔ آپ نے وہاں ایک دو دن قیام فرمایا اور ان کی تلاش میں پہاڑوں کے ہر طرف طلائیہ گرد دستے روانہ فرمائے۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما کو دس سواروں کا دستہ دے کر روانہ فرمایا تاکہ قریش کو ان کی آمد کا علم ہو تو وہ دہشت زدہ ہو جائیں۔ پھر آنحضرت بغیر جنگ کیے واپس ہو گئے۔<sup>۱۸۹</sup>

نصیر احمد ناصر لکھتے ہیں ”یہ غزوہ یکم ربیع الاول ۶۲۶ھ مطابق ۲۱ جولائی ۶۲۶ء کو ہوا۔ اس مہم کا مقصد حضرت عاصم بن ثابت اور دیگر شہداء سے رنج کے انتقام لینا

تھا۔ اس کی قیادت آپ نے کی تھی۔ بنو لحيان خوف سے پہاڑوں میں روپوش ہو گئے۔ آپ اہل مکہ کو مرعوب کرنے کی خاطر اور آگے بڑھے اور مکے کی حدود میں پہنچ کر مراجعت فرمائی۔<sup>۱۹۰</sup>

## مہم عکاشہ

غلام جیلانی برق لکھتے ہیں کہ ”حضور کو اطلاع ملی کہ نجد کا ایک قبیلہ اسد، ثمرات پر آمادہ ہے آپ نے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہما بنی محسن الاسدی کو ربیع الاول ۶ھ میں چالیس صحابہ کا ایک دستہ دے کر اس کی گوشمالی کے لیے بھیجا۔ جب یہ دستہ ارض اسد کے ایک چشمے عمر پر پہنچا تو وہ لوگ منتشر ہو گئے۔<sup>۱۹۱</sup> محمد رضا لکھتے ہیں ”عمر مکہ کے راستہ میں قید نامی قلعہ سے دو دن کے فاصلہ پر واقع قبیلہ بنی اسد کا کنواں ہے۔ یہ سریہ ماہ ربیع الاول ۶ھ میں پیش آیا۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہما چالیس آدمیوں کا دستہ لے کر روانہ ہوئے۔ دشمن ان کی آمد کی خبر سے خوف زدہ ہو کر فرار ہو گئے۔ جب مسلمان ان کے مقام پر پہنچے تو ان کے فرار ہو جانے کی وجہ سے ان کا شہر خالی پایا۔ پس مسلمانوں نے ان کی تلاش میں ایک دستہ روانہ کیا جنہوں نے قریب ہی ان کے اونٹوں کے پیروں کے نشانات دیکھ کر ادھر کا رخ کیا اور ان کے ایک آدمی کو پایا۔ اور اسے امان دے دی جس کے بدلے اس نے اپنے قبیلہ کے اونٹوں کا پتہ بتا دیا۔ چنانچہ مسلمانوں نے ان پر حملہ کر کے ان کے دو سو اونٹ ہانک لیے اور اس پتہ بتانے والے کو آزاد کر دیا۔ اور اونٹوں کو لے کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ جنگ کی نوبت نہیں آئی۔<sup>۱۹۲</sup>

## مہم ذوالقصة

نقوش کے مطابق ”مدینہ سے چوبیس میل دور نجد میں بنو ثعلبہ کا ایک موضع ذوالقصة کہلاتا تھا۔ حضور کو اطلاع ملی کہ وہاں ثعلبہ کے آدمی حملے کے لیے جمع ہو رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے ربیع الاول ۶ھ میں محمد بن مسلمہ کو صرف دس صحابہ کے ہمراہ

مقابلے کے لیے بھیجا۔ وہاں ایک سو آدمی اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے سب کو مار ڈالا۔ صرف محمد بن مسلمہ بچ کر نکل سکے۔ حضورؐ نے فوراً چالیس صحابہ کا ایک اور دستہ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کی قیادت میں روانہ کیا لیکن وہ لوگ منتشر ہو گئے۔ دو تین ہفتے بعد ثعلبہ کے چند آدمی اپنے اونٹوں کو چرانے کے لیے مدینہ کے قریب ایک چراگاہ میں آگئے۔ حضورؐ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو دوبارہ چالیس صحابہ کے ساتھ بھیجا، وہ خود تو بھاگ گئے۔ لیکن ان کے پیشتر مولیٰ بنی سحیہ رہ گئے۔ جنہیں یہ ہانک لائے۔<sup>۱۹۳</sup>

## غزوہ ذی قرد

”سراپائے اقدس“ میں ہے ”ربیع الاول ۳ھ مطابق جون جولائی ۶۲۴ء کو غزوہ بنی لیمان واقع ہوا۔۔۔۔۔ اسی ماہ غزوہ ذی قرد پیش آیا جس میں دشمن کو ذلت آمیز شکست ہوئی“<sup>۱۹۴</sup> شیخ محمد رضا لکھتے ہیں۔ ”اس کا نام غزوہ غابہ بھی ہے۔ ذوقرد غطفان کے علاقے کے قریب مدینہ سے بارہ میل کے فاصلے پر ایک کنواں ہے۔ یہ غزوہ ماہ ربیع الاول ۳ھ مطابق جولائی ۶۲۴ء میں پیش آیا تھا۔ بخاری میں ہے کہ یہ غزوہ خیبر سے تین دن قبل اور غزوہ حدیبیہ کے بیس دن بعد پیش آیا تھا۔ اس کا سبب یہ ہوا تھا کہ عینیہ بن حصن فزاری نے آنحضرتؐ کے اونٹوں پر چھا پہ مارا تھا۔۔۔۔۔ آنحضرتؐ نے حسب عادت اپنے بعد حضرت ابن مکتومؓ کو مدینہ کا حاکم مقرر فرمایا اور پانچ سو مجاہدین کو ساتھ لے کر روانہ ہو گئے اور حضرت سعد بن عبادہؓ کو اپنے بعد تین سو مجاہدین کے دستہ کے ساتھ مدینہ کی حفاظت کے لیے مامور فرما گئے۔۔۔۔۔ اس غزوہ کا انجام یہ ہوا کہ مسلمانوں نے دشمن کو جالیا اور انہیں شکست دے دی، ان کے سرخنوں کو قتل کر ڈالا۔۔۔۔۔ مسلمانوں کے صرف ایک مجاہد فخر بن نضلہؓ شہید ہوئے پھر آنحضرتؐ آگے بڑھ کر خیبر کے سامنے مقام ذاکر تک پہنچ گئے تو دشمن پناہ کے لیے بنی غطفان کے پاس جا چھے۔۔۔۔۔ اس موقع پر حضرت ابو قتادہؓ نے مسعد بن حکم فزاری کو قتل کر دیا تھا۔ اس لیے آنحضرتؐ نے مقتول کا گھوڑا اور ہتھیار انہیں عطا فرما دیے۔

ادھر راستہ میں حضرت عکاشہ بن محسنؓ کو ابان بن عمرو اور اس کا بیٹا عمر ایک اونٹ پر سوار مل گئے تو آپ نے انہیں اپنے نیزے میں پرو کر دونوں کو قتل کر دیا۔ آنحضرتؐ اس موقع پر مدینہ سے پانچ دن غیر حاضر رہے۔<sup>۱۹۵</sup>

## سریہ حضرت شجاع بن وہب الاسدی یا سریہ بنو ہوازن

علامہ یوسف بن اسماعیل نہہانیؒ کے مطابق (سریہ) "بجرت کے آٹھویں سال ربیع الاول کے مہینے میں چوبیس آدمیوں کے ساتھ بنو ہوازن کی ایک جماعت کے خلاف بھیجی گئی۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر حملے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ وہ راتوں کو سفر کرتے اور دن کو چھپ رہتے، تا آنکہ ایک صبح کو ان پر ہلہ بول دیا۔ اونٹ اور بکریاں بکڑ لیں اور ہانک کر مدینہ لے آئے۔"<sup>۱۹۴</sup>

## نعم کعب بن عمیر یا ذات اطلاق

ڈاکٹر غلام جیلانی برق لکھتے ہیں "حضورؐ نے ربیع الاول ۳ھ میں حضرت کعب بن عمیر غفاری کو پندرہ صحابہ کے ہمراہ ذات اطلاق میں تبلیغ کے لیے بھیجا۔ ان لوگوں نے ان پر حملہ کر دیا اور سب کو مار ڈالا۔ صرف ایک زخمی کسی طرح مدینہ میں واپس پہنچا۔"<sup>۱۹۶</sup> "النوار محمدیہ" میں ہے "یہ نعم، ہجرت کے آٹھویں سال ربیع الاول کے مہینے میں پندرہ آدمیوں کے ساتھ ذات اطلاق کے خلاف روانہ کی گئی۔ وہاں پہنچے تو مقابلے پر ایک بڑی جماعت موجود تھی، گھسان کارن پڑا۔ چنانچہ مسلمان شہید ہو گئے اور ان میں سے ایک زخمی مسلمان جوان کا امیر بتایا جاتا تھا، ان میں سے غائب ہو گیا۔ جب رات چھا گئی تو وہ بہ مشغل تمام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے میں کامیاب ہو سکا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑا رنج ہوا چنانچہ ان کے خلاف لشکر کستی کا ارادہ کیا اتنے میں معلوم ہوا کہ وہ کسی دوسرے مقام پر منتقل ہو گئے ہیں۔ اس لیے ارادہ ترک



## عدی بن حاتم طائی

سیدہ زینب الاؤل کے سینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک مہم طے کے علاقے کی طرف بھیجی۔ ان کے آنے کی خبر سن کر عدی بن حاتم طائی بھاگ گیا۔ اور اس کے قبیلہ والوں کو قید کر لیا گیا جن میں اس کی بہن سفانہ بھی تھی۔ ان قیدیوں کو مدینہ میں لایا گیا اور مسجد نبوی کے قریب ایک حظیرہ میں رکھا گیا۔ جب آپ اس طرف سے گزرے تو سفانہ نے کہا کہ اسے چھوڑ دیں کیونکہ اس کا بھائی فرار ہو گیا ہے اس لیے اس کا فدیہ دینے والا کوئی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے باپ میں مومنوں جیسی صفات تھیں۔ آپ نے اس کے ساتھ حسن سلوک کیا اور اسے آزاد کر دیا۔ آزاد ہونے کے بعد وہ اپنے بھائی کے پاس ملک شام پہنچی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت تعریف کی اور اسے اسلام قبول کرنے کا مشورہ دیا۔ وہ شام سے سیدھا مدینہ پہنچی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت مسجد میں تھے۔ عدی بن حاتم کو لے کر گھر کی طرف روانہ ہوتے تو راستہ میں ایک بڑھیا ملی۔ اس کی بات آپ نے نہایت توجہ سے سنی۔ گھر جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عدی بن حاتم کو گتے پر بٹھایا اور خود زمین پر بیٹھ گئے۔ عدی بن حاتم دل میں پکار اٹھا کہ یہ کام کسی بادشاہ کا نہیں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چند باتیں کرنے کے بعد اسلام لے آیا۔ ۱۹۹

## وندبلی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں مختلف قبیلوں کے وفد حاضر ہوتے رہے۔ بیروت کی کتابوں میں ہے کہ زینب الاؤل ۹ھ میں بلی کا وفد ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ بیروت ابن ہشام میں ہے کہ حضرت روبیع ابن ثابت

بلوی فرماتے ہیں۔ ماہ ربیع الاول ۹۰ھ میں میری قوم کا وفد آیا۔ میں نے انہیں اپنے گھر میں ٹھہرایا۔ پھر انہیں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ اپنے کاشانہ مبارک میں صبح کے وقت تشریف فرما تھے۔ وفد کے رئیس ابوالضباب آپ کے سامنے بیٹھ گئے اور گفتگو کے بعد سب لوگ اسلام لے آئے۔ انہوں نے ضیافت کا حکم اور چند دیگر دینی مسائل پوچھے جو آپ نے بیان فرمائے۔ پھر میں ان حضرات کو لے کر اپنے گھر آ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کی ایک گھڑی اٹھا کر لا رہے ہیں۔ فرمایا ان کھجوروں سے کام چلاؤ۔ میں نے ان حضرات کو یہ کھجوریں اور کچھ دوسری چیزیں پیش کیں۔ انہوں نے تین دن قیام کیا پھر رخصت لینے کے لیے بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں عطیات عطا فرمائے۔ اس کے بعد وہ لوگ اپنے علاقے میں چلے گئے۔

## سریہ بنی کلاب

”الوزار محمدیہ“ میں ہے ”یہ مہم بنو کلاب کے خلاف ہجرت کے نویں سال ربیع الاول میں بہ جانب قرطار روانہ کی گئی۔ انہیں دعوت اسلام دی گئی لیکن انہوں نے انکار کیا۔ جنگ ہوئی، بنو کلاب بھاگ گئے اور مسلمانوں کو مال غنیمت حاصل ہوا۔<sup>۲۱</sup> غلام ہیمانی برق کے مضمون میں ہے ”بنو کلاب نجد میں رہتے تھے۔ ان کے متعلق خبر ملی کہ یہ حملے کی تیاری کر رہے ہیں۔ حضور نے ربیع الاول ۹۰ھ میں حضرت ضحاک بن عیمان کو ان کی طرف بھیجا۔<sup>۲۲</sup> شیخ محمد رضا لکھتے ہیں ”آنحضرت نے ماہ ربیع الاول ۹۰ھ کو مجاہدین کا ایک لشکر قرطار کی طرف بھیجا۔ اس پر حضرت ضحاک... کو افسر مقرر فرمایا جو بڑے دلیر اور بہادر لوگوں میں سے تھے۔ ان کے ساتھ اُصید بن سلمہ بن قرظ بھی تھے۔ پس یہ لوگ قرظیوں سے زج لاوہ (نجد کے ایک مقام) پر جا ملے اور انہیں اسلام لانے کی دعوت دی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ تب مسلمانوں نے ان پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دی۔ اور ان کا مال و متاع لوٹ لیا۔<sup>۲۳</sup> مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے

ہیں ” ۹ ہجرت ربیع الاول میں ایک لشکر سخاک بن سفیان کی ہمراہی میں بنی کلاب کی طرف بھیجا اور بعد قتال کے، کفار کو ہزیمت ہوئی۔ ۲۰۲

## سریہ خالد بن ولیدؓ

”الوار محمدیہ“ کے مطابق ”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حجۃ الوداع سے پہلے ہجرت کے دسویں سال ربیع الاول کے مہینے میں بنو عبد المدان کی طرف جو نجران کا ایک قبیلہ تھا، روانہ فرمایا تھا۔ وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ ۲۰۵ شیخ محمد رضا لکھتے ہیں ”آنحضرت نے ماہ ربیع الاول ۳۱ھ مطابق جون ۶۳۱ء میں حضرت خالد بن ولیدؓ کو چار سو مجاہدین کا سردار بنا کر نجران کی طرف بنو حارث بن کعب پر فوج کشی کے لیے روانہ فرمایا اور انہیں حکم فرمایا کہ ان سے جنگ کرنے سے پہلے ان پر تین دن تک اسلام کی دعوت پیش کریں۔ اگر وہ منظور کر لیں تو تم ان کا اسلام قبول کر لو۔ پھر ان میں قیام کر کے انہیں اللہ کی کتاب، سنت نبی کریمؐ اور اسلامی حقائق کی تعلیم دیتے رہو۔ اہل نجران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر تھے۔ پس یہ ہدایات لے کر حضرت خالد بن ولیدؓ روانہ ہو کر نجران پہنچے اور سواروں کو مختلف سمتوں میں بھیج دیا تاکہ وہ ہر طرف لوگوں کی اسلام کی طرف بلائیں۔۔۔ پس وہ لوگ اسلام لے آئے۔“

## حضرت ابراہیمؓ کا انتقال

آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں حضرت ابراہیمؓ کا انتقال خاص اہمیت رکھتا ہے اور یہ واقعہ بھی ربیع الاول میں پیش آیا۔

حکیم غلام نبی لکھتے ہیں ”حضور علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ سولہ ماہ کی عمر میں ربیع الاول ۳۱ھ میں وفات پانے پڑے۔ سید سلیمان ندوی حضرت ابراہیمؓ کی وفات کے متعلق لکھتے ہیں ”حضرت ابراہیمؓ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے آخری اولاد ہیں۔ ذوالحجہ ۳۱ھ ہجری بمقام عالیہ جہاں حضرت مادرہ قبیلہ رہتی تھیں، پیدا

پیدا ہوئے۔۔۔۔۔ ابراہیمؑ نے اُم سبیت ہی کے ہاں انتقال کیا۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خبر ہوئی تو عبد الرحمن بن عوف کے ساتھ تشریف لائے۔ نزع کی حالت تھی گو وہیں اٹھایا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ عبد الرحمن بن عوف نے کہا یا رسول اللہ آپ کی یہ حالت ہے، آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے۔۔۔۔۔ چھوٹی سی چار پائی پر جنازہ اٹھایا گیا۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خود نماز جنازہ پڑھائی۔ عثمان بن مظعون کی قبر کے متصل دفن ہوئے۔ قبر میں فضل بن عباسؓ اور اسامہ نے اُتارا۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قبر کے کنارے کھڑے تھے۔۔۔۔۔ ابو داؤد اور بیہقی کی روایت کے موافق دو مہینے دس دن عمر پائی۔ ذوالحجہ ۱۰ شہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اس روایت کی بنا پر ۹ شہ میں انتقال ہوا۔ واقعی کے نزدیک ماہ ربیع الاول ۱۰ شہ میں وفات کی۔ شیخ محمد رضا لکھتے ہیں: ”آنحضرت کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ جو آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت ماریہ کے بطن سے تولد ہوئے تھے، صرف سولہ مہینے کی عمر میں ماہ ربیع الاول ۱۰ شہ مطابق جون ۳۱ء وفات پا گئے۔ آنحضرت حضرت عبد الرحمن بن عوف کے سہارے حجرہ میں داخل ہوئے جہاں حضرت ابراہیمؑ قریب المرگ (۱) تھے جب ان کا انتقال ہوا تو آنحضرت کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔۔۔۔۔ پھر آنحضرت نے حضرت ابراہیمؑ کو بقیع کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم فرمایا۔ آنحضرت نے ان کی میت کی نماز پڑھی جس میں چار تکبیریں کہیں۔۔۔۔۔ دفن کے بعد ان کی قبر پر ایک مشکیزہ پانی چھڑک دینے کا حکم فرمایا۔ یہ پہلی قبر تھی جس پر پانی چھڑکا گیا۔ جب ان کی قبر برابر کی جانے لگی تو آنحضرت نے قبر کے ایک حصہ میں ایک پتھر سا دیکھا۔ آپ اسے اپنے دست مبارک سے درست فرمانے لگے اور فرمایا ”تم جب کوئی کام کرو تو اسے مکمل اور اچھی طرح انجام دیا کرو۔ کیونکہ اس سے میت کے نفس کو راحت و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔“ ۲۹

## حضرت ابراہیمؑ کے انتقال کے دن خطبہ

ڈاکٹر محمد رفیع الدین ہاشمی اپنے مضمون ”خطبات رسول“ میں لکھتے ہیں ”آنحضرت کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ کا انتقال ہوا تو اسی روز سورج کہن لگا۔ آپ نے





تاریخ ہوگی۔ جو روایت کے عین مطابق ہے۔ دوسرے پختنبے یعنی ۸ ربیع الاول ۱۱ھ کو آپ کی طبیعت زیادہ ناساز ہو گئی تو آپ نے ایک تحریر لکھنا چاہی لیکن بیماری کی شدت تھی اور یہ کام نہ ہو سکا۔ اس عرصے میں طبیعت کبھی بگڑتی کبھی سنبھلتی۔ تمام اہل بیت متفق ہیں کہ اُسامہ کی نامزدگی پہ لوگوں میں ویسی ہی سرگوشیاں شروع ہو گئی تھیں، جیسی ان کے باپ کی سرداری پر۔۔۔ تو آپ اسی بیماری کی حالت میں مسجد تشریف لاتے اور خطبہ دیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے ”لوگو! اُسامہ کے لشکر کو بڑھاؤ اور اس میں جا کر ملو۔ اگر تم اس کے امیر ہونے پر اعتراض کرتے ہو، تو اس سے پہلے تم نے اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کیا تھا اور بیشک اُسامہ ہر طرح سرداری کے لائق ہے، اور اس کا باپ بھی لائق تھا۔“ یہ واقعہ دس ربیع الاول کا ہے۔ جب کہ مرض اپنی پوری شدت پر تھا، آنحضرت کی خواہش تھی کہ یہ لشکر جلد از جلد روانہ ہو، چنانچہ اسی تاریخ کو اکثر صحابہ آنحضرت سے رخصت ہو کر ”جوف“ کو روانہ ہو گئے جہاں لشکر پڑا تھا۔ ابن سعد کا بیان ہے ”اور یہ واقعہ ہفتے کے دن ۱۰ ربیع الاول کا ہے کہ جو مسلمان اُسامہ کے ساتھ جانے والے تھے، آنحضرت سے رخصت ہوتے۔۔۔۔۔ آخر کار رفیق اعلیٰ سے ملنے کا وقت آگیا، لب مبارک ہلے تو لوگوں نے یہ الفاظ سنے ”نماز اور غلام“ یہ واقعہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو دو شنبے کے دن دوپہر کے بعد کا ہے کہ اُسامہ کا پرچم جو جوف پہنچ چکا تھا، واپس آیا اور آستانہ نبوت پر نصب کر دیا گیا۔“ ۲

غلام جیلانی برق لکھتے ہیں ”حضور کو اطلاع ملی کہ شمالی سرحد پر رومی معروف شرارت ہیں۔ آپ نے حضرت اُسامہ بن زید کو بلایا اور تین ہزار مجاہدین کے ہمراہ ۱۰ ربیع الاول ۱۱ھ کو روم کی طرف روانہ کیا۔ آپ مدینہ کے باہر جوف میں آخری جائزے کے لیے ٹھہرے۔ ۱۲ ربیع الاول کو آگے بڑھنے کا ارادہ ہی کر رہے تھے کہ حضور کی وفات کی خبر ملی۔ لشکر واپس آگیا لیکن جوہنی حضرت ابو بکرؓ بیعت وغیرہ سے فارغ ہو چکے تو آپ نے اُسامہ کو اپنی ہم پردوبارہ جانے کا حکم دے دیا۔ آپ یکم ربیع الآخر کو روانہ ہوئے۔ بیس دن کے بعد منزل دموت پر پہنچے۔ شہزادوں کی گوشالی کی۔ پھر واپس چل

پڑے اور پندرہ دن کے بعد مدینے پہنچ گئے۔ ۲۱۱

## سرکار کے آخری خطبے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علالت کی حالت میں ربیع الاول اللہ کے پہلے پیر کو اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف لاتے وصال مبارک سے پہلے پانچ دنوں میں آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبویؐ میں اور حجرہ مبارکہ میں سیدہ عائشہؓ، سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ کے ساتھ جو گفتگو فرمائی، اسے مولوی محمد عبداللہ خاں پروفیسر ہندو کالج پیٹالہ نے اپنی کتاب ”خطبات نبویؐ“ میں جمع کر دیا ہے۔ یہ سب خطبے اور گفتگو ربیع الاول اللہ ہجری میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک سے پہلے پانچ دنوں میں فرمائی گئی۔ ۲۱۲

## وصال

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ربیع الاول ہی کے مہینے میں دنیا کی نظروں سے اوجھل ہوئے اور اپنے محبوب و محب خالق حقیقی جل شانہ سے جلمے۔ آپ کا وصال دو شنبہ ۱۲ ربیع الاول اللہ کو ہوا۔ ۲۱۳

## حواشی:

- ① حفظ الرحمن سیوہاروی، مولانا محمد، قصص القرآن۔ جلد چہارم۔ ناشران قرآن لاہور۔ ص ۲۸۷
- ② عبدہ یمانی، ڈاکٹر محمد۔ علموا اولادکم وحبیبہ رسول اللہ۔ ص ۱۰۲ اس کتاب کے باب ”الاحتفاء بالمولد النبوی الشریف“ کا ترجمہ از محمد طفیل ضیغم ماہنامہ ”نعت“ لاہور بابت اکتوبر ۱۹۸۸ میں بھی شائع ہوا۔ یہ ترجمہ وہیں سے لیا گیا ہے۔ ص ۴۸
- ③ ماہ نو (ماہنامہ) کراچی سیرت رسول۔ جولائی و اگست ۱۹۶۳۔ ص ۳۲ مضمون ”بارہ وفات“ از محمد جعفر

- پھلواری (۴) محفل (ماہنامہ) لاہور خیر البشیر نمبر۔ مارچ ۱۹۸۱ء ص ۲۴۰ (۵) ربیع الاول تاریخ کے آئینہ میں "از شفیق بریلوی" (۵) عنایت احمد کاکوروی۔  
تواریخ حبیب اللہ (مکتبہ مہر یہ رضویہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ نے یہ کتاب "سیرت رسول عظیم" کے عنوان سے شائع کی ہے) ص ۱۳ (۶) عجدہ یمانی۔ ڈاکٹر محمد۔ علموا اولادکم  
مجتبہ رسول اللہ ص ۱۰۱، ۱۰۲۔ (۷) نعت (ماہنامہ) لاہور ستمبر ۱۹۸۸ء ص ۲۷،  
۲۸ ڈاکٹر محمد عجدہ یمانی کی کتاب کے باب بعنوان "الاحتفاء بالمولد النبوی الشریف"  
کا ترجمہ از محمد طفیل ضیغم (۸) ایضاً ص ۲۷ (۹) نور البنی شمس، محمد۔ میلاد مصطفیٰ  
انجمن جامع مسجد اہلسنت چک نمبر ۳۵۔ ۱۲ ایل چیمپوٹی۔ ص ۱۲ (۱۰) سیرۃ ابن ہشام  
ص ۸۹ (۱۱) قاری احمد، مولانا۔ تاریخ مسلمانان عالم۔ جلد دوم۔ ص ۷۲ (۱۲)  
"نقوش" لاہور رسول نمبر۔ جلد اول۔ ص ۷۱، (مضمون "ابن الجوزی اور سوانح رسول  
از ڈاکٹر غلام جیلانی برق) (۱۳) ابن جوزی، علامہ "میلاد رسول" مترجم ڈاکٹر پروفیسر  
شرف احمد ص ۷۳ (۱۴) اشرف علی تھانوی، مولانا۔ حبیب خدا۔ ص ۲۹۔  
(۱۵) خاتون پاکستان (ماہنامہ) کراچی۔ رسول نمبر ۱۹۶۲ء۔ ص ۱۱۰ "سیرت نبوی کی  
بعض ضروری تاریخیں" از مولانا سید عبد القدوس ہاشمی (۱۶) مصباح الدین  
شکیل، شاہ۔ سیرت احمد مجتبیٰ ص ۶۲ (۱۷) خاتون پاکستان (ماہنامہ) کراچی۔  
رسول نمبر ۱۹۶۲ء۔ ص ۸۳۹ "میلاد رسول" از مولانا شاہ حسن میاں پھلواری (۱۸)  
عطار اللہ خان عطار، مولانا۔ رحمت دو عالم ص ۶۷ (۱۹) مدارج النبوت، مترجم  
محمد اشرف نقشبندی، ص ۲۲ (۲۰) آستانہ (ماہنامہ) دہلی۔ رسول نمبر۔ دسمبر ۱۹۵۳ء  
ص ۲۵ (۲۱) خاتون پاکستان (ماہنامہ) کراچی۔ رسول نمبر ۱۹۶۲ء۔ ص ۱۵ "رسول کرم  
کا نغمہ طفلی" از سر سید احمد خان (۲۲) غلام نبی ایم اے حکیم۔ "سر ایاں سے اقدس"  
ص ۵ (۲۳) عمر ابوالنصر "نبی امی"۔ مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی، ص ۵۶ (۲۴)  
الانوار المحمدیہ (مترجم پروفیسر غلام ربانی) ص ۲۲ (۲۵) عبد الشکور فاروقی لکھنوی  
ذکر حبیب۔ ص ۲۷ (۲۶) ابوالاعلیٰ مودودی، علامہ۔ "سیرت سرور عالم جلد دوم۔



- ص ۹۲، ۹۳ (۲۷) "ماہ نو" سیرت پاک کے مضامین کا انتخاب۔ مطبوعہ ۱۹۶۶ء۔ ص ۱۵
- (۲۸) تواریخ حبیب اللہ۔ ص ۱۳ (۲۹) سلیمان ندوی "سیدہ رحمت عالم" ص ۱۳۔
- (۳۰) مولوی (ماہنامہ) دہلی (مضمون "ولادت و طفولیت") ص ۱۵ (۳۱) النجم
- (پندرہ روزہ) لکھنؤ۔ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ۔ ص ۳ (۳۲) نقی علی خان بریلوی، مولانا۔
- "سرور القلوب بذكر المحبوب" ص ۱۱-۱۲ (۳۳) محمد رضا شیخ۔ محمد رسول اللہ ص ۳۰
- (۳۴) کرم شاہ، پیر محمد۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ جلد پنجم۔ ص ۶۶۵ (۳۵) جام عرفان
- (ماہنامہ) ہری پور۔ اکتوبر ۱۹۸۴ء۔ ص ۱۰، ۱۱ (۳۶) قاری احمد، مولانا۔ تاریخ مسلمانان عالم
- جلد دوم۔ ص ۷۲ (۳۷) شجاع الرحمن، صاحبزادہ۔ سیرت رسول ص ۶۔ (۳۸)
- نور بخش توکلی، علامہ سیرت رسول عربی۔ ص ۴۳ (۳۹) محمد حسین بیگل۔ حیات محمد۔
- مترجم محمد وارث کامل۔ (ص ۱۳۹) (۴۰) صدیق حسن خان، نواب۔ الشمامۃ العنبریۃ
- من مولد خیر البریۃ ص ۷ (۴۱) جام عرفان (ماہنامہ) اکتوبر ۱۹۸۴ء۔ ص ۱۱ / محمد شفیع،
- مولانا مفتی۔ سیرت خاتم الانبیاء۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۴۰۲ھ۔ ص ۱۸ (۴۲) انیس اہل سنت
- (ماہنامہ) فیصل آباد۔ عید میلاد النبی نمبر۔ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ۔ ص ۶۸ (۴۳) نیاز علی
- مولانا (مرتب) "انتخاب صحاح ستہ"۔ ص ۱۰ (۴۴) عبداللہ خان، مولوی محمد خطباتی۔
- ۱۹۲۲ء۔ ص ۱ (۴۵) نظام الدین محمد جعفری "جنات نعیم فی ذکر نبی الکریم" ص ۲۴
- (۴۶) ابن جوزی "ولادت سرور عالم" مترجم مولانا محمد عبد الحلیم شری (مطبوعہ دکن دار
- پریس لکھنؤ۔ طبع اول۔ ۱۹۲۳ء۔ ص ۳۳، ۳۴ (۴۷) حسن نظامی، خواجہ "میلاد نامہ اور
- رسول نبی" مطبوعہ محبوب المطابع، دہلی۔ رسواں ایڈیشن۔ اپریل ۱۹۳۸ء۔ ص ۲۴ (۴۸)
- معارج النبوة۔ جلد دوم۔ ص ۸۴ (۴۹) "الوفاء"۔ جلد اول ص ۹ (۵۰) جلال العیون
- جلد اول۔ ص ۷۲ / حیات القلوب جلد دوم۔ ص ۱۱۲ (۵۱) اردو دائرہ معارف اسلامیہ
- (جامعہ پنجاب لاہور) جلد ۱۹۔ ص ۱۲ (۵۲) عبد السلام، مولوی "آفتاب رسالت"
- کتب خانہ ہمدانیہ، امرتسر، ۱۳۵۴ھ۔ ص ۳۰ (۵۳) حکیم عبدالرحمن خلیق نے اپنے مضمون
- مشمولہ ہفت روزہ "اہل حدیث" لاہور میں کتریر فرمایا کہ امرتسر میں عید میلاد النبی کا اہتمام

ان مولانا عبدالسلام ہمدانی کی جدوجہد سے ہوتا تھا (شمس الاسلام بھیرہ۔ جنوری فروری ۱۹۸۱-ص ۲۱) محقق عصر حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے میرے والد (ایڈیٹر "نعت") کو بتایا کہ امرتسر میں سب سے پہلے مفتی غلام مصطفیٰ قاسمی و پیر غلام محی الدین قاسمی برادران نے اپنی مسجد کٹھہ کھاراں سے عید میلاد النبیؐ کا جلوس نکالا جس میں دس پندرہ آدمی تھے۔ یہ جلوس سکری باغ میں جا کر ختم ہوا۔ اگلے سال سے مولانا عبدالسلام ہمدانی نے جلوس کا باقاعدہ اہتمام کرنا شروع کیا جو انجمن پارک بیرون ہال دروازہ سے نکلتا تھا اور سکری باغ پر اختتام پذیر ہوتا تھا۔ جلوس کی قیادت مولانا عبدالسلام ہمدانی، مولانا غلام محمد ترنم اور ابوالبیان محمد داؤد فاروقی خلف حضرت مولانا نور احمد محبتیؒ کی مکتوبات مجدد الف ثانیؒ فرمایا کرتے تھے۔ (۵۴) ابوالحیات، حکیم "مدنی تاجدار"، میلاد نمبر مرکزی انجمن صوبہ الاحناف ہند، لاہور، ص ۲۴ (۵۵) الفقیہ (ہفت روزہ) امرتسر۔ میلاد نمبر ۱۹۳۲۔ (مضمون "مجالس میلاد نبویؐ" از مولانا حکیم محمد عالم آسی) ص ۴۰ (۵۶) پیام عمل (ماہنامہ) لاہور مارچ ۱۹۸۱-ص ۲۴ (۵۷) ابن قیم، حافظ (مترجم رئیس احمد حبضری) زاد المعاد جلد اول ص ۶۸ (۵۸) جام عرفان (ماہنامہ) ہری پور۔ اکتوبر ۱۹۸۴-ص ۱۰ (۵۹) ایضاً۔ (۶۰) عبد الرحمن شافعی۔ نزہۃ المجالس۔ جلد دوم۔ ص ۱۹۶ (۶۱) "رحمۃ للعالمین" جلد اول۔ ص ۴۰ (۶۲) راشد الخیری، علامہ "آمنۃ کلال"۔ ص ۱۴ (۶۳) شبلی نعمانی۔ "سیرۃ النبیؐ"۔ جلد اول۔ ص ۱۴۶ (۶۴) "رحمۃ للعالمین"۔ جلد اول۔ ص ۴۰ (۶۵) جام عرفان (ماہنامہ)۔ اکتوبر ۱۹۸۴-ص ۱۱ (۶۶) قاری احمد، مولانا "تاریخ مسلمانان عالم"۔ جلد دوم۔ ص ۷۲۔ (۶۷) پرویز "معراج انسانیت"۔ ص ۷۸ (۶۸) افضل حق چودھری۔ "محبوب خدا"۔ ص ۲۰ (۶۹) عبد الکریم مٹر "رسول کائنات"۔ ص ۲۷ (۷۰) النجم۔ ۵۳: ۲۶۳۔ (۷۱) العلق۔ ۱: ۹۶ (۷۲) محمد نظام الدین احمد حبضری "جنات النعیم فی ذکر النبی الکریم"۔ دہلی پرنٹنگ ورکس دہلی۔ ص ۴۷ (۷۳) عطار اللہ خان مولانا "رحمت دو عالم"۔ ص ۸۷۔ (۷۴) عنایت احمد کوروی۔ "تواریخ حبیب اللہ"۔ ص ۲۲ (۷۵) اشرف علی تھانوی، مولانا۔ "حبیب خدا"۔ ص ۶۶ (۷۶) النجم (پندرہ روزہ) لکھنؤ، ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

- ص ۹ (۷۷) مصباح الدین شکیل، شاہ "سیرت احمد مجتبیٰ" ص ۱۳۷ (۷۸) نصیر احمد ناصر،  
 ڈاکٹر "پیغمبر اعظم و آخرہ" ص ۲۵۹ (۷۹) محمد سلیمان سلمان منصور پوری "رحمۃ للعالمین"  
 ص ۲۷ (۸۰) بنی اسرائیل - ۱: ۱۷ (۸۱) یوسف بن اسماعیل نبھانی، علامہ - جلد اول -  
 "النوار محمدیہ" - ص ۷۲ (۸۲) النجم (پندرہ روزہ) لکھنؤ - ربیع الاول ۱۳۳۱ - ص ۱۶ (۸۳)  
 مستدرک حاکم - بحوالہ میرے سرکار" - ص ۳۸ (۸۴) اشرف علی تھانوی، مولانا "حبیب خدا"  
 ص ۱۵۹ (۸۵) آستانہ (ماہنامہ) دہلی - رسول نمبر - دسمبر ۱۹۵۳ - ص ۲۲ - ۲۵ (۸۶) محمد سلیمان  
 سلمان منصور پوری "رحمۃ للعالمین" جلد اول - ص ۸۷، ۸۶، ۸۵ (۸۷) یوسف بن اسماعیل  
 نبھانی، علامہ "النوار محمدیہ" ص ۷۷ (۸۸) محمد رضا شیخ - سابق مدیر مکتبہ جامعہ فوادیت ہرہ -  
 "محمد رسول اللہ" (مترجم مولوی محمد عادل قدوسی) ص ۲۴۵ (۸۹) خاتون پاکستان (ماہنامہ)  
 کراچی - رسول نمبر ۱۹۶۴ء - ص ۱۱۲ - "سیرت نبوی کی بعض ضروری تاریخیں" - از مولانا عبد القدوس  
 ٹانمی (۹۰) غلام نبی حکیم "سرپائے اقدس" - ص ۸ (۹۱) آر، وی، سی، ہاڈلے -  
 "محمد رسول اللہ" (مترجم سید محمد امین زیدی) ص ۲۲۸ (۹۲) حافظ محمد یونس "خطبات سیر"  
 ص ۳۳ (۹۳) "نقوش" رسول نمبر جلد ۲ - ص ۱۵۶ (۹۴) "النجم" (پندرہ روزہ) لکھنؤ  
 ربیع الاول ۱۳۳۱ھ - ص ۱۷ (۹۵) شبلی نعمانی "سیرۃ النبی" جلد اول - ص ۲۶۱ (۹۶)  
 نظام الدین محمد جعفری "جنات النعیم فی ذکر نبی الکریم" - ص ۹۱ (۹۷) محمد یونس،  
 حافظ "خطبات سیرت" - ص ۲۶ (۹۸) محمد سلیمان سلمان منصور پوری - "رحمۃ للعالمین"  
 جلد اول - ص ۹۱ (۹۹) ابوالنصر "رسول عربی" - ص ۱۱۶ (۱۰۰) نور الدین عبیدزمن  
 جامی "شواہد النبوة" - ص ۱۱۹ - ۱۲۱ (مترجم بشیر حسین ناظم) (۱۰۱) محمد احمد پانی پتی، شیخ -  
 "غلامان محمد" - ص ۸۲ - ۹۱ (۱۰۲) عبدالحق محدث دہلوی "تاریخ مدینہ" - ص ۱۳۹ (۱۰۳)  
 التوبہ - ۹: ۱۰۸ (۱۰۴) عطار اللہ خان عطا، مولانا "رحمت دو عالم" - ص ۱۱۸ (۱۰۵)  
 شبلی نعمانی، علامہ "سیرۃ النبی" - ص ۲۶۰، ۲۶۱ (۱۰۶) حافظ محمد یونس "خطبات سیرت"  
 ص ۲۷ (۱۰۷) محمد نظام الدین احمد جعفری "جنات النعیم فی ذکر نبی الکریم" - ص ۹۱ (۱۰۸)  
 عمر ابوالنصر "رسول عربی" - ص ۱۱۷ (۱۰۹) عبد السلام، مولانا امرتسری "آفتاب رسالت"

- کتب خانہ ہمدانیہ، امرتسر ۱۳۵۴ھ۔ ص ۲۶ (۱۱۰) خاتونِ پاکستان (ماہنامہ) کراچی۔
- رسولؐ نمبر ۱۹۶۴۔ ص ۱۱۲ (سیرتِ نبویؐ کی بعض ضروری تاریخیں از مولانا عبد القدوس ہاشمی)
- (۱۱۱) شیخ محمد رضا، سابق مدیر مکتبہ جامعہ فواد۔ قاہرہ۔ ص ۲۵۲ (مترجم مولوی محمد عادل قدوسی)
- (۱۱۲) محمد یونس، حافظہ "خطباتِ سیرت" ص ۲۸، ۲۷ (۱۱۳) عطار اللہ خان عطاء
- "رحمتِ دو عالم" ص ۱۱۸ (۱۱۴) شبلی نعمانی "سیرۃ النبیؐ" جلد اول۔ ص ۲۶۱-۲۶۲۔
- (۱۱۵) عبدالسلام، مولوی "آفتاب رسالت" کتب خانہ ہمدانیہ، امرتسر۔ ۱۳۵۴ھ۔ ص ۲۶-۲۷
- (۱۱۶) خطباتِ نبویؐ ۱۳۴۳ (مترجم مولوی محمد عبداللہ خان) (۱۱۷) کتاب میں حضورؐ کے
- انامی کے بعد "صلعم" لکھا ہے جو درست نہیں ہے۔ (۱۱۸) سلیمان سلمان منصور پوری۔
- "رحمتہ للعالمین" جلد اول۔ ص ۹۱-۹۲ (۱۱۹) نقوش، رسولؐ نمبر۔ جلد ۲۔ دسمبر ۱۹۸۲ء۔ ص ۱۵۶
- (۱۲۰) نقوش، رسولؐ نمبر۔ جلد ۸۔ جنوری ۱۹۸۴ء۔ ص ۲۰ (۱۲۱) محمد ایوب خان کرنل ڈاکٹر
- "حیاتِ رسولؐ" ص ۲۴ (۱۲۲) عطار اللہ خان عطاء، مولانا "رحمتِ دو عالم"۔ ص ۱۱۹۔
- (۱۲۳) نقوش، رسولؐ نمبر جلد ۷۔ جنوری ۱۹۸۴ء۔ ص ۱۳۵ (۱۲۴) شبلی نعمانی "سیرۃ النبیؐ"
- ص ۲۶۲ (۱۲۵) محمد نظام الدین احمد عبقری "جنات النبیؐ فی ذکر النبیؐ الکریم" ص ۹۲ (۱۲۶)
- محمد عنایت احمد کاکوروی، علامہ "تواریخ حبیب اللہ" ص ۶۲ (۱۲۷) محمد یونس، حافظہ "خطباتِ سیرت"
- ص ۲۹ (۱۲۸) عبدالسلام، مولوی "آفتاب رسالت" کتب خانہ ہمدانیہ، امرتسر، ۱۳۵۴ھ۔ ص ۲۷
- (۱۲۹) شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فواد۔ قاہرہ۔ "محمد رسول اللہ" ص ۲۵۲ (مترجم مولوی محمد
- عادل قدوسی) (۱۳۰) آر، وی۔ سی باڈے "محمد رسول اللہ" ص ۲۳۶ (مترجم سید محمد امین زیدی)
- (۱۳۱) یوسف بن اسماعیل بہانی، علامہ "تواریخِ محمدیہ" ص ۸۲ (۱۳۲) عبدالحق محدث دہلوی، شیخ۔
- "تاریخ مدینہ" ص ۷۱ (۱۳۳) نور الدین محمد الرحمن جامی "شواہد النبوة" ص ۱۲۱ (۱۳۴) نصیر احمد
- ناصر، ڈاکٹر پیغمبرِ عظیم و آخر" ص ۲۳۵ (۱۳۵) ایضاً۔ ص ۲۳۸ (۱۳۶) نقوش، رسولؐ نمبر جلد ۵
- دسمبر ۱۹۸۳ء۔ ص ۳۶۷ (۱۳۷) نقوش۔ رسولؐ نمبر جلد ۱۲۔ جنوری ۱۹۸۵ء۔ ص ۱۴۷ (۱۳۸) نقوش
- رسولؐ نمبر جلد ۱۲۔ جنوری ۱۹۸۵ء۔ ص ۲۶ (۱۳۹) نور بخش توکلی۔ غزوات النبیؐ"۔ ص ۱۱۵
- سیارہ ڈائجسٹ، رسولؐ نمبر ص ۱۷۹، ۱۸۰ / محمد رضا، شیخ مدیر مکتبہ جامعہ فواد۔ قاہرہ۔



- ”محمد رسول اللہ“ (مترجم مولوی محمد عادل قدوسی) ص ۳۰۹-۳۱۰ (۱۴۰) عبدالحق محدث دہلوی،  
 شیخ: ”تاریخ مدینہ“ ص ۷۹ (۱۴۱) نقوش، رسول نمبر جلد ۲۔ ”سیرت نبوی توقیت کی  
 روشنی میں“ از مولوی اسحاق البنی علوی، ص ۱۵۷ (۱۴۲) نقوش۔ رسول نمبر جلد ۱۲ (”عہد نبوی  
 کی ابتدائی زمیں“ از ڈاکٹر محمد حسین منظر صدیقی) ص ۲۹۱ (۱۴۳) محمد لوئس، حافظ ”خطبات سیرت“  
 ص ۹۱ (۱۴۴) نقوش، رسول نمبر جلد ۵ (تنظیم ریاست و حکومت از ڈاکٹر محمد حسین منظر صدیقی)  
 ص ۳۶۷ (۱۴۵) نور بخش توکلی ”غزوات البنی“ ص ۱۶/سیارہ ڈائجسٹ رسول نمبر ص ۱۸۰/  
 شیخ محمد رضا ”محمد رسول اللہ“ (مترجم مولوی محمد عادل قدوسی) ص ۳۱۰ (۱۴۶) محمد لوئس، حافظ۔  
 ”خطبات سیرت“ ص ۹۱ (۱۴۷) نقوش۔ رسول نمبر جلد ۲ (”سیرت نبوی توقیت کی روشنی  
 میں“ از مولوی اسحاق البنی علوی) ص ۱۵۷ (۱۴۸) نقوش۔ رسول نمبر جلد ۱۲ (”عہد نبوی کی  
 ابتدائی زمیں“ از ڈاکٹر محمد حسین منظر صدیقی) ص ۲۹۲ (۱۴۹) اشرف علی تھانوی، مولانا۔  
 ”حبیب خدا“ ص ۱۶۵ (۱۵۰) نقوش۔ رسول نمبر جلد ۲ (”سیرت نبوی توقیت کی روشنی میں“  
 از مولوی اسحاق البنی علوی) ص ۱۶۲ (۱۵۱) نقوش رسول نمبر جلد ۱۲ (”عہد نبوی میں تنظیم ریاست  
 و حکومت“ از ڈاکٹر محمد حسین منظر صدیقی) ص ۸ (۱۵۲) شبلی نعمانی ”سیرۃ البنی“ ص ۳۸۰۔  
 ۳۸۲ (۱۵۳) نصیر احمد ناصر، ڈاکٹر۔ ”پیغمبر اعظم و آخر“۔ ص ۲۹۲، ۲۹۳ (۱۵۴) محمد رضا، شیخ  
 ”محمد رسول اللہ“۔ ص ۳۶۲-۳۶۵ (۱۵۵) سیارہ ڈائجسٹ، رسول نمبر جلد ۱ (مضمون،  
 ”ازواج مطہرات“ از عبد الواحد خان ڈرانی) ص ۲۱۹، ۲۲۰ (۱۵۶) عمر ابو النصر ”رسول عربی“  
 ص ۱۳۲، ۱۳۳ (۱۵۷) نقوش، رسول نمبر جلد ۲۔ ”سیرت نبوی توقیت کی روشنی میں“ از مولوی  
 اسحاق البنی علوی، ص ۱۶۲ (۱۵۸) ابو النصر منظور احمد شاہ، مولانا۔ ”مدینتہ الرسول“۔ ص ۱۸۶، ۱۸۷۔  
 (۱۵۹) سیارہ ڈائجسٹ، رسول نمبر جلد ۱ (مضمون ”آل رسول“ از سید سلیمان ندوی) ص ۲۳۰۔  
 (۱۶۰) مصباح الدین شکیل، شاہ۔ ”سیرت احمد مجتبیٰ“۔ ص ۱۱۸، ۱۱۹ (۱۶۱) محمد رضا، شیخ ”محمد رسول  
 اللہ“ (مترجم مولوی محمد عادل قدوسی) ص ۲۵۹ (۱۶۲) نقوش، رسول نمبر جلد ۲ (”سیرت نبوی  
 توقیت کی روشنی میں“ از مولوی اسحاق البنی علوی) ص ۱۵۸ (۱۶۳) نقوش، رسول نمبر جلد ۵  
 (”عہد نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت“ از ڈاکٹر محمد حسین منظر صدیقی) ص ۲۷۰ (۱۶۴)

- نصیر احمد ناصر، ڈاکٹر۔ "پیغمبر اعظم و آخر" ص ۲۹۱ (۱۶۵) غلام نبی حکیم "سرِ پائے اقدس" ص ۱۶۶ (۱۶۶) خاتونِ پاکستان (ماہنامہ) کراچی۔ رسولؐ نمبر ۱۹۶۔ ص ۱۱۲ (مضمون "سیرتِ نبویؐ کی بعض ضروری تاریخیں" از مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی) (۱۶۷) عبدالحق محدث دہلوی، شیخ "تاریخ مدینہ" ص ۸۲ (۱۶۸) نقوش، رسولؐ نمبر جلد ۱۲۔ (عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت از ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی) ص ۲۶ (۱۶۹) نقوش، رسولؐ نمبر جلد ۴ (مضمون "مہماتِ رسولؐ" از غلام جیلانی برق۔ ص ۴۰۰ / محمد ایوب خان، کرنل، ڈاکٹر "حیاتِ رسولؐ" ص ۶۸ (۱۷۰) نور بخش توکلی۔ "غزواتِ النبیؐ" ص ۱۱۲ (۱۷۱) محمد رضا، شیخ "محمد رسول اللہ" ص ۴۱۶ (مترجم مولوی محمد عادل قدوسی) (۱۷۲) عطار اللہ خان عطا، مولانا "رحمتِ دو عالم" ص ۱۳۳ / عمر ابو النصر رسولؐ عربیؐ ص ۱۲۲ / عبدالباری بدر رسولؐ کریمؐ کی جنگی اسکیم" ص ۸۹، ۹۰ / شبلی نعمانی "سیرۃ النبیؐ" جلد اول ص ۳۸۳-۳۸۴ / نصیر احمد ناصر، ڈاکٹر "پیغمبر اعظم و آخر" ص ۵۳۶-۵۳۸ (۱۷۳) نقوش رسولؐ نمبر جلد ۲ (مضمون "سیرتِ نبویؐ توفیق کی روشنی میں" از مولوی اسحق ابنی علوی) ص ۱۰ (۱۷۴) عبدالباری "رسولؐ کریمؐ کی جنگی اسکیم" ص ۹۰ (۱۷۵) عبدالحق محدث دہلوی "تاریخ مدینہ" ص ۱۲۲ (۱۷۶) غلام نبی حکیم "سرِ پائے اقدس" ص ۹ (۱۷۷) محمد رضا، شیخ "محمد رسول اللہ" ص ۴۱۶ (۱۷۸) عبدالباری "رسولؐ کریمؐ کی جنگی اسکیم" ص ۹۲-۹۴ (۱۷۹) خاتونِ پاکستان (ماہنامہ) کراچی۔ رسولؐ نمبر ۱۹۶، ص ۱۱۲ ("سیرتِ نبویؐ کی بعض ضروری تاریخیں" از مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی) (۱۸۰) محمد رضا، شیخ "محمد رسول اللہ" ص ۴۱۹ (۱۸۱) غلام نبی حکیم "سرِ پائے اقدس" ص ۹ (۱۸۲) عبدالحق محدث دہلوی، "تاریخ مدینہ"۔ ص ۸۵ / نور بخش توکلی، مولانا۔ "غزواتِ النبیؐ" ص ۱۲۳ (۱۸۳) محمد ایوب خان، کرنل ڈاکٹر "حیاتِ رسولؐ" ص ۶۹ (۱۸۴) نقوش۔ رسولؐ نمبر جلد ۳۔ ص ۴۰۱ (مہماتِ رسولؐ از غلام جیلانی برق) (۱۸۵) یوسف بن اسماعیل نبہانی، علامہ "النوارِ محمدیہ" ص ۱۰۹ / شیخ محمد رضا "محمد رسول اللہ" ص ۲۲۵ (۱۸۶) نصیر احمد ناصر، ڈاکٹر "پیغمبر اعظم و آخر"۔ ص ۵۲۶ (۱۸۷) غلام نبی حکیم "سرِ پائے اقدس" ص ۹ (۱۸۸) نقوش۔ رسولؐ نمبر جلد ۱۲۔ ص ۲۶ ("عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت" از ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی)

- (۱۸۹) محمد رضا، شیخ۔ ”محمد رسول اللہ“۔ ص ۲۷۳ (۱۹۰) نصیر احمد ناصر، ڈاکٹر پیغمبر اعظم و آخر۔ ص ۵۷۲ / یوسف بن اسماعیل نبہانی، علامہ، ”الوار محمدیہ“۔ ص ۱۱۶، ۱۱۷ / نقوش، رسول نمبر جلد ۲ ص ۵-۴ (مضمون ”مہمات رسول“ از غلام جیلانی برقی) (۱۹۱) نقوش۔ رسول نمبر جلد ۲ ص ۵-۴ (مہمات رسول“ از غلام جیلانی برقی) (۱۹۲) محمد رضا، شیخ۔ ”محمد رسول اللہ“ ص ۲۷۶ (۱۹۳) نقوش، رسول نمبر جلد ۲ ص ۴-۵ (۱۹۴) غلام نبی، حکیم ”سراپائے اقدس“ ص ۹ (۱۹۵) ”محمد رسول اللہ“ ص ۲۷۵ (۱۹۶) یوسف بن اسماعیل نبہانی، علامہ ”الوار محمدیہ“ ص ۱۳۷ (۱۹۷) نقوش، رسول نمبر جلد ۲ ص ۴-۵ (۱۹۸) یوسف بن اسماعیل نبہانی، علامہ ”الوار محمدیہ“۔ ص ۱۳۷-۱۳۸ (۱۹۹) نقوش۔ رسول نمبر جلد ۲ ص ۴-۵ (۱۹۸) یوسف بن اسماعیل نبہانی، علامہ ”الوار محمدیہ“۔ ص ۱۳۷-۱۳۸ (۱۹۹) نقوش، رسول نمبر جلد ۲ ص ۴-۵ (۲۰۰) نقوش، رسول نمبر جلد ۲ ص ۴-۵ (۲۰۱) ”بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے والے وفود از ابن ہشام المعافری“ (۲۰۱) ”الوار محمدیہ“ ص ۱۶۶ (۲۰۲) نقوش، رسول نمبر جلد ۲ ص ۴-۵ (۲۰۳) ”محمد رسول اللہ“ ص ۶۴۸ (۲۰۴) اشرف علی تھانوی، مولانا۔ ”حبیب خدا“۔ ص ۱۸۷ (۲۰۵) ”الوار محمدیہ“ ص ۱۷۶-۱۷۷ (۲۰۶) ”محمد رسول اللہ“ ص ۶۶۴ (مترجم مولوی محمد عادل قدوسی) (۲۰۷) غلام نبی، حکیم ”سراپائے اقدس“ ص ۱۰ (۲۰۸) سیارہ ڈائجسٹ، رسول نمبر جلد ۱ (”آل رسول“ از مولانا سید سلیمان ندوی) ص ۲۳۱، ۲۳۲ (۲۰۹) ”محمد رسول اللہ“ ص ۶۶۷ (۲۱۰) نقوش، رسول نمبر جلد ۲ ص ۸-۵ (”خطبات رسول“ از ڈاکٹر محمد رفیع الدین ہاشمی) (۲۱۱) نقوش، رسول نمبر جلد ۲ ص ۴-۵ (”مہمات رسول“ از غلام جیلانی برقی) (۲۱۲) محمد عبد اللہ، مولوی (مترجم و مترجم) خطبات نبوی۔ ص ۲۳۱-۱۲۰ / نقوش، رسول نمبر جلد ۲ ص ۸-۵ (”خطبات رسول“ مرتبہ ڈاکٹر محمد رفیع الدین ہاشمی) ص ۹۰-۹۸ (۲۱۳) نصیر احمد ناصر، پیغمبر اعظم و آخر۔ ص ۶۴۰ / محمد رضا، شیخ۔ ”محمد رسول اللہ“ ص ۲۸۲ / غلام نبی، حکیم ”سراپائے اقدس“ ص ۱۰ / نقوش، رسول نمبر جلد ۲ ص ۲-۳ / سیارہ ڈائجسٹ، رسول نمبر جلد ۱ ص ۱۳ (وفات محمد اور صحابہ پر اس کا اثر) ”مرتبہ اعجاز احمد فاروقی“ / عطار اللہ خان عطا

مولانا "رحمتِ دو عالم" ص ۱۶۶ / عمر ابوالنصر - "رسولِ عربی" ص ۱۸۱ / محمد سلیمان سلمان  
 منصور پوری - "رحمتہ للعالمین" جلد اول - ص ۲۵۱ / محمد عنایت احمد کاکوروی ، علامہ بد تواریخ  
 حبیب اللہ - ص ۱۹۸ / عبدالحق محدث دہلوی "تاریخِ مدینہ" ص ۹۸ / "التحکم" (پندرہ روزہ)  
 لکھنؤ - ربیع الاول ۱۳۳۱ھ - ص ۲۱ / "مولوی" (ماہنامہ) دہلی - ربیع الاول ۱۳۲۵ھ - ص ۲۶ /  
 "خاتونِ پاکستان" (ماہنامہ) کراچی - رسولِ نمبر ۶۱۹۶۴ / ۱۳۸۴ھ - ص ۱۱۳





# حمد میں نعت کی صورتیں

شاعر حبیب حمد خالق حقیقی جل شانہ میں ترزبان ہوتا ہے تو اس کے پیش نظر خالق و مالک کی وہ صفات ہوتی ہیں جن سے وہ، اس کا ماحول، ساری دنیا اور ساری دنیا میں مستفید ہوتی ہیں۔ لیکن شاعر کو یہ احساس بھی ہوتا ہے کہ اسے عرفانِ الہی کی دولت محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت ملی ہے، اسے صفاتِ الوہی سے انھوں نے آشنا کیا ہے، ذاتِ خزاوندی کے بارے میں انھوں نے بتایا ہے، اس لیے وہ حمد بکھتے ہوئے نعت بھی کہہ جاتا ہے۔

اس وجودِ لامکاں پر غور اسے نادان کر

ذات کو جسکی سمجھنے کو پیمبر چاہیے

(نازنین رضوی)

اک صادق و امین نے ہمیں جس کی دی خبر

ہاں ہاں، وہی خدائے احد ہے وہی وہی

جعفر وہ خود ہی دے گا صلہ حمد و نعت کا

دیتا ہے حمد و نعت کی توفیق بھی وہی

(جعفر بلوچ)

شیرِ خدا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے خزاوندِ کریم کی بارگاہ میں مناجات پیش کرتے

ہوئے گزارش کی کہ مجھے سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شفاعت سے محروم نہ رکھنا۔

وَلَا تَحْرِمْنِي يَا إِلَهِي وَسَيِّدِي

شَفَاعَتَهُ الْكُبْرَى فَذَاكَ الْمَشْفَعُ

راے میرے معبود اور میرے آقا! محمد کو ان کی شفاعت کبریٰ سے محروم نہ کر لیں وہی  
میں شفاعت کرنے والے ۳

خداوند تعالیٰ نے قرآن پاک میں جگہ جگہ اپنے ذکر کے ساتھ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرمایا ہے، اس لیے شعراء کرام بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف و ثنا کرتے ہوئے ہر کار  
کی توصیف کرتے لگ جاتے ہیں، حمد کہتے ہوئے نعت بھی کہنے لگتے ہیں۔

ایمان کی کہیں گے، ایمان ہے ہمارا احمد رسول تیرا، مصحف کلام تیرا

(داغ دہلوی ۴)

غرض کیا کیا کرم ہم پر ہے تیرا شفیق حشر پیغمبر ہے تیرا

(مرزا محمد رفیع سودا ۵)

وقت جب آئے اے خدا خاتمہ تو اس کا

دل کو ہونچھ سے واسطہ، لب پہ ہونام مصطفیٰ

(حسرت موہانی ۶)

مقدور پر زدن نہ ہوا جبریل کا

بلوایا اپنے دوست کو اس نے وہاں، جہاں

(بہادر شاہ ظفر ۷)

تیرا محبوب وہاں شان سے جا سکتا ہے

جس جگہ حسرت جبریل کے پر جلتے ہیں

(قمر صدیقی ۸)

کہ پہنچایا ہے ان سب تک محمدؐ نے کلام اسکا

ہوئی ختم اُس کی حجت اس زمیں کے بسنے والوں پر

(ظفر علی خاں ۹)

نعت کیا لکھوں کہ عاجز ہے بیاں، عاری ہوں میں

حمد حق کا مثل موجودات اظہاری ہوں میں

روزِ اقل سے گدائے رحمت باری ہوں میں

رحمۃ للعالمین کی مجھ پہ بخشش کیوں نہ ہو

(طس مسلم ۱۰)

کم تیرا کہ ہم کو خیر امت تو نے فرمایا  
عطا تیری، دیا ہم کو رسولِ مجتبیٰ تو نے  
متاعِ الفت احمدِ قر کو بخش کر یارِ ت  
دعاؤں کو عطا حسن قبولیت کیا تو نے  
(قریزدانی)

جب ساتھ نامِ رب کے نامِ رسول آیا  
شیریں سا ہو گیا ہے راعبِ مزارِ باں کا  
(راعب کوٹھی)

نبیؐ پہ کتنا کم ہے تیرا، حبیبِ اپنا بنا لیا ہے  
حسینؑ ہے ہر نگاہ تیری، عظیم ہے انتخاب تیرا  
(اشتیاق احمد اشتیاق)

جب شاعر اپنے مالک سے کچھ مانگتا ہے تو اسے یہ احساس شدید ہوتا ہے کہ وہ اس  
عظیم بارگاہ میں رسائی کے لیے کوئی واسطہ تلاش کرے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ واسطہ سرکارِ دو عالم  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا ہو سکتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے خود قرآنِ پاک میں فرمادیا کہ ”جب وہ  
اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اسے محبوب، تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور  
رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں“<sup>۱۱</sup>  
یعنی جب ہمیں کسی غلطی کی معافی مانگنا ہو اور خدا سے عفو اور مہربانی کے طالب ہوں تو ہمیں  
آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ طلب کرنا چاہیے، انہی کی وساطت سے ہم کامیاب ہو سکتے  
ہیں چنانچہ شاعر جب حمدِ باری تعالیٰ کرتے ہوئے اپنے ربِ کریم سے کوئی رعایت چاہتا ہے،  
دستِ سوال دراز کرتا ہے تو وہ اللہ کو اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دیتا ہے، جو  
مانگنا ہو، ان کے طفیل مانگتا ہے۔

بحق آنکہ معبودی، بخشِ سدا تو بستودی

بہر چیزے کہ خوشنودی، درانم دار یا اللہ

(خواجہ قطب الدین بختیار کاکی)

رب طفیل اس کے کہ تو معبود ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تونے تعریف کی ہے، جس چیز سے

تو خوش ہے، مجھے اسی میں رکھو<sup>۱۵</sup>

یارت طفیل احمد از در گہم مکن رو  
بنمائے لطف بے حد، فریاد رس الہی

(حضرت بوعلی قلندر پانی پتیؒ)

اے خدا! احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اپنے دروازے سے مت ہنکا، اور مجھ  
پر بے حد مہربانی فرما، اے اللہ فریاد رس فرما!

تو بے حساب بخش کہ میں بے شمار حرم  
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہ حجاز کا

(مولانا حسن رضا بریلویؒ)

تواری ہیں، بدکار ہیں، ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں  
کچھ بھی ہیں لیکن ترے محبوب کی امت میں ہیں

(آغا حشر کاشمیریؒ)

یا وہاب! ترے محبوب کا صدقہ، طے نجات  
بسی عرض ہے مسلم لیکن اتنا سا اجال

(ظرس مسلمؒ)

میرے لب پر ہمیشہ یہی ہے صدا دے مجھے کچھ نہ کچھ صدقہ مصطفیٰؐ  
بندگی کا سلیقہ مجھے کر عطا میرے اچھے خدا، میرے پیارے خدا

(درد اسعدیؒ)

شاعر کبھی محرومیوں کا علاج خدا تعالیٰ سے طلب کرتا ہے، کبھی قومی و ملی مصائب و شدائد  
کے حوالے سے فریاد کتا ہے لیکن کبھی کبھی وہ جب اپنے پروردگار سے کچھ مانگنا چاہتا ہے  
تو بہت بڑی سادت مانگ لیتا ہے۔ لغت کہتے کی اجازت طلب کر لیتا ہے،



خدا تعالیٰ سے اس کے محبوب کی محبت مانگ لیتا ہے۔ اس کیفیت میں وہ یوں زبان کھولتا ہے۔

رکھ محو ہم کو اپنی محبت میں اے رحیم!  
سرشار رکھ مجھے مئے حُبِ رسولؐ سے  
دے عشقِ تاجدارِ رسالت کا اے خدا  
دے جامِ مجھ کو بادۂ وحدت کا اے خدا  
(ضیاء القادریؒ)

حُبِ رسولؐ کی ہر مرے دل میں روشنی  
تیرا، ترے فرشتوں کا میں ہو کے سمجھا  
اُسوہ ہو اُن کا راہِ سمارتِ ذوالجلال  
بھیجوں درودِ صبح و سارِ شبِ ذوالجلال  
(رازِ کاشمیریؒ)

فضلِ سرا، نسیمِ خطِ کار کو  
عشقِ احمدؐ کی وارفتگی بخش دے  
(نسیم بستویؒ)

تجھ پر بھی ہم فدا ہوں، تیرے نبیؐ کو چاہیں  
ایمان دے گو اہی  
قرآن ہماری منزل، سنت ہماری راہیں  
ہم آخرت کے راہی  
پدوردگارِ عالم  
دیکھیں غبارِ عالم  
(مظفر وارثیؒ)

کاش حاصل ہو ترے فضل و کرم سے مجھ کو  
پیش ہو حشر میں جب نامہ اعمال مرا  
تیرے محبوب کی اُلفت، ترا عرفاں یارت  
ہاتھ میں ہو ترے محبوب کا داماں یارت  
(جامیؒ مارہرویؒ)

مرے کریم، مری یہ دُعا بھی ہو مقبول  
رسولِ پاکؐ کے در کی مجھے گدائی دے  
(انجم نقویؒ)

آفاتِ زمان کی ہر الجھن ہو دور اسی کی برکت سے  
تا عمر شہنشاہِ دین کا نورِ ہوشنا خواں یا اللہ  
(انور صابریؒ)

یوں قلب کو آئینہ بنا دے روشن ہو جمالِ مصطفیٰ سے

دلِ محوِ جمالِ کبریا ہو لب پر مرے وردِ نعت کا ہو

آنکھوں کو عطا ہو درفشانی حافظ رہے محوِ نعتِ خوانی

(حافظ لدھیانوی) ۲۸

حمد کے ہیں ہزار ما عنواں حافظِ بے سہر سے کیا ہو بیباں

تیرے لطفِ دکرَم پہ نازاں ہوں تیرے محبوب کا ثنا خواں ہوں

عشقِ خیر البشیر عطا کر دے دامنِ دل کو نور سے بھر دے

(حافظ لدھیانوی) ۲۹

غرض، جس طرح اقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرتے ہوئے پروردگارِ عالم کی

تعریف کرنا پڑتی ہے، اسی طرح خالقِ کائنات کی حمد کہتے ہوئے سرورِ کائنات کی ثنا و

مدحت تک بات جا پہنچتی ہے، ————— کہ اس کے بغیر بات بنتی ہی نہیں۔

## حواشی

- ۱- دردِ سعدی (مرتب) حمد - ص ۱۸۴۔
- ۲- ضیاءِ محمد ضیا و طاہر شادانی (مرتبین) حمد و مناجات - ص ۸۵۔
- ۳- زوارِ حسین نقشبندی مجددی (مرتب و مترجم) گلستہ مناجات - ص ۵۔
- ۴- حمد و مناجات - ص ۱۳۱۔
- ۵- حمد و مناجات - ص ۱۵۶۔
- ۶- حمد و مناجات - ص ۱۰۲۔
- ۷- حمد و مناجات - ص ۱۹۵۔

- ۸- قمر صدیقی - حرف حرف روشنی - ص ۲۰
- ۹- حمد و مناجات - ص ۱۹۷
- ۱۰- ع س مسلم، البرال امتیاز - حمد و نعت - ص ۸۱
- ۱۱- قمر زیدانی - مہر درخشاں - ص ۳۵، ۳۶
- ۱۲- حمد - ص ۸۸
- ۱۳- حمد - ص ۳۲
- ۱۴- سورہ نسا - ۴: ۶۴
- ۱۵- گلدرستہ مناجات - ص ۲۱
- ۱۶- گلدرستہ مناجات - ص ۲۰
- ۱۷- حمد و مناجات - ص ۱۱۲
- ۱۸- حمد و مناجات - ص ۱۱۳
- ۱۹- حمد و نعت - ص ۶۵
- ۲۰- حمد - ص ۸۴
- ۲۱- حمد و مناجات - ۱۷۹
- ۲۲- حمد و مناجات - ص ۱۴۰
- ۲۳- حمد و مناجات - ص ۲۵۹
- ۲۴- منظوم وارثی - الحمد - ص ۳۷
- ۲۵- حمد و مناجات - ص ۸۴
- ۲۶- حمد - ص ۴۵
- ۲۷- حمد و مناجات - ص ۶۱
- ۲۸- حافظ لدھیانوی - ذوالجلال والاکرام - ص ۵۴
- ۲۹- ذوالجلال والاکرام - ص ۵۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

مَدِينَةُ

مَدِينَةُ  
مَدِينَةُ

سنة ١٤١٠ هـ

بِسْمِ اللَّهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



# فہمت میں اظہارِ عجز

حضورِ فخرِ موجودات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ خالق کائنات کے مدوح ہیں۔ اللہ جل وعلانیہ نے قرآنِ پاک میں ان کی تعریف و ثنا کی، مسلمانوں کو ان کے احترام اور عزت و توقیر کی ہدایت کی، ان کی متابعت کا حکم دیا، ان کی محبت کی تلقین کی۔ سرکارِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باعثِ تخلیق ہر عالم ہیں، رحمت ہر عالم ہیں۔ ہم سب کی ہستی، کائنات کی ہستی آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دم قدم سے ہے۔ سرکار کی بارگاہ میں جنید و بایزید نفس گم کردہ آتے ہیں، بڑے بڑے اہل تقویٰ اس حقیقت کا اظہار کرتے ہیں کہ ہزار بار دہن کو مشک و گلاب سے دھونے کے بعد بھی آپ کا اسم گرامی لینا بے ادبی ہے۔

جس دربار میں جبرئیل امین (علیہ السلام) دم بخود آتے تھے، جن کی آواز سے اونچی آواز کرنا مسلمانوں کے لیے جائز نہ رہا، جنہیں کوئی شخص اُس انداز میں پکارنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارا جاتا ہے، جن کے وضو کے پانی کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے، جن کی بارگاہ میں بات کرتے ہوئے کسی ایسے لفظ کو ادا کرنے کی ممانعت کر دی گئی جس کو ذرا سا بگاڑ کر ایسے معنی نکل سکتے تھے جو حضورؐ کے مقام اور مرتبہ سے فروتر تھے۔ لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا۔ اُس عظیم ہستی کی تعریف کرنا بشر کے لیے کیسے ممکن ہے۔ اسی لیے غالب نے کہا تھا کہ جو مرتبہ دان ہو، وہی تعریف کرنے کا

حق ادا کر سکتا ہے اور سرکارِ کامرتیہ دان ان کا خالق و مالک ہے، اسی لیے ثنائے خواجہ  
اسی پر چھوڑنا مناسب ہے۔

پھر بھی سنتِ خداوندی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے، آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کے احسانات پر شکر و امتنان کا اظہار کرنے کے لیے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقلید میں اور  
بزرگانِ دین کے تتبع میں، ہم ان کی تعریف و ثنائیں رطب اللسان ہوتے ہیں،  
ان کی مدحت میں تہ زبان ہوتے ہیں، ان کے نام لیواؤں اور مدح سراؤں میں اپنا نام  
لکھوانا چاہتے ہیں۔ اس خواہش میں سرکارِ کے ادنیٰ امتی ان کی نعت کہتے ہیں لیکن  
انہیں آقا کے علوم مرتبت کے شدید احساس کے ساتھ، اپنی بے بضاحتی، کم بائگی، کم علمی  
اور عییاں شعاری کا بھی خیال ہوتا ہے۔ جتنی ان کی تعریف ہے، اتنے الفاظ کس کے  
پاس ہیں۔ جس قدر ان کی خوبیاں ہیں، ان کو جاننے کا ادعا کون کرے۔ جو جو ان کے  
مقاماتِ عالیہ ہیں، ان کا ادراک کس کو ہو سکتا ہے۔

ایسے میں سوائے اظہارِ عجز کے، کوئی اور مضمون سہارا نہیں دیتا، اور  
کنا پڑتا ہے:

مدحتِ شاہِ دوسرا، مجھ سے بیاں ہو کس طرح  
تنگ مرے تصورات، لپٹ مرے تجلیات (نواب بہادر یار جنگ قلعہ)  
صفاتِ بوقلموں لا تَعَدُّ و لا تُحْصَى  
ثنائے خواجہ سے معذور ہیں زبان و قلم (عبدالعزیز خالد)  
بندہ عاجز فقیر کج بیاں  
کیا کرے گا مدحِ ممدوحِ خدا (انعامِ احسن فقیر)  
خدا تیرا معرفت ہے، ملک تیرے موصفت ہیں  
نہیں حدِ بشر کہتا ترے اوصافِ بے حد کا (امام بخش ناسخ)  
مرا منہ کیا ہے جو دعویٰ کروں اس کی محبت کا  
خدا جس کا ثنا خواں ہے، خدائی جس پر قرباں ہے (جلیل مانپوری)

اے کیفیت اُن کی مدح کہاں اور تو کہاں

وہ کیا بشر سے ہو جو خدا کا ہو کام خاص (کیف ٹوٹی) ۴

غریب کیا تو، تری زباں کیا، ضرورت نبی کسے گا؟

خدا کے مدوح ہیں محمدؐ، خبر ہے کچھ ہوش کی دوا کہ (غریب سہار پوری) ۵

کب تیری ثنا کے قابل ہے حافظ کی زباں، حافظ کا بیبا

جب آپ خدا خود کرتا ہے قرآن میں تری توصیف رقم (حافظ لدھیانوی) ۸

مرے پیراہن الفاظ میں وہ آ نہیں سکتی

خدا حامد ہو جس ہستی کا، ہو محمود جو، ہستی (راجا رشید مجسوم) ۹

بھلا اُس کی ثنا میں سرور کیا کوئی زباں کھولے

خدا خود جس کی خاطر باپ قصر لامکاں کھولے (حکیم سرور سہا پوری) ۱۰

نعت کہنے کے لیے جس اعجازِ بیاں کی، جن الفاظ کی، جس اسلوب کی ضرورت

ہوتی ہے، وہ شاعر کی دسترس میں نہیں ہوتا، اس لیے وہ اظہارِ عجز پر اپنے آپ کو

مجبور پاتا ہے اور کہہ اٹھتا ہے:

عرفیتِ نعتِ پیمبر نہیں سخنِ حالی

کہاں سے لائے اعجاز اس بیاں کے لیے (الطاف حسین حالی) ۱۱

شہر مندہ احساسِ حقِ نعت ہوں انور

پہر لفظ کے ماتھے سے چمکتا ہے پسینہ (انور جمال) ۱۲

کہاں سے لاؤں زباں و قلم کے پیمانے

ہے بیکراں تری عظمت، مری نظر محدود (احسان دانش) ۱۳

لبِ سوالِ ادب سے حضور میں نہ کھلے

زبان بول گئی، نطق سے جواب ملا (حافظ پہلی بھتی) ۱۴

ارادہ جب کروں اے ہم نشیں مدحِ پیمبر کا

قلم لے آؤں پہلے عرش سے جبریل کے پر کا (آغا شاعر قرظی باش) ۱۵

شاعر اپنے آقا و مولا علیہ التمجیۃ والنثار کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضری کے احساس سے مفتخر بھی ہوتا ہے اور نادم بھی۔ مفتخر اس لیے کہ وہ کتنی بڑی سعادت سے بہرہ مند ہونے کو ہے اور ندامت اسے اپنے آپ پر ہوتی ہے۔ اپنی معصیت کاری کا بھی اُسے شعور ہوتا ہے اور یہ احساس بھی کہ وہ ایسی عالی مرتبت ہستی کی تعریف میں زمر منہ سنج ہونے کو ہے جس کی تعریف میں خود خداوند کریم بولتا ہے۔

میں کہ ہوں عجز و قصور اور سر پائے نیاز  
میں کہاں اور کہاں نقشِ کفِ پا تیرا (عزشی امرتسری) ۱۶

آیہے ترا اسم مبارک مرے لب پر  
گرچہ یہ زباں اس کی سزاوار نہیں ہے (صوفی تبسم) ۱۷

آج کے شاعر کو تو یہ احساس بھی ہے کہ جنہوں نے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک آنکھیں دیکھی تھیں یا انہیں سرکار کی روئے پاک عطا ہوئی تھی، وہ جو ان انعامات سے نوازے گئے تھے، انہیں تو حق ہے کہ وہ نعت کہیں، ہم ایسے گئے گترے لوگ تو اظہارِ عجز ہی میں تقویت پاسکتے ہیں۔

کہاں بوسیری و حسان بن ثابت، کہاں خالد  
نگاہے بر من ننگِ بناگاں یا رسول اللہ (عبد العزیز خالد) ۱۸

## حواشی:

- ① راجارشید محمود (مرتب) نعتِ خاتم المرسلین، ص ۸۲ ② ضیا محمد ضیا و طاہر شاہدانی (مرتبین)
- گلدستہ نعت - ص ۷۷ ③ شفیق بریلوی (مرتب) ارمغانِ نعت - ص ۲۹۳ ④ ارمغانِ نعت - ص ۱۱۸
- ⑤ ارمغانِ نعت - ص ۱۹۱ ⑥ گلدستہ نعت - ص ۱۰۲ ⑦ عزیز سہارنپوری - خزینہ نعت - ص ۶۰
- ⑧ حافظ لدھیانوی - ثنائے خواجہ - ص ۲۵ ⑨ راجارشید محمود - ورفناک و ذکرک - ص ۶۶ ⑩
- نعتِ خاتم المرسلین - ص ۱۰۲ ⑪ ایضاً - ص ۶۹ ⑫ ایضاً - ص ۴۷ ⑬ گلدستہ نعت - ص ۱۵۰
- ⑭ راجارشید محمود (مرتب) نعتِ حافظ - ص ۶۲ ⑮ ارمغانِ نعت - ص ۱۷۹ ⑯ نعتِ
- خاتم المرسلین - ص ۱۳۲ ⑰ ارمغانِ نعت - ص ۲۷۳ ⑱ نعتِ خاتم المرسلین - ص ۷۹ -



# مَدِينَةُ تَابَعَاتِهَا

قریش کے ظلم و ستم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ چلنے کا حکم دیا۔ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پسندیدہ شہر کو الوداع کہہ کر اللہ تعالیٰ کے محبوب شہر میں آگئے۔ ہجرت کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی:

”اے اللہ! تو نے میری محبوب ترین جگہ سے مجھے ہجرت کرائی، اب تو مجھے اس قطعہ زمین میں آباد فرما جو تجھے سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو“

(مستدرک حاکم)

اس دعا سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمام ملکوں، تمام علاقوں، سب خطوں، سب شہروں اور دنیا کی سب جگہوں سے زیادہ مدینہ منورہ پسند ہے۔ جہاں اُس نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔

مدینہ منورہ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ یہاں اسلام کو فروغ حاصل ہوا۔ اسلام کی پہلی مسجد تعمیر ہوئی اور اسلام کا پہلا مدرسہ قائم ہوا، مسلمانوں کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا اور مدینہ ایک الگ ریاست بن گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث اور اقوال و افعال سے مدینہ کی فیوض و برکات کا ذکر ملتا ہے جس سے ہر اہل ایمان کے دل میں بھی مدینہ منورہ کے لیے عقیدت و احترام کے جذبات ابھرتے ہیں اور مدینہ کی زیارت کی تمنا ہمارے دلوں کو تڑپاتی ہے۔

ہر سال لاکھوں لوگ مدینہ عالیہ کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ مکہ مکرمہ بھی ہمارے لیے قابل احترام ہے کیونکہ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا بچپن اور جوانی گزاری اور وہ آپ کا پسندیدہ شہر تھا۔ مگر مدینہ عالیہ کے فروغ اور پیغمبر اسلام سے شدید محبت کی وجہ سے ہمارے لیے چاہت اور محبت کا مرکز بن گیا ہے۔

جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف فرما تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس شہر کی قسم کھائی۔ **لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ** بعض مفسرین کہتے ہیں کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں آگئے تو اس آیت کہ یہ کہہ کر اطلاق اس شہر پر ہو جاتا ہے کیونکہ اصل چیز ذات پاک کی موجودگی ہے۔ اس لیے مدینہ کا ایک نام "بلد" بھی ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ پاک کو اپنا حرم قرار دیا اور مدینہ طیبہ میں میں فساد پھیلانے والے کو اللہ کی لعنت کی وعید دی۔ جو شخص زیارت کی نیت سے مدینہ جائے گا یا مدینہ میں فوت ہوگا، اس کے لیے آپ کی خاص شفاعت ہوگی۔ مدینے کے درخت کا ٹٹا اور وہاں شکار کھیلنا منع کیا گیا ہے۔ مدینہ والوں سے مکہ و فریب کرنے والوں کا حشر یوں ہوگا جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو طابہ کہا ہے اور اس سے اتنی محبت رکھتے تھے کہ جب مدینہ کی حدود میں داخل ہوتے تو اپنی سواری کو تیز دوڑا کر مدینہ میں داخل ہوتے۔ آپ کے فرمان کے مطابق مدینہ میں طاغون اور دجال کا داخلہ ممکن نہ ہوگا۔ مدینہ رہائش کے اعتبار سے بہت اچھا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر مبارک کے لیے مدینہ کی سرزمین پسند فرمائی۔ قبیلہ بنو سلمہ مسجد نبوی سے دور رہنے کی وجہ سے مسجد نبوی کے قریب مکانات لے کر رہنا چاہتے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ مقصد یہ تھا کہ مدینہ کی کسی جگہ کو بھی آپ خالی اور ویران نہ دیکھنا چاہتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر سے واپس آتے تو مدینہ کے در و دیوار کو دیکھتے تھے۔ جب مدینہ میں اپنی اونٹنی تیز چلاتے تھے اور اگر کسی اور سواری پر ہوتے

تو اسے بھی ایڑ لگاتے۔ (صحیح بخاری۔ باب فضائل مدینہ منورہ۔ رواہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ)  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ جو برکت تو نے مکہ میں رکھی ہے، مدینہ کو اس سے  
دو گنی برکت دے۔ (صحیح بخاری۔ رواہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

ہر مسلمان کی دلی خواہش یہی ہے اور شعرِ ابر بھی اسی تمنا کو شعر کی زبان بخشنے آئے  
ہیں کہ انہیں مدینہ منورہ میں موت آئے اور وہیں ان کی تدفین ہو۔ اس کی ایک وجہ تو یہ  
ہے کہ جس سرزمین پاک پر حضور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پاک آتے رہے اور  
حضور صلی اللہ وسلم اب بھی وہیں تشریف فرما ہیں، اس سرزمین میں مرنا اور اس خاک  
میں دفن ہونا بہت بڑی سعادت ہے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اس مقدس زمین  
میں دفن ہونے کو خود سرکار نے پسند فرمایا اور اہل محبت کو نوید سنانی کہ جو شخص اس  
زمین میں دفن ہوگا، آپ اس کی شفاعت فرمائیں گے۔

حضرت یحییٰ ابن سعدؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما  
تھے اور مدینہ کے اندر ایک قبر کھودی جا رہی تھی۔ ایک شخص نے قبر میں جھانکا اور کہا قبر  
مومن کی بہت بڑی خواب گاہ ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے بہت  
بڑی بات کہی۔ اس شخص نے کہا میرا نشانہ نہیں تھا بلکہ میرا مطلب یہ تھا کہ خدا کی راہ میں  
شہید ہونے کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی راہ میں شہید ہونے کے  
برابر کوئی چیز نہیں۔ پھر فرمایا زمین کا کوئی ٹکڑا مجھے اتنا محبوب نہیں کہ وہاں میری قبر ہو  
جتنا کہ مدینہ میں۔ تین مرتبہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے (مشکوٰۃ المصابیح باب حرم مدینہ)  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس کی طاقت رکھے کہ مدینہ میں  
مرے تو اسے چاہیے کہ وہ مدینہ میں مرے۔ میں اس شخص کی شفاعت کروں گا جو مدینہ  
میں مرے گا۔ (مشکوٰۃ۔ باب حرم مدینہ۔ رواہ ابن عمر رضی اللہ عنہما)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پاک کو اپنا حرم فرمایا ہے۔ اسی لیے مدینہ  
میں شکار کھیلنا اور وہاں کے درخت کا ٹٹا بھی منع کیا گیا ہے۔ (صحیح بخاری، رواہ انس  
رواہ علیؓ صحیح مسلم۔ رواہ سعد بن ابی وقاص)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مدینہ میں داخل ہوئے تو فرمایا یہ طاہر ہے۔  
(صحیح بخاری، رواہ ابو حمید / مشکوٰۃ المصابیح، رواہ جابر بن سمرہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے جو شخص مدینہ کی سختی اور  
بھوک پر صبر کرے گا، میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔ (مشکوٰۃ، رواہ ابو ہریرہ)  
سعد / موطا امام مالک - عبد اللہ بن عمر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن کا ملک فتح ہوگا، پھر وہاں سے کچھ لوگ سواری  
کے جانور ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے اہل و عیال اور اطاعت کرنے والوں کو لاد کر  
مدینہ سے لے جائیں گے حالانکہ اگر انہیں معلوم ہوتا تو مدینہ کی رہائش ان کے لیے بہتر تھی۔  
اسی طرح شام فتح ہوگا، کچھ لوگ سواریاں ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے اہل و عیال اور  
مطیعین کو سوار کر کے لے جائیں گے، کاش انہیں یہ معلوم ہوتا کہ مدینہ ان کی رہائش کے  
لحاظ سے بہتر ہے۔ اسی طرح عراق فتح ہوگا، کچھ لوگ سواریاں لاد کر آئیں گے اور اپنے  
گھروالوں اور اطاعت شعاروں کو سوار کر کے لے جائیں گے۔ کاش انہیں معلوم ہو کہ  
مدینہ جو دو باش کے لحاظ سے بہتر ہے۔ (موطا امام مالک - صحیح بخاری - رواہ سفیان بن ابی زبیر)  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان مدینہ میں اس طرح سمٹ کر آجائے گا جیسے  
سانپ اپنے بل میں سمٹ کر آجاتا ہے۔ (صحیح بخاری، رواہ ابو ہریرہ)

ایک بدو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ سے اسلام کی بیعت کی۔ دو ستر دن  
بخار میں مبتلا ہو کر آیا، کہنے لگا، میری بیعت توڑ دیجئے۔ تین بار اس نے یہی کہا اور آپ نے  
انکار کیا۔ پھر فرمایا مدینہ تو گویا بھٹی ہے، میل نکال دیتی ہے، خالص اور پاکیزہ چیز باقی رکھتی  
ہے (مشکوٰۃ، رواہ ابو ہریرہ / صحیح بخاری - موطا امام مالک، رواہ جابر بن عبد اللہ رض)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور منبر کے درمیان بہشت کے  
باغات میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہوگا۔ (صحیح بخاری، رواہ ابو ہریرہ)  
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس شخص نے حج کیا پھر میرے وصال کے بعد میری  
قبر کی زیارت کی تو وہ اس شخص کی مانند ہوگا جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ (بیہقی بحوالہ  
مشکوٰۃ - رواہ ابن عمر رض)



# اسلامی تعلیمات میں عدد کی اہمیت

اللہ تعالیٰ جل شانہ ایک ہے، وحدہ لا شریک ہے اور اسلام میں عدد کی سب سے بڑی اہمیت اسی اکائی کی ہے جس میں کوئی لٹسور نہیں۔ اس خالق و مالک نے مخلوق کی ہدایت اور بہتری کے لیے بہت سے نبی اور رسول بھیجے۔ آخر میں اس ہستی کو بھیجا جنہیں سب سے پہلے بنایا گیا تھا۔ یعنی ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے معبود کے عابد بھی ہیں اور عبد بھی لیکن اپنے محب کے محبوب بھی تو ہیں۔ اگرچہ اس سے نہ محب کی یکتائی متاثر ہوتی ہے، نہ محبوب کی محبوبیت میں یکتائی پر حرف آتا ہے۔

قرآن مجید میں اور احادیثِ مقدسہ میں مختلف معاملات کی وضاحت میں اور مختلف احکام میں اور مختلف تشبیہات میں اعداد کا ذکر موجود ہے۔ زیر نظر مقالے میں اسی حوالے سے دیکھا گیا ہے کہ مختلف اسلامی تعلیمات میں عدد اور اعداد کا ذکر کس طرح کیا گیا ہے اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ اللہ کا کوئی ارشاد اور اس کا کوئی حرف یا اشارہ (نعمود باشد) بے معنی اور حشو و زوائد میں سے نہیں ہو سکتا اور چونکہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد بھی ”وما ينطق عن الهوى۔ ان هو الا وحىٌ لو حى“ کے مصداق، اللہ ہی کا فرمان ہوتا ہے اس لیے اس میں بھی کوئی بات کوئی لفظ یا حرف بے مقصد نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ قرآن پاک اور احادیثِ پاک میں جہاں جہاں کوئی بات کسی عدد کے حوالے سے کی گئی ہے، اس کی اپنی خاص اہمیت ہے۔ جہاں دو باتیں فرمائی گئی ہیں۔ جہاں دس نیکوں کا ذکر ہے، جہاں ستر ہزار کا عدد نظر آتا ہے، وہاں یہی اعداد اپنے اصلی معنی دیتے ہیں۔ یہ نہیں کہ یہاں سے دو کی بجائے چار یا ستر ہزار کی بجائے پچاس ہزار بھی کر دیا جائے تو کوئی حرج نہ ہو۔

قرآن پاک کی مختلف آیات اور احادیثِ مبارکہ میں مختلف اوقات اور مختلف مقامات پر اعداد کا استعمال نظر آتا ہے۔

## ارشادِ خداوندی میں اعداد و شمار

احمد دیدات نے اپنی تالیف "القرآن — دی الہی میٹ میرا کل" میں سائنس، ریاضی اور کمپیوٹر کی شہادت سے قرآن مجید کے لازوال اور ابدی معجزہ ہونے کا ثبوت دیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن مجید کسی فانی ہستی کا کلام نہیں ہو سکتا، اور اس کی مختلف آیات میں مختلف حروف ایک خاص تعداد میں استعمال کیے گئے ہیں۔ احمد دیدات نے علیہا تسعاً عشر (اس پر ۱۹ ہیں) کے حوالے سے ۱۹ کے ہندسے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ سورہ اقرآ کی پہلی پانچ آیات میں ۱۹- الفاط ہیں اور ان میں ۷۴ حروف ہیں۔ جو ۱۹ پر تقسیم ہو سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں ۱۱۴ سورتیں ہیں، یہ عدد بھی ۱۹ پر تقسیم ہو سکتا ہے۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سے قرآن کا آغاز ہوتا ہے، اس میں ۱۹ حروف ہیں۔ "تسمیہ" میں چار الفاظ ہیں اور اس کا ہر لفظ جتنی مرتبہ قرآن حکیم میں استعمال ہوا ہے، وہ ۱۹ پر تقسیم ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں "اللہ" ۲۶۹۸ مرتبہ، "الرحمن" ۵۷ مرتبہ، "الرحیم" ۱۱۴ مرتبہ آیا ہے اور یہ سب ۱۹ پر تقسیم ہو سکتے ہیں۔

قرآن کریم کی ۲۹ سورتوں کی ابتدا حروفِ تہجی یا حروفِ مقطعات سے ہوتی ہے۔ یہ حروف الف، ح، س، ص، ط، ع، ق، ک، ل، م، ن، ہ، ی، ہیں۔ ان میں سے مثلاً "ق" سورہ ق اور سورہ الشوری کے شروع میں آیا ہے اور ان دونوں سورتوں میں "ق" ۵۷ مرتبہ استعمال ہوا ہے جو ۱۹ پر تقسیم ہو سکتا ہے۔ سورہ القلم کے شروع میں حرف "ن" آیا ہے۔ پوری سورہ میں ۱۳۳ کی تعداد میں استعمال ہوا ہے جو ۱۹ پر تقسیم ہو سکتا ہے۔ یہ اور اس قسم کی بہت سی مثالوں سے احمد دیدات ثابت کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی الٰہی تشکیل حسابی نظام کے تحت ہوتی ہے۔

چوہدری محمد شریف نے "اعداد القرآن" کے نام سے ۶۶۴ صفحات کی ایک کتاب لکھ دی ہے جس میں رکوعات، آیات، اور سورتوں کے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے اس موضوع پر مختلف گوشوارے دیئے گئے ہیں۔

کلامِ الہی میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا بہت سے مقام پر ذکر آتا ہے اور ایک اور صرف ایک

کا یہ عدد کائنات کی اصل حقیقت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ مثلاً اس کائنات میں صرف ایک ہی خدا ہے جو قائم و دائم ہے۔ جسے نہ نیند آتی ہے اور نہ اونگھ آتی ہے اس لیے کہ زمین و آسمان کا انتظام حفاظت سے ہرگز نہیں تھکتا۔ "اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمین کی قسم سے بھی انہی کے مانند"۔ قابلِ صد نہر تعریف ہے وہ اللہ جو بہترین خالق ہے۔

اللہ کریم نے دو دنوں میں زمین بنانے اور دو دنوں میں آسمان بنانے کی جو بات کی، اسے دیکھیں اور اعداد کے حوالے سے کرشمہ سازیاں ملاحظہ کریں۔ کیا تم اس ہستی کے قوانین کو توڑتے ہو جس نے دو یوم میں زمین کی تکمیل کی۔ تم خواہ مخواہ اس کے شریک گھڑ رہے ہو۔ حالانکہ وہ رب العالمین ہے۔ اللہ نے زمین پر پہاڑوں کا سلسلہ بچھا کر اس میں برکت ڈال دی۔ اس میں روئیرگی اور نباتات کی استعداد رکھ دی اور یہ سب کچھ چار دن میں ہوا۔ ان خزاؤں کے منہ سب کے لیے کھلے ہوئے ہیں پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ اس وقت دھوئیں کی حالت میں تھا پھر اس کو اور زمین کو حکم دیا کہ آؤ اور اپنا کام طوعاً و کرہاً شروع کر دو۔ زمین و آسمان نے کہا کہ ہم فرماں بردار غلاموں کی طرح حاضر ہیں۔ اللہ نے سات آسمان دو دن میں پیدا کیے اور آسمان کو ایک نصاب طے کا پابند کر دیا۔

دو دن کی بات آئی ہے تو معلوم ہونا چاہیے کہ اس دن کی ہمارے علم الاعداد کے حساب سے کیفیت کیا ہے۔ فرمان ہے۔ "اللہ کا ایک دن تمہارے ہزار سال کے برابر ہے۔ ایسا دن جو تمہارے پچاس ہزار سال کے برابر ہے"۔ اوپر ہزار کا عدد استعمال کیا ہے اور نیچے پچاس ہزار کے عدد کی اہمیت ہے۔

اللہ تعالیٰ اصحاب کہف کے بارے میں قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ "وہ لوگ غار میں تین سو نو برس رہے اور کہہ دو کہ صرف اللہ ہی ان کی مدتِ قیام کو جانتا ہے"۔ اعداد کے حوالے سے سمندروں کی گہرائی ناپیے۔ اگر الہی کلمات کو لکھنے کے لیے تمام سمندر سیاہی بن جائیں اور

ان میں سات سمندر اور ملا دیئے جائیں تب بھی کلمات الہیہ کی فہرست تیار نہ ہو سکے گی۔ پانی سے پیدا ہونے والی مخلوق کا ذکر دیکھیے۔ "اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا ان میں سے بعض پیٹ کے بل اور بعض دو اور بعض چار ٹانگوں پر چلتے ہیں۔ اللہ جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ وہ اس قسم کی تنوع اور اختلاف پر قادر ہے۔" ۱۱

اللہ تعالیٰ سورۃ بقرہ میں فرماتا ہے۔ "کیا تم نے اس شخص کی کہانی یہ نظر ڈالی جو ایک تباہ شدہ بستی کے پاس سے گزرا اور کہنے لگا کہ خدا اس بستی کو کیسے زندہ کرے گا؟ سو خدا نے اسے سو سال کے لیے سلا دیا اور پھر جگا کر پوچھا کہ تم کتنی مدت سوئے رہے، کہنے لگا ایک دن یا دن کی کوئی کسر۔ اللہ نے فرمایا کہ تم پورے سو سال تک سوئے ہو۔ ذرا کھانے پینے کی اشیاء پر نظر ڈالو کوئی چیز خراب نہیں ہوئی۔ دوسری طرف اپنے گدھے کو دیکھو کہ اس کا نشان تک مٹ گیا ہے۔ ہم تمہیں اپنا نشان بنانا چاہتے ہیں۔ اس لیے ان ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم انہیں کس طرح تزیین دیتے اور ان پر گوشت بڑھاتے ہیں۔ جب اس نے یہ تمام واقعہ دیکھا تو کہنے لگا۔ مجھے یقین آگیا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔" ۱۲

تعداد کے حوالے سے مرد اور عورت کی گواہی کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے۔ "اور اپنے لوگوں میں سے دو مردوں کو گواہ کر لیا کرو۔ پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں کہ ان میں سے کوئی ایک بھول جائے گی تو ایک دوسری کو یاد دلا دے گی۔" ۱۳ اس آیت مبارکہ کی تشریح میں یہ کہا جاتا ہے کہ عورت مرد کے ہم پلہ نہیں ہے لیکن قابلِ غور بات یہ ہے کہ کیا صرف عورت ہی بھول سکتی ہے، مرد نہیں بھول سکتا یا مرد یا عورت میں سے کوئی، جھوٹی گواہی نہیں دے سکتا لیکن خدا تعالیٰ نے عورت کو جھوٹا نہ گردانتے کے لیے اس کے بھولنے کی بات کی ہے۔ مرد جھوٹی گواہی دے گا تو اسے اس کی سزا مل جائے گی۔ لیکن ایسی صورت میں عورت کو یا تو دوسری عورت یاد دلا دے گی، یا پھر یہی کہا جائے گا کہ عورت بھول گئی تھی چونکہ عورت کو آخر کار ماں بننا ہے اور خدا تعالیٰ ماں کو جھوٹا نہیں کہنا چاہتا، اس لیے اس پر سے اس صورت میں جھوٹ کی تہمت



دور کر دی گئی ہے۔

لیلۃ القدر کو قرآن کریم میں ایک ہزار مہینے سے بہتر فرمایا گیا ہے۔ "ہم نے یہ قرآن ایک فیصلہ کن رات میں نازل کیا۔ جانتے ہو کہ یہ شب فیصلہ کیا ہے۔ یہ رات گزشتہ ہزار ماہ سے بہتر ہے اس میں الہی حکم سے فرشتے نازل ہوئے ہیں اور زندگی زمین پر اتر رہی ہے۔ یہ رات امن و سلام کا پیغام لے کر آئی ہے اور طلوع سحر تک باقی رہے گی۔" اللہ کی کتاب میں اس دن سے جب اللہ نے ارض و سما کو پیدا کیا تھا۔ مہینوں کی تعداد بارہ رہی ہے۔ ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔" ۱۵

غلام جیلانی براق اپنی کتاب میں اعداد کے بارے میں لکھتے ہیں۔ "اعداد کی تین قسمیں ہیں ۱) زائد (۲) ناقص (۳) اور کامل۔ عدد زائد میں اعداد ضرب کا مجموعہ اصل سے زائد ہوتا ہے۔ مثلاً ۱۲۔ اس کے اعداد ضرب یعنی جن پر تقسیم ہو سکتا ہے یا جن کا حاصل ضرب ۱۲ ہوتا ہے۔ ۱، ۲، ۳، ۴، ۶، ۱۲ ہیں۔ جن کا مجموعہ ۱۶ ہے۔ عدد ناقص میں اعداد ضرب کا مجموعہ اصل سے کم ہوتا ہے۔ مثلاً ۸، اس کے اعداد ضرب یعنی ۲، ۴، ۸ کا مجموعہ ۱۴ ہے۔ عدد کامل میں اعداد ضرب کا مجموعہ اصل کے برابر ہوتا ہے۔ مثلاً ۶، اس کے اعداد ۲، ۳، ۶ کا مجموعہ ۶ ہے۔ اعداد کاملہ اکیس لاکھ تک صرف ۶ ہیں یعنی عدد کامل چھ حسبتوں میں اکیس لاکھ تک جا پہنچا۔ اسی طرح جب کائنات چھ زمانوں سے گزر چکی تو دنیا میں کم و بیش اکیس لاکھ قسم کے نباتات، حیوانات، جمادات پیدا ہو گئے اور یہ انواع چھ کے عدد کی طرح ہر لحاظ سے مکمل تھیں۔ اعداد

کاملہ دس شکھ تک صرف ۷ ہیں، اور پہلے ۶ اعداد یہ ہیں: ① ۶ ② ۱۸ ③ ۲۹

④ ۲۹۲۸ ⑤ ۱۳۰۸۱۶ ⑥ ۲۰۹۶۱۲۸ ۱۶

## احادیث مبارکہ میں عدد کی اہمیت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص میری امت سے چالیس حدیثیں پڑھے

اور یاد رکھے تو خدا آسمان میں اس کا نام ولی رکھتا ہے۔ اور زمین میں فقہیہ اور اسے ان نیکوکاروں کے ساتھ محشور کرتا ہے جنہیں قیامت کو نہ خوف ہوگا نہ رنج ہوگا۔ اگر عدد کی کوئی اہمیت نہ ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں چالیس حدیثوں کی بجائے صرف کچھ حدیثوں کا ذکر فرماتے۔ ایک خاص تعداد مقرر کرنا عدد کی اہمیت کو واضح کرنا ہے۔

ایک جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جانز نہیں ایمان دار کو کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زائد چھوڑے رہے۔" یہاں تین کا عدد استعمال کرنے کی وجہ اس عدد کی اہمیت بیان فرماتا ہے۔ اور ہم اس کے مقصد کو جان سکیں یا نہ جان سکیں، یہاں تین دن کی لازماً اہمیت ہوگی۔ اتنی اہمیت کہ دو چار دن سے وہ بات پیدا نہ ہو سکتی جو تین دن سے پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی بات اور کسی فرمان کا ہر گوشہ، ہر حصہ کسی نہ کسی حکمت کو اجاگر کرتا ہے۔ سرکار کے ارشاد کا ہر گوشہ با مقصد اور بامعنی ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا جاسکتا تھا کہ کوئی مسلمان اپنے کسی مومن بھائی سے ناراض نہ ہو۔ یا یہ کہ ناراضی کو نہ بڑھائے۔ ایک اور جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "تین وصف جس میں ہوں اس نے ایمان کی چاشنی چکھ لی۔ (۱) دل میں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سب چیزوں سے زیادہ ہونا۔ (۲) مسلمانوں سے صرف اسلام کی وجہ سے محبت اور میل ملاپ رکھنا۔ (۳) شرک و کفر کو ایسا نہ پسند کرنا جیسے آگ میں کود کر جل جانے کو۔" ۱۹

حضرت ابن مسعود کہتے ہیں: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن انسان کے قدم اپنی جگہ سے ہٹ نہ سکیں گے، یہاں تک کہ پانچ باتوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے۔ (۱) عمر کن کاموں میں گنوائی؟ (۲) جوانی کی تو اناتیاں کہاں صرف ہوئیں؟ (۳) مال کہاں سے کمایا وہی کہاں خرچ کیا؟ (۴) جو علم اسے حاصل ہوا اس پر اس نے کہاں تک عمل کیا؟" ۲۰

ایک مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ "مجملہ دیگر حقوق کے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق بھی ہیں۔ (۱) جب تم کسی مسلمان سے ملاقات کرو تو اس کو سلام کرو (۲) اور جب کوئی مسلمان تم کو دعوت دے تو قبول کرو۔ (۳) جب کوئی

مسلمان تم سے نصیحت کا خواہاں ہو تو اس کو نصیحت کرو۔ (۴) جب چھینک کر الحمد للہ کہے تو  
 يَرْحَمُكَ اللهُ کہو۔ (۵) جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو۔ (۶) اور جب مرجائے تو اس کے  
 جنازے میں شرکت کرو۔ (۷)

حضور فخر موجودات علیہ السلام والصلوة نے اپنے ارشادات گرامی میں کہیں پانچ باتوں  
 کی اہمیت فرمائی ہے، کہیں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان بھائی پر چھ حق بتاتے ہیں۔ کہیں  
 آپ نے کسی اور نیکی کی اہمیت کسی اور عدد میں بیان فرمائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان  
 اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وَمَا يَنْصِتُ مِنَ الْمَوْعَىٰ بِأَنَّ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ" کے مصداق اللہ کا  
 فرمان ہے۔ آقا حضورؐ کی ہر بات وحی ہوتی ہے۔ آپ کی گفتار کا کوئی حصہ، کوئی فقرہ، کوئی لفظ،  
 کوئی حرف، کوئی شوشہ خدا تعالیٰ کی وحی کے علاوہ نہیں ہوتا۔ حضورؐ کے سب ارشادات اللہ  
 تعالیٰ ہی کے ارشادات ہیں۔ اس لیے سرکارؐ کا کسی خاص بات کو کسی خاص تعداد کے حوالے سے  
 فرمانا، اس خاص تعداد کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ جہاں آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی  
 خاص تعداد کا ذکر فرمایا ہے۔ اس سے کم یا زیادہ کسی تعداد کی اتنی اہمیت نہیں ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ام سلمہؓ جو حضرت ابو  
 رافع رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی، نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ مجھے کچھ کلمات بتا دیجیے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم نے فرمایا: "تم دس مرتبہ "اللَّهُ أَكْبَرُ" کہا کرو۔ اللہ فرماتے گا یہ میرے لیے ہیں اور دس  
 مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ کہا کرو، اللہ تعالیٰ فرماتے گا۔ یہ بھی میرے لیے ہے اور دس مرتبہ  
 اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي کہا کرو (اے اللہ تو مجھے بخش دے) اللہ تعالیٰ فرماتے گا میں نے  
 بخش دیا۔ اس طرح دس مرتبہ تم کہو گی، دس مرتبہ اللہ تعالیٰ فرماتے گا تو تمہاری مغفرت  
 ان شاء اللہ ضرور ہو جائے گی۔" اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کوئی حساب نہیں۔ وہ جسے چاہے  
 اور جب چاہے بخش دے مگر اس حدیث پاک میں بطور خاص بعض الفاظ کے ایک خاص  
 تعداد میں پڑھنے سے بخشش کو مشروط فرمایا گیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان الفاظ

کا ایک خاص تعداد میں ادا کرنا خاص قسم کی اہمیت رکھتا ہے۔

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں دو کتا ہیں تھیں، جنہیں دکھا کر آپ نے صحابہؓ کو بتایا کہ "ایک میں نیک لوگوں کے اور دوسری میں بُرے لوگوں کے نام مع ولایت کے درج ہیں"۔<sup>۲۳</sup> اس سے واضح ہوتا ہے کہ جہاں نیکی ہے، وہاں بدی بھی ہے۔ اس ارشاد مبارک میں دو کے عدد کی یہ اہمیت ہے کہ اس سے اچھائی اور برائی میں امتیاز ظاہر ہوتا ہے اور یہ کہ نیک لوگوں کا ذکر اور انجام نیک لوگوں کے ساتھ ہوگا اور بدوں کا ذکر اور انجام بدوں کے ساتھ ہوگا۔ نیکی اور بدی کی یہ تفریق اور ان کا یہ جھگڑا ازل سے ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز

چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار صدقہ کی اہمیت بتاتے ہوئے فرمایا: "دوزخ کی آگ سے بچو چاہے کھجور کا ایک ٹکڑا صدقہ کرنا پڑے"۔<sup>۲۴</sup> پھر ایک اور موقع پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک بار سبحان اللہ کہہ دینا صدقہ ہے۔ ایک بار اللہ اکبر کہہ دینا صدقہ ہے، ایک بار الحمد للہ کہہ دینا صدقہ ہے۔ ایک بار لا الہ الا اللہ کہہ دینا صدقہ ہے۔" یعنی سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کسی کسی بار پڑھنے کی اہمیت ہے۔ ایک خاص وقت میں ایک خاص تعداد میں یہ کلمات ادا کرنا اپنی خوبیاں اور خصوصیات رکھتا ہے لیکن اس حدیث مبارکہ میں ان کلمات کا کم از کم ایک بار ادا کرنا صدقہ قرار دیا گیا ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "جو شخص جنازے کی نماز پڑھ کر چلا جائے اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور جو دفن تک ساتھ رہے اسے دو قیراط ملتا ہے، ہر قیراط مثل احد پہاڑ کے ہے"۔<sup>۲۵</sup> یہاں بھی اگر عدد استعمال نہ کرنا ہوتا تو ایک قیراط یا دو قیراط یا احد پہاڑ کے برابر یا اس سے دگنا کے بجائے بہت سا ثواب بھی کہا جاسکتا تھا۔

اسی طرح ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:



پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے عنایت جانو۔ (۱) جوانی بڑھاپے سے پہلے (۲) صحت بیماری سے پہلے۔ (۳) خوش حالی ناواری سے پہلے۔ (۴) فراغت مصروفیت سے پہلے۔ (۵) زندگی موت سے پہلے۔<sup>۲۷</sup> اگر کوئی شخص ان پانچ باتوں پر پوری توجہ دے اور آقا و مولا علیہ السلام والہ اللہ کے فرمان کے مطابق ان پانچ پہلوؤں کو پیش نظر رکھے تو اس کی پوری زندگی ہر لحاظ سے جنت کا نمونہ بن جائے گی۔

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”انسان کی موت کے بعد اس کا سلسلہ عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ سوائے اس کے تین اعمال کے کہ وہ پھر بھی اس کے حق میں نافع ہوتے ہیں۔ (۱) کوئی صدقہ جاریہ چھوڑ کر مرا ہو۔ (۲) یا اس کا وہ علم جس سے اس کے بعد بھی لوگ منفعہ ہوتے ہیں یا۔ (۳) اس کا تربیت یافتہ نیک عمل لڑکا جو اس کے لیے دعائے مغفرت کرتا رہتا ہے۔“<sup>۲۸</sup> یہاں تین کا عدد یوں اہمیت کا حامل ہے کہ مرنے کے بعد انسان کو صدقہ جاریہ یا اس کا علم جس سے بعد کے لوگ فیض حاصل کرتے ہوں یا نیک اولاد جو اس کی تربیت کی وجہ سے نیکی پر عامل ہو۔ فائدے دے سکتے ہیں۔ اسی طرح حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی نیکی کی عدد کے ذریعے اہمیت بیان فرمائی ہے، کہیں کسی عدد کے حوالے سے وعید دی گئی ہے۔ کہیں عدد کچھ ہے، کہیں عدد کچھ اور حضور نے جہاں جہاں کوئی عدد استعمال فرمایا ہے۔ اس کی وہیں، اس قدر اہمیت ہے جس قدر سرکار نے فرمائی ہے۔ اس سے کم یا زیادہ نہیں۔ مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق دو کلمے زبان پر ملے ہیں لیکن ترازو میں بھاری ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ وہ ہیں سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ<sup>۲۹</sup> ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبیر بن معظمؓ سے فرمایا کہ ”اگر تم چاہو کہ سفر میں جاؤ تو اپنے ساتھیوں سے صورت و ہفتیت میں بہتر اور توشہ سفر میں بڑھ کر رہو تو یہ پانچ سورتیں پڑھ لیا کرو، ہر سورت کو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کیا کرو۔ اور اس پر ختم کیا کرو۔ پانچ سورتیں یہ ہیں۔ (۱) قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاصِرُونَ (۲) إِذَا جَاءَ

ذُفْرًا نَبِيًّا وَانْفِخْ (۳) قُلْ عَوَّلْنَا بِأَحَدٍ (۴) قُلْ أَمُوذُ بَرَّتِ الْفَلَقِ (۵) قُلْ أَمُوذُ  
بَرَّتِ نَسَائِسُ

حضرت انس رضی فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ہمراہ ابو بکر رضی  
عمرہ اور عثمان رضی احد پہاڑ پر چڑھے۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ احد حرکت کرنے لگا، جوشِ مسرت میں جھومنے  
لگا تو آپ نے احد پر ایک ٹھوک لگائی اور فرمایا "احد ٹھہر جا، تجھ پر اس وقت ایک نبیؐ، ایک صدیقؐ  
اور دو شہید ہیں"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ  
جماعت سے الگ اکیلے نماز پڑھنے والے کی نماز کے مقابلے میں جماعت کی نماز ۲۷ ستائیس درجے  
زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ ۳۲ یہاں ستائیس کے عدد کی کوئی خاص اہمیت ہے ورنہ ستائیس  
کے بجائے یہ بھی کہا جاسکتا تھا کہ بہت زیادہ ثواب ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں  
کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہِ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کرتے تھے۔ ۳۳ اس سے  
رمضان المبارک کے آخری عشرے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ دس کے عدد کی اہمیت تو  
مختلف حیثیتوں میں بیان کی گئی ہے۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک حدیث مروی ہے کہ "ابن آدم کے عمل پہ  
ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور سات سو گننے تک بڑھ جاتا ہے"۔ ۳۴  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں جمع ہو جائیں پورا  
منافق ہے اور جس میں ایک خصلت پائی جائے تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی تا آنکہ وہ  
اسے ترک نہ کرے۔ وہ خصلتیں یہ ہیں: (۱) اسے کسی چیز کا امین بنایا جائے تو اس میں خیانت  
کرے۔ (۲) جب بات کرے، جھوٹ بولے۔ (۳) جب عہد کرے، توڑ ڈالے۔ (۴) اور  
جب جھگڑا کرے تو مخالفت پیرائتا تل جائے کہ ناجائز امور کا ارتکاب شروع کرے"۔ ۳۵

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص طالب علم پر ایک درہم خرچ کرے تو  
ایسا ہے گویا اس نے کوہ احد کی مانند خرچ کیا"۔ ۳۶ ایک کے عدد کی ہمیشہ سے بڑی اہمیت

ہے لیکن جب یہ رقم کی صورت میں کسی طالب علم کو طلب علم کی کوشش میں معاونت کرتا ہے، اور طلب علم میں مصروف کسی شخص کے کام آتا ہے تو نیکیوں کے اعتبار سے اس کی اہمیت بہاڑ کی طرح ہو جاتی ہے۔ اس سے ہمارے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم حاصل کرنے کی اہمیت پر زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جب اس مدد میں کوئی شخص رقم خرچ کرتا ہے تو وہ نیکیوں کے بہاڑ اکٹھے کرتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "تین قسم کے لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ تو بات کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا۔ پہلی قسم ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اپنے سامان تجارت بیچنے میں جھوٹی قسم کھائی اور اس کی وجہ سے انہیں زیادہ دام ملے۔ دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جنہوں نے عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائی اور اس کے ذریعے کسی مسلمان آدمی کا مال ہتھیالیا۔ تیسرے وہ لوگ جو ضرورت سے زائد فالتو پانی کو روکیں تو اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن کہے گا۔" میں تجھ سے آج اپنا فضل روک لوں گا جیسے کہ تو نے وہ زائد پانی روکا جو تیرا اپنا پیدا کیا ہوا نہ تھا۔" <sup>۳۷</sup> مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سو بار صبح اور سو بار شام کو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی وہ ایسا ہو گیا گویا سو دفعہ حج کیا ہے۔" <sup>۳۸</sup>

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ "رنگ صرف دو شخصوں پر ہے۔ ایک وہ جسے خدا نے مالدار بنایا اور وہ نہایت کشادہ دلی اور سخاوت سے اللہ کی راہ میں اپنا مال لٹاتا رہتا ہے اور دوسرا وہ جسے خدا نے علم دیا اور علم سکھانے پڑھانے اور اسی کے مطابق فیصد کرنے میں مشغول ہے۔" <sup>۳۹</sup> یہاں سخی مالدار اور علم حاصل کر کے اسے استعمال کرنے اور اس کے مطابق فیصد کرنے والے دو قسم کے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی بات مبہم انداز میں بیان نہیں فرمائی بلکہ بیشتر مقامات میں عدد کے حوالے سے حتمی انداز میں ارشاد فرماتی ہے کہ اتنی بار یہ کرو تو یہ فائدہ ہوگا۔ اسی طرح یہ

حقیقت بھی احادیث سے معلوم ہوتی ہے کہ سرکارِ خود کون سی بات یا کون سا کام کتنی مرتبہ کرتے تھے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کوئی بات کرتے تو اسے تین بار دہراتے تاکہ سمجھی جاسکے اور جب کسی قوم کے پاس آتے تو تین بار سلام کرتے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ مسلم کوئی دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز ضرور عطا فرماتا ہے یا تو اس کی دعا جلد قبول فرمالتا ہے یا اس کی دعا کو آخرت میں اس کے کام آنے کے لیے ذخیرہ بنا رکھتا ہے یا اس سے کوئی اتنی ہی برائی دور کر دیتا ہے۔ جس قدر اس نے اپنی دعا میں نفع کی خواہش کی تھی،<sup>۴۱</sup> مشکوٰۃ شریف میں حدیث شریف ہے کہ "اگر تجھ میں چار باتیں ہیں تو موت کے وقت کوئی خوف نہ ہوگا امانت کی نگہبانی اور بات کی سچائی اور اخلاق کی خوبی اور کھانے میں احتیاط۔"<sup>۴۲</sup>

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تین چیزیں ہیں کہ میں ان کے لیے قسم کھاتا ہوں اور تمہارے پاس ان کو بیان کرتا ہوں۔ انہیں یاد رکھو۔ (۱) خیرات کرنے سے مال نہیں گھٹتا۔ (۲) کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ جب کسی انسان پر ظلم ہو اور وہ صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت نہ برھائے اور (۳) کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ اگر کوئی مانگنا شروع کر دے تو اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کا دروازہ نہ کھولے۔<sup>۴۳</sup>

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کے ساتھ حبّ الحزن سے پناہ مانگو، لوگوں نے پوچھا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبّ الحزن کیا ہے۔ آپ نے فرمایا "جہنم میں ایک وادی ہے جس سے خود جہنم روزانہ چار سو بار پناہ مانگتی ہے۔" پوچھا گیا کہ اس میں کون داخل ہوں گے۔ آپ نے فرمایا۔ ایسے علما جو اپنے اعمال کی نمائش کرتے پھرتے ہیں۔<sup>۴۴</sup> یہاں بھی آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار سو کا عدد استعمال فرمایا ہے کہ اپنے اعمال کی نمائش کرنے والے مولوی اس بھتہ جہنم میں ہونگے جس سے دوزخ بھی روزانہ چار سو بار پناہ مانگتی ہے۔ اس ضمن میں یہ بات سامان عبرت ہے کہ آج کل کے علما اس حدیث پاک کو پڑھ کر بھی اور خدا اور رسولؐ کے احکام کا علم رکھتے ہوتے بھی اپنے اعمال کی اور اعمال سے زیادہ ایسی نیکیوں کی



نمائش کرتے پھرتے ہیں جو ان کے عمل میں بھی نہیں ہیں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں دو تو واپس لوٹ آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہ جاتی ہے۔ اس کے اہل و عیال اور مال تو اس کو تنہا چھوڑ کر واپس آجاتے ہیں اور اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے" یہاں یہ بات دیکھیے کہ ایک کی کیا اہمیت ہے کہ وہی کام آنے والی چیز ہے اور دو جن کے لیے لوگ ہر بے ایمانی اور برائی کرتے پھرتے ہیں، آخرت میں کسی کام کے نہیں۔

حضرت ابن عباسؓ مروی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "تو پھر ان کو آگاہ کرنا کہ اللہ نے دن رات میں تم پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں" ۴۶ مومنوں کے خصائل بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ "تین خصلتیں مومنانہ اخلاق ہیں۔ غصہ ہو تو غصہ میں ناجائز کام نہ کرے، خوشی ہو تو خوشی میں حق سے نہ بڑھے قدرت ہو تو طاقت کے نشے میں غیر کی چیز نہ تھمایاے۔" ۴۷

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے۔ وہ او میں قیامت کے دن اس طرح آئیں گے اور آپ نے اپنی دونوں انگلیاں ملا کر بتایا۔ ۴۸ ایک اور جگہ اسی بات کو تھوڑا سا اضافہ کیا ہے۔ پہلے دو کے عدد کا اور اب تین اور دو کا عدد استعمال کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جس نے تین بیٹیوں یا تین بہنوں یا دو ہی بہنوں یا بیٹیوں کا بار اٹھایا۔ ان کی تربیت کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور پھر ان کا نکاح کر دیا۔ اس کے لیے جنت کا فیصلہ ہے" ۴۹

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دو آنکھیں ہیں جو جہنم کی آگ سے محفوظ رہیں گی۔ (۱) وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے اشک بار ہو۔ (۲) وہ آنکھ جو رات بھر اللہ کی راہ میں پہرہ دے۔" ۵۰ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی غریب الوطن کی عالم غربت میں عزت افزائی کرے تو اس نے ستر نبیوں اور رسولوں کا اکرام کیا ہے ۵۱ اس سے اندازہ فرمائیے کہ غریب الوطن کی مدد کرنا کتنا بڑا

کام ہے کہ اس کے لیے اتنا بڑا انعام رکھا گیا۔

حدیث شریف میں ہے کہ دو نعمتیں ہیں۔ جن سے اکثر لوگ غافل ہیں اور ان کی بے قدری کرتے ہیں۔ ایک صحت یعنی تندرستی اور دوسری فراغت۔<sup>۵۲</sup> حضرت ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "چار چیزیں ہیں جسے وہ مہیراگیں اسے دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل ہوگئی۔ (۱) شکر گزار دل (۲) خدا کو یاد کرنے والی زبان (۳) مصیبت پر صبر کرنے والا بدن (۴) ایسی بیوی جو اپنی جان اور شوہر کے مال میں خیانت نہیں کرتی۔"<sup>۵۳</sup> حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اگر آدمی کے پاس دو وادیوں کے برابر بھی مال و دولت ہو تو وہ تیسری کی بھی خواہش کرے گا اور آدمی کا پیٹ صرف قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔<sup>۵۴</sup> حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق "دو عادتیں مومن میں اکٹھی جمع نہیں ہوتیں۔ کنجوسی اور بد خلقی۔"<sup>۵۵</sup> معلوم ہوا کہ مومن میں کسی حد تک صرف کنجوسی اور کسی حد تک بد خلقی تو ہو سکتی ہے لیکن یہ دونو عادتیں اگر کسی آدمی میں اکٹھی ہیں تو اس کا ایمان سلامت نہیں۔" حضرت ابو ہریرہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ ابن آدم کے عمل پر ایک عمل پر ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور یہ سات سو گننے تک بڑھ جاتا ہے۔<sup>۵۶</sup>

ابو اسید رضی سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے... آپ نے فرمایا۔ چار باتیں ہیں جن سے والدین کی وفات کے بعد بھی ان کے ساتھ بھلائی کی جاسکتی ہے۔ (۱) ان کے لیے دعا و استغفار (۲) ان کے کیے ہوئے عہد کو پورا کرنا (۳) ان کے دوستوں اور ملنے والوں سے احترام و تعظیم سے پیش آنا (۴) اور اس رشتہ کو ملانا جو ان کی طرف سے تمہارے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔<sup>۵۷</sup> حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "جو زمینیں بارش کے پانی سے یا تہتے چشمے سے سیراب ہوتی ہوں یا دریا سے قریب ہونے کی وجہ سے پانی دینے کی ضرورت نہ پڑتی ہو، ان کی پیدوار کا دسواں حصہ بطور زکوٰۃ نکالا جائے گا۔ اور جن کو فردور لگا کر سینچا جائے، ان میں بیسواں حصہ ہے۔"<sup>۵۸</sup>

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق "ایمان کی ساٹھ یا ستر سے اوپر شائیں ہیں۔ سب سے افضل پابندی توحید باری تعالیٰ یعنی لا الہ الا اللہ" کہتا ہے۔ اور سب سے ادنیٰ راستہ سے ایذا دینے والی چیزوں کا ہٹا دینا ہے اور شرم و حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے" ۵۹

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شارب (مونچھوں کے بال) کٹائے۔ خدا سے چار نور عطا کرے گا، ایک نور چہرہ میں، دوسرا پیشانی میں، تیسرا قبر میں اور چوتھا بروز قیامت نور عطا ہوگا۔ ۶۰

## درو کی جزا اعداد کے اعتبار سے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار فرمایا۔ "جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا۔ اللہ سبحانہ اس ایک درود کے بدلے درود خواں کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ ۶۱ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے ایک کے بدلے ایک نہیں بلکہ ایک کے بدلے کم از کم دس۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جو مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے، اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجتے ہیں اور اس سے دس برائیاں مٹا دیتے ہیں۔ ۶۲ آپ فرماتے ہیں کہ کوئی مجھ پر ایک بار درود پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اور جو مجھ پر دس بار درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرمائے گا۔ ۶۳ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جو مومن بندہ مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے، اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور اس کے دس گناہ معاف کیے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کیے جاتے ہیں" ۶۴

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں گے اور اس کے دس گناہ معاف ہوں گے اور اس کے دس درجے بڑھیں اور دس نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں۔ ۶۵ عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔ ۶۶ حضور ۶



نے ایک جگہ فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ لیتے ہیں اور اس کے دس گناہ مٹا دیتے ہیں اور اس کے ذریعے اس کے دس درجے بلند کرتے ہیں اور دس غلام آزاد کرنے کے برابر اسے ثواب ملتا ہے۔<sup>۶۷</sup>

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ کچھ عنایت فرمایا ہے جو میرے علاوہ دوسرے نبیوں کو نہیں دیا اور مجھے ان پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور میری امت کے لیے مجھ پر درود بھیجنے میں سب سے اونچا درجہ رکھا ہے اور میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا جس کا سر عرش کے نیچے اور جس کے پاؤں زمینوں کے نیچے ہیں اس کے اتنی ہزار بازو ہیں۔ ہر بازو میں اتنی ہزار پر ہیں اور ہر پر کے نیچے اتنی ہزار بال اور ہر بال کے نیچے ایک زبان ہے جو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتی ہے اور میری امت میں سے مجھ پر درود پڑھنے والوں کے لیے بخشش مانگتی ہے اور اس کے سر سے لے کر پاؤں تک بے شمار منہ اور بے شمار زبانیں اور بے شمار بال ہیں جن میں ایک بالشت کی جگہ بھی زبان کے بغیر نہیں جس کا کام اللہ کی حمد و ثنا اور مجھ پر درود بھیجنے والے کے لیے اس کی ساری زندگی تک بخشش کی دعا مانگنا ہے۔<sup>۶۸</sup>

حنو بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث پاک ہے کہ میرا جو امتی جمعہ کے دن ایک بار درود پاک پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہزار ہزار بار اپنی رحمت نازل فرماتے ہیں۔ ایک ایک ہزار نیکی اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی۔ اور پھر ایک ایک ہزار گناہ معاف فرمائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ اس شخص کے ہزار درجات بلند کیے جائیں۔<sup>۶۹</sup> "شفاء القلوب"

میں ہے درود پاک کے ایک حرف کے بدلے ایک فرشتہ تخلیق کیا جاتا ہے گا۔ اس فرشتے کے بدن میں تین سو ساٹھ چہرے ہوں گے اور ہر چہرے پر تین سو ساٹھ زبانیں ہوں گی اور یہ زبانیں تسبیح و تقدیس بیان کریں گی۔ ان تمام تسبیحات کا ثواب اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے



گنا اس کو دس غلام آزاد کرنے کا درجہ ملے گا۔ ایک بار درود و سلام پڑھنے والے کا درود و سلام قبول ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ ۴۲، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوة میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا علیہا السلام کا مہر تین بار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا رکھا۔ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر دس بار درود پاک پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو بار درود پاک پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر ہزار رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو محبت و شوق سے اس سے بھی زیادہ پڑھے میں قیامت کے دن اس کا شفیع اور گواہ بنوں گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح کی نماز کے بعد کسی کے ساتھ کلام کرنے سے پہلے مجھ پر سو دفعہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کر دے گا۔ ان میں تیس تو جلدی جلدی پوری کر دے گا اور ستر قیامت کے لیے ذخیرہ کر دے گا۔" ایک اور کتاب میں صبح کی نماز کی جگہ جمعہ کی رات کا ذکر ہے۔ ۴۶

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مجھ پر ایک صلوٰۃ بھیجے اللہ اس پر دس صلوٰۃ بھیجتا ہے اور جو کوئی مجھ پر دس صلوٰۃ بھیجتا ہے اللہ رب العزت اس پر سو صلوٰۃ بھیجتا ہے اور جو کوئی مجھ پر سو صلوٰۃ بھیجے اللہ رب العزت اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ "منافقت سے پاک ہے اور جہنم سے محفوظ" اور اللہ تبارک و تعالیٰ بروز قیامت شہداء کے ساتھ سکونت و قیام عطا فرمائے گا۔

شیخ ابن حجر مکی نے نقل کیا ہے کہ ایک صالح خواب میں دیکھا گیا۔ اس سے حال پوچھا اس نے کہا خدائے تعالیٰ نے مجھ پر رحم کیا اور مجھے بخش دیا اور جنت میں داخل کیا۔ سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ فرشتوں نے میرے گناہ اور میرے درود پڑھنے کو شمار کیا سو شمار درود کے زیادہ ہوئے۔ گناہوں سے تو خدا تعالیٰ نے فرمایا بس اس کا حساب مت کرو اور اس کو بہشت میں لے جاؤ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھ پر ہزار مرتبہ درود پڑھے۔ وہ اس وقت تک نہ مرے گا جب تک اپنی جگہ جنت میں نہ دیکھ لے۔ ۷۹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص ایک سو بار درود پڑھے گا وہ نفاق کی بیماری سے پاک ہو جائے گا اور اس پر آتش دوزخ حرام کر دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اسے شہیدوں کے ساتھ اٹھائے گا۔ ۸۰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کے کوئی دو بندے آپس میں محبت رکھنے والے جب ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں اور صلوٰۃ بھیجیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ان دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ۸۱

طبرانی میں یہ مرفوع حدیث بیان کی گئی ہے کہ جو شخص محبت و عقیدت سے "جَزَىٰ اللَّهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ أَقْدَرُ" پکارے گا اس کے لیے ستر فرشتے ثواب لکھتے رہیں گے اور یہ عمل ایک ہزار صبح تک جاری رہے گا۔ ۸۲ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو مجھ پر صبح کو دس بار درود بھیجے اور شام کو دس بار تو اس کے لیے میری شفاعت لازم ہوگی۔ ۸۳ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین آدمی قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سائے میں ہوں گے جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی چیز کا سایہ نہ ہوگا۔ ایک وہ شخص جو کسی مصیبت زدہ کی مصیبت ہٹائے، دوسرا وہ جو میری سنت کو زندہ کرے، تیسرا وہ جو میرے اوپر کثرت سے درود بھیجے۔ ۸۴

احادیث مبارکہ میں ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص سو بار درود بھیجے مجھ پر جمعہ کے دن اس کے اسی سال کے گناہ بخشے جائیں گے۔ ۸۵ حضرت ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ پر درود پڑھنا پل صراط پر گزرنے کے وقت نوز ہے اور جو شخص جمعہ کے دن اسی بار مجھ پر درود بھیجے اس کے اسی سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ ۸۶ حضرت سہل بن عبد اللہ سے نقل ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَالْآلِ سَلَامًا وَسَلَامًا**۔ اسی بار پڑھے اس کے

سال کے گناہ معاف ہوں۔<sup>۸۸</sup> ایک اور روایت میں آفریں "تسلیماً" کا اضافہ ہے۔  
 شفاء القلوب میں اسی بار پڑھنے کی بجائے ایک سو بار پڑھنے کا ذکر ہے۔<sup>۸۹</sup>  
 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص  
 جمعہ کے دن مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر لاکھ  
 بار درود شریف بھیجتے ہیں اور لاکھ گناہ جھاڑ دیتے ہیں اور جنت میں اس کے ایک لاکھ درجے  
 بلند فرماتے ہیں۔<sup>۹۰</sup> حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن سو بار مجھ پر درود پڑھے  
 جب وہ قیامت کے دن آئے گا، اس کے ساتھ ایسا نور ہوگا کہ اگر ساری مخلوق میں تقسیم  
 کر دیا جائے تو وہ سب کو حاوی ہو۔<sup>۹۱</sup>

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے  
 آپ کو جنت میں ایک قبۃ عطا کیا ہے جس کی چوڑائی تین سو سال کی مسافت ہے اور اسے  
 کرامت کی ہواؤں نے گھیر رکھا ہے۔ اس قبۃ مبارکہ میں صرف وہی لوگ داخل ہوں گے۔  
 جو حضور کی ذات گرامی پر کثرت سے درود پڑھتے ہیں۔<sup>۹۲</sup> رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا جو مجھ پر دن بھر میں پچاس بار درود پاک پڑھے قیامت کے دن میں اس سے  
 مصافحہ کروں گا۔<sup>۹۳</sup>

جو مومن سو بار درود و سلام پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کے ساتھ جنت میں  
 جگہ دے گا۔<sup>۹۴</sup> حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ ہے کہ جو شخص مجھ پر  
 روزانہ پانچ سو بار درود پاک پڑھے وہ کبھی محتاج نہ ہوگا۔<sup>۹۵</sup> درود و سلام پڑھنے والے کے  
 لیے دو فرشتے نجشش کی دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے ان دو فرشتوں  
 کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔<sup>۹۶</sup>

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارا ایک خادم نہایت فاسق و فاجر تھا۔ ہر وقت بڑے  
 کاموں میں مشغول رہتا۔ میں نے اس کے مرنے کے بعد اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ حضور

کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ٹہل رہا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اس فاسق و فاجر کو یہ عظمت اور مقام کیسے ملا۔ آپ نے فرمایا یہ میری شفاعت کا نتیجہ ہے کیونکہ یہ سونے سے پہلے جب بستر پر جاتا تو درود پڑھ لیا کرتا تھا اور سونے سے پہلے ایک ایک ہزار بار درود پڑھا کرتا تھا۔ حضرت ابو الحسن بغدادی نے ابن حاتم رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی وفات کے بعد عالم رویا میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم فرمایا پھر ابو الحسن بغدادی نے کہا مجھے بھی کوئی ایسا عمل بتائیں جس کی وجہ سے میں جنتی ہو جاؤں، ابن حاتم نے کہا ہزار رکعت نفل پڑھو اور ہر رکعت میں ہزار بار "قل ہو اللہ احد" پڑھو اور اگر اس کی طاقت نہیں تو ہرات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزار بار درود پاک پڑھا کر۔ ۹۸

ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگی سفر پر روانہ ہوئے۔ دوران سفر کھانا کھانے لگے۔ تمام صحابہ کو فرمایا کہ کسی کے پاس سالن ہے تو لے آؤ تاکہ تمام مل کر کھانا کھالیں۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آج تو کسی کے پاس کچھ بھی نہیں۔ اتنے میں ایک شہد کی مکھی کان پاس گھول گھول کرنے لگی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پوچھنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہتی ہے کہ ہمارے پاس بہت سا شہد ہے مگر ہم اسکو اٹھا کر نہیں لاسکتیں۔ اس لیے آپ کسی کو ہمارے ساتھ بھیج کر شہد منگالیں۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ اس مکھی کے پیچھے جائیں۔ وہ نہیں ایک غار میں لے گئی جہاں بہت بڑا چھتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی مرضی کے مطابق شہد لیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب میں تقسیم کر دیا۔ وہی مکھی دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر منڈلانے لگی۔ آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پوچھنے پر فرمایا کہ میرے معلوم کرنے پر اس نے شہد تیار کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ کہتی ہے کہ ہم میں سے ایک سردار مکھی ہوتی ہے۔ ہم تمام مکھیاں اس کے حکم سے پھولوں اور پھلوں سے رس جو س کر چھتے میں لاتی رہتی ہیں اور وہ اس پر درود پاک پڑھتی ہے۔ اس درود پاک کی برکت سے



مچیلوں اور پھولوں کی تاثیر بدل کر شہد کی مٹھاس میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ۹۹  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے فرمایا کہ جس بستی والے روزانہ مجھ پر  
 بار درود پاک نہ پڑھیں تو اس بستی سے بھاگ جا۔ کیونکہ اس بستی پر عذاب آتے والا ہے۔  
 صحیح ابن حجر کی نقل کیا ہے کہ ایک شخص صرف "صلی اللہ علیہ" پر اکتفا کرتا تھا۔ "وسلم" نہ لکھتا تھا۔ حضور  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو خواب میں ارشاد فرمایا تو اپنے آپ کو چالیس نیکیوں سے کیوں محروم رکھتا  
 ہے۔ یعنی "وسلم" میں چار حرف ہیں اور ہر نیکی پر دس گنا ثواب۔ لہذا "وسلم" کی چالیس نیکیاں ہوں گی۔

## دو شریف کثیر تعداد میں پڑھنے کی برکت

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں بعد موت کے کسی نے دیکھا تو پوچھا کہ تمہارے ساتھ اللہ  
 انی نے کیا کیا ہوں تے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا ہے۔ ان پانچ درودوں کے سبب  
 وہ بڑھا کرتے تھے۔ اس درود کو درود خمسہ بھی کہتے ہیں ۱۰۲ جو شخص درود خمسہ پڑھے گا، اسے  
 ایک ہزار حج اور ایک ہزار عمرے کا ثواب حاصل ہوگا۔ اگر ہر روز ایک ایک بار درود پڑھے تو اسے  
 سات نعمتیں حاصل ہوں گی۔ (۱) روزانہ میں برکت (۲) تمام کام آسان ہوں گے۔ (۳) نزع کے وقت  
 کلمہ نصیب ہوگا۔ (۴) جان کنی کی سختی سے محفوظ رہے گا۔ (۵) قبر میں وسعت ہوگی (۶) کسی کی  
 حاجی نہ ہوگی۔ (۷) مخلوق خدا میں محبت ہوگی ۱۰۳ مناسیح الحسنات میں ابن خاکہانی کی کتاب "مخیر"  
 سے نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ نیک صالح موسیٰ ضرر (نامیتا) بھی تھے۔ انہوں نے اپنا گزرا ہوا واقعہ  
 مجھ سے نقل کیا ہے کہ ایک جہاز ڈوبنے لگا اور میں اس میں موجود تھا اس وقت مجھ پر غنودگی سی  
 لاری ہوئی اور اسی حالت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو یہ درود تنجینا کی تعلیم فرمائی۔  
 اور ارشاد فرمایا کہ جہاز والے اس کو ہزار بار پڑھیں۔ تین سو بار پر نوبت پہنچی تھی کہ جہاز نے  
 نجات پائی۔ پھر حضرت محی الدین نے فرمایا کہ جو شخص "درود تنجینا" کو صبح و شام دس دس بار پڑھے  
 گا اس پر اللہ تعالیٰ کی رضا مندی نازل ہوگی۔ اللہ کے قہر سے نجات ملے گی اور اللہ تعالیٰ

اسے برائیوں سے محفوظ رکھے گا۔ اور اس کے عم واندوہ مٹ جائیں گے۔ ۱۰۵  
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ سونے سے پہلے چار  
 کام کر لیا کرو۔ سونے سے پہلے قرآن مجید ختم کر لیا کرو اور انبیاء کرام کو اپنے لیے قیامت کے  
 دن کے لیے شفیع بناؤ اور مسلمانوں کو اپنے سے راضی کر لو اور ایک حج و عمرہ کر کے سوؤ۔ اس  
 پر حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ یہ چار کام میں اس وقت نہیں کر سکتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے مسکرا کر فرمایا جب تو قتل ہو اللہ تین بار پڑھے گی تو نے گویا قرآن کریم ختم کر لیا۔ اور جب  
 تو مجھ سے پہلے نبیوں پر درود پاک پڑھے گی تو ہم سب تیرے لیے قیامت کے دن شفیع ہوں  
 گے اور جب مومنوں کے لیے استغفار کرے گی تو وہ سب تجھ سے راضی ہوں گے اور جب تو  
 تیسرا کلمہ پڑھے گی تو گویا تو نے حج و عمرہ کر لیا۔ ۱۰۶

سیدنا صدیق اکبرؓ کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو بال مبارک تھے۔ آپؐ نے بڑی  
 عقیدت و محبت سے تبرکاً رکھے تھے۔ کبھی اوقات حضرت صدیقؓ کے گھر قرآن پڑھنے کی آواز  
 سنائی دیا کرتی تھی۔ مگر پڑھنے والا دکھائی نہیں دیتا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اس سے سخت  
 تعجب کرتے۔ انھوں نے اس پڑھنے والے کے متعلق بڑی تحقیق کی تو آپؐ اس نتیجے پر پہنچے  
 یہ آواز حضورؐ کے بالوں سے آرہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبرؓ کی حال  
 دیکھ کر خواب میں فرمایا۔ صدیقؓ تمہیں معلوم نہیں کہ جہاں ہمارے بال ہوں وہاں اللہ  
 کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور خوش الحانی سے قرآن پڑھتے رہتے ہیں۔ ۱۰۷  
 حضرت عبدالشکور سلمیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کی تمہید میں لکھا ہے کہ جو مسلمان  
 درود ماہی قبرستان میں پڑھے گا۔ اس قبرستان میں مدفون سارے مردے عیس سال  
 تک عذابِ قبر سے محفوظ و مامون ہو جائیں گے۔ جو شخص درود پاک کو دو بار پڑھ کر بختم  
 گا اس قبرستان والوں کا چالیس سالہ عذاب ختم کر دیا جائے گا۔ مستقبل چالیس تک جو  
 میت دفن ہوگی۔ عذاب سے محفوظ رہے گی۔ تین بار یہ درود پڑھنے والے کے والدین

بخشتے جائیں گے اور چالیس ہزار فرشتے اللہ کی رحمت کا پیغام لاتے رہیں گے۔<sup>۱۰۸</sup>  
 علامہ دمیری نے حیوۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے بعد  
 با وضو ایک پرچے پر محمد رسول احمد رسول اللہ ﷺ بار لکھے اور اس پرچے کو اپنے ساتھ  
 رکھے، اللہ جل شانہ اس کو طاقت پر قوت عطا فرماتا ہے اور اس کی برکت میں مدد فرماتا ہے  
 اور شیاطین کے وساوس سے حفاظت فرماتا ہے اور اگر اس پرچے کو روزانہ طلوع  
 آفتاب کے وقت درود شریف پڑھتے ہوئے غور سے دیکھتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی زیارت خواب میں کثرت سے ہوا کرے گی۔<sup>۱۰۹</sup>

ایک کاتب کی عادت تھی کہ جب صبح کے وقت کتابت شروع کرتا تو اول ایک بار  
 درود شریف ایک بیاض جو اس غرض سے بنائی تھی، لکھ لیتا۔ اس کے بعد کام شروع کر  
 دیتا۔ جب اس کے انتقال کا وقت آیا تو غلبۂ آفریت سے خوف زدہ ہو کر کہنے لگا کہ دیکھو  
 وہاں جا کر کیا ہوتا ہے۔ ایک مخدوب آنکھے اور کہنے لگے بابا کیوں گھبراتا ہے۔ وہ بیاض  
 سرکار میں پیش ہے اور اس پر صادق بنے ہیں۔<sup>۱۱۰</sup>

اصحابِ صفہ نے بیان کیا ہے کہ جو شخص یہ درود پڑھ کر اللہ سے ستر بار بخشش  
 مانگے گا۔ اس کی دعائیں قبول ہوں گی اور اسے اولیاء اللہ کے درجات ملیں گے جس  
 مال سے زکوٰۃ ادا کر دی جائے اسے آگ نہیں جلاتی۔ جس جسم و زبان سے یہ درود پڑھا  
 جائے گا اسے آتش دوزخ نہیں جلا سکے گی۔ درود شریف یہ ہے۔ اللھمَّ صَلِّ

عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ<sup>۱۱۱</sup>

خلا دین کثیر رحمۃ اللہ علیہ پر جب جانکنی کی حالت طاری ہوئی تو اس کے سر کے نیچے سے ایک  
 ٹکڑا کاغذ کا ملاحظہ پر لکھا ہوا تھا۔ "هَذِهِ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ لِلْخَلَائِقِ كَثِيرٍ"

لوگوں نے اس کے گھر والوں سے پوچھا کہ اس کا عمل کیا تھا تو جواب ملا کہ یہ ہر  
 جمعہ کو ہزار بار درود پڑھا کرتے تھے۔<sup>۱۱۲</sup> اللھمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَالْآلِ وَسَلَّمَ



یہاں جمعہ کے بجائے جمعرات اور ہزار کی بجائے دس ہزار درود کا ذکر ہے۔  
امام شعرانی طبقات میں لکھتے ہیں کہ عارف باللہ سید ابوالموہب شافعی رحمہ

میں ایک ہزار بار اور رات کو ایک ہزار بار اس طرح درود پڑھا کرتے تھے۔ **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ** ۱۲ سیدنا امام شعرانی قدس سرہ نے  
درود پاک کی کم از کم تعداد کے متعلق فرمایا بعض علما کا قول ہے کہ کثرت کی کم از کم تعداد  
سو بار دن کو اور سات سو بار رات کو روزانہ اور بعض علما نے فرمایا کہ کثرت کی کم از کم تعداد  
سو چالیس بار دن کو اور تین سو چالیس بار رات کو روزانہ ہے۔ ۱۳

ایک بار چند کافر ایک جگہ بیٹھے تھے۔ ایک سائل آیا اور اس نے ان سے کچھ سوال  
انہوں نے تمسخر کے طور پر کہہ دیا کہ تم علیؑ کے پاس جاؤ اوہ تمہیں کچھ دیں گے۔ جب وہ  
سائل حضرت علیؑ کے پاس آیا اور کہا کہ میں تنگ دست ہوں۔ مجھے کچھ دیجئے۔  
وقت بظاہر کوئی چیز آپ کے پاس نہ تھی مگر فرست سے جان گئے کہ کافروں نے  
تمسخر کے لیے بھیجا ہے۔ آپ نے دس بار درود پاک پڑھ کر سائل کی ہتھیلی پر پھونک  
مار کر فرمایا یہ تمہیں ان کے پاس جا کر کھولنا۔ سائل کافروں کے پاس گیا تو انہوں نے  
پوچھا کہ تجھے کیا دیا ہے تو اس نے مسٹی کھولی تو سونے کے دنیاروں سے بھری ہوتی تھی  
یہ دیکھ کر کئی کافر مسلمان ہو گئے۔ ۱۴

حضرت ابوالموہب تیموسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک رات حضور پاک صلی اللہ  
علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے مجھ سے دریافت کیا تم ایک لاکھ انسانوں کو بخشانا چاہتے  
ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیسے ہوگا۔ آپ نے فرمایا  
تم نے ایک لاکھ بار درود پڑھا ہے اس کے اجر میں ایک لاکھ انسانوں کی بخشش  
کرا سکتے ہو۔ ۱۵ ایک شخص نے دربار نبوت میں حاضر ہو کر فقر و فاقہ اور تنگی سمعاش کی شکایت  
کی، تو اس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو اپنے گھر میں داخل ہو، تو سلام علیک



کہنا، چاہیے کوئی گھر میں ہو یا نہ ہو۔ پھر حج پر سلام عرض کرو "السلام علیک ایہا البنی و  
رحمۃ اللہ وبرکاتہ" اور ایک مرتبہ "قل ہو اللہ احد" پڑھو۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا تو اللہ  
تعالیٰ نے اس پر رزق کو کھول دیا۔ حتیٰ کہ اس کے ہمسایوں اور رشتہ داروں کو بھی اس  
رزق سے پہنچا۔<sup>۱۱۶</sup>

اگر کسی شخص کا کام نہ ہوتا ہو اور مشکلات حل نہ ہوتی ہوں تو سات روز تک کسی  
نماز کے بعد گیارہ بار درود بھیجے اس کے بعد "تسلیمات سبعہ" کو سات بار پڑھے۔  
مشکل حل ہوگی اور حاجت پوری ہوگی۔<sup>۱۱۷</sup> علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی نے نقل فرمایا  
کہ جو کوئی درود پاک الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ قلت حیلتی  
أدرکتی روزانہ تین سو بار دن رات میں پڑھے اور مصیبتوں اور پریشانیوں کے وقت  
ایک ہزار بار پڑھے۔ یہ حل مشکلات کے لیے تریاق مجرب ہے۔<sup>۱۱۸</sup> حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ تم ہر کام رومی، عیسائیوں کے خلاف کیا کرو۔ وہ اتوار کو اپنے بت خانہ میں جا کر  
پوجا کیا کرتے تھے۔ میری امت کے لوگوں کو چاہیے کہ اتوار کو نماز فجر کے بعد سورج طلوع  
ہونے تک بیٹھ کر درود شریف پڑھیں۔ دو نفل ادا کرنے کے بعد تلاوت قرآن کریں۔  
پھر سات دفعہ درود پاک پڑھیں۔ اس کلام پاک کا ثواب اپنے لیے، والدین کے لیے  
اور تمام مومنوں کے لیے طلب کریں۔ اگر کوئی حاجت ضروری ہو تو خدا سے طلب کریں  
الثناء اللہ پوری ہوگی۔<sup>۱۱۹</sup>

فمائل الصلوة والسلام میں ہے کہ "الصلوة المشیتة" کے پڑھنے سے وہ  
النوار و برکات حاصل ہوتے ہیں جن کی حقیقت سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔  
اور اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح ربانی حاصل ہوتی ہے اور صدق و  
اخلاص سے ہمیشہ پڑھنے والے کا سینہ کھل جاتا ہے، کاروبار میں کامیابی ہوتی ہے  
اور باطن اور ظاہر کی تمام آفتوں، بلاؤں اور باطنی و ظاہری بیماریوں سے اللہ تعالیٰ

کی حفاظت میں آجاتا ہے اور دشمنوں پر فتح پاتا ہے اور کاروبار میں اللہ تعالیٰ کی تائید سے توفیق دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایات اس کے شامل حال رہتی ہیں۔ اس درود شریف کا وظیفہ دو طرح سے ہے۔ (۱) نماز فجر کے بعد ایک مرتبہ اور نماز مغرب کے بعد ایک مرتبہ پڑھا جاتے۔ (۲) بعد نماز فجر ۳ بار بعد نماز مغرب ۳ بار، بعد نماز عشاء ۳ بار پڑھا جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو وہ ہزار مرتبہ پوری توجہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے، اللہ تعالیٰ حاجت پوری ہوگی۔ ۱۲۱۔ "صلوات فتح" چالیس کلمات ہیں۔ یہ مبارک صلوة ہے اور عمداً کے نزدیک مشہور و معروف ہے۔ جس مراد کے لیے پڑھا جاتے حاصل ہوگی۔ جو شخص چالیس روز فرض نماز کے بعد پڑھے، اس کی مشکل حل ہو جائے گی اور دشمن پر فتح یاب ہوگا اگر قید میں ہوگا تو حق تعالیٰ اس کو رہائی بخشے گا۔ اس کے خواص بہت زیادہ ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تصور میں دیکھ کر بالمشافہہ ان سے خطاب کرے۔ ۱۲۲۔ حضرت مجدد الدین ولی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک بوڑھی عورت نے مجھے بتایا کہ اسے جب بھی کوئی حاجت درپیش ہوتی تو وہ اپنا دامن پھیلا کر پانچ سو بار درود پاک پڑھا کرتی تھی تو وہ حاجت پوری ہو جایا کرتی تھی۔ ۱۲۳۔

اگر کسی کو کوئی مشکل درپیش ہو تو اسے چاہیے کہ آخر شب میں اٹھ کر وضو کر کے تہجد جس قدر ہو سکے پڑھے۔ اس کے بعد گیارہ بار درود شریف، گیارہ بار کلمہ طیبہ اور گیارہ بار استغفار پڑھ کر نقشِ تعلین سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باادب اپنے سر پر رکھے اور بتضرع تمام جناب باری تعالیٰ میں عرض کرے کہ الہی میں جس مقدس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشہ نعل اقدس کو سر پر لیے ہوں۔ ان کا ادنیٰ درجے کا غلام ہوں۔ الہی! اس نسبتِ غلامی پر نظر فرما کر اس نعل شریف کی برکت سے میری فلاں حاجت پوری فرمائیے۔ مگر خلاف شرح کوئی حاجت طلب نہ کرے۔ پھر سر پر سے

اس کو اتار کر اپنے چہرے پر ملے اور اس کو محبت کے ساتھ بوسہ دے۔ اشعار ذوق و شوق  
 لغرض از یاد عشق محمدی پڑھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عجیب کیفیت پائے گا۔ <sup>۱۲۷</sup> "اللَّهُمَّ  
 صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ" اس درود کو ایک تہرار بار پڑھنے  
 سے اللہ کی ایک سو رحمت نازل ہوتی ہے۔ جس سے پڑھنے والے کی ہر حاجت پوری

ہوتی ہے۔ اس کے غم و اندوہ ختم ہو جاتے ہیں اور لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں <sup>۱۲۵</sup>!

دل کی مختلف قسم کی بیماریوں کے لیے مندرجہ ذیل درود پاک آزمودہ ہے بعض  
 حضرات کو دل دھڑکنے، دل تڑپنے، دل بڑھنے، دل بیٹھنے، دل ڈوبنے کے کئی قسم کے  
 امراض ہوتے ہیں۔ ان کے لیے یہ درود پاک تین سویندہ بار پڑھنا ضروری ہے اللہ تعالیٰ

امراض قلبیہ سے شفا دے گا۔ درود شریف یہ ہے۔ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ  
 الْقُلُوبِ وَدَوَائِهَا وَعَافِيَةِ الْبَدَانِ وَشَفَائِهَا وَنُورِ الْأَبْصَارِ وَضِيَائِهَا وَبَارِكْ وَسَلِّمْ <sup>۱۲۶</sup>

ایک دن حضرت توکل شاہ صاحب نے فرمایا "ہمارا ہمیشہ کا معمول تھا کہ ہم عشاء

کے وقت درود پاک کی دو تسبیح پڑھ کر سوتے تھے۔ اتفاقاً ایک دن ناغہ ہو گیا۔ ہم  
 نے وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ فرشتے بہت ہی خوش الحانی سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی نعت پڑھ رہے ہیں اور تعریف کر رہے ہیں اور اسی آنا فرشتوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ  
 اے وضو کرنے والو! دو تسبیح درود پاک کی پڑھ لیا کرو! ناغہ نہ کیا کرو۔ <sup>۱۲۷</sup> جو شخص مندرجہ

ذیل درود شریف گیارہ سو گیارہ مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرے گا اس پر آگ اثر نہیں کرے  
 گی۔ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِ الْخَلَائِقِ وَأَفْضَلِ الْبَشَرِ <sup>۱۲۸</sup> ط

## زیارت ابی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خواہش میں عدد کی اہمیت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کتاب ترغیب الہل السعادات میں لکھا ہے کہ

جو شخص شب جمعہ میں دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیت الکرسی اور



گیارہ بار قل ہوا اللہ بڑھے اور بعد سلام کے سو بار درود پڑھے۔ انشاء اللہ تین جمعے نہ گزرنے  
پائیں گے کہ زیارت نصیب ہوگی۔ وہ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ  
وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلِّمْ ۱۲۹

امام قسطلانی کے مطابق جو کوئی نماز عشاء کے بعد درود عبدوسی پڑھ کر سورۃ اخلاص  
پڑھے اور پھر تین تین بقی اموذ برب الفلق اور قل اموذ برب الناس پڑھ کر کسی  
بات کیے بغیر سوئے، اسے بے پناہ ثواب ہوگا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بھی  
ہوگی۔ ۱۳۰ جو شخص دو رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد کے بعد پچیس بار قل ہوا اللہ اور سلام کے  
بعد یہ درود شریف ہزار بار پڑھے، دولت زیارت نصیب ہوگی۔ وہ درود شریف یہ ہے۔  
صَلِّ اللّٰهُ عَلٰی النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ۱۳۱ بعض اکابر سے روایت ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
پر جمعہ کی رات تین ہزار بار درود شریف بھیجے تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سرچا خواب  
میں زیارت کرے گا ۱۳۲

جو شخص یہ ارادہ کرے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے، وہ یہ درود پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ  
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نَّصَلِّيَ عَلَيْكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا هَرَأَقَلْنَا اَللّٰهُمَّ  
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا تَعَبَّ وَتَرْضٰی۔ جو شخص اس درود شریف کو طاق عدد کے موافق پڑھے  
گا، وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کرے گا اور اس پر اس کا بھی اضافہ کرنا چاہیے  
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْدَاخِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَجْسَادِ  
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِي الْقُبُوْرِ۔ ۱۳۳ درود لکھی کو ایک بار پڑھنے سے ایک لاکھ  
درود پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ اسے پاکیزہ کپڑوں میں اور پاکیزہ مقام پر پڑھنا چاہیے اور پڑھتے  
پڑھتے سو جانے سے حضور کی زیارت نصیب ہوتی ہے ۱۳۴

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے مطابق جو شخص بوقت سونے سے پہلے چند بار اس

درود کو پڑھے اس کو رویت نصیب ہوگی۔ اَللّٰهُمَّ رَبِّ الْجَلِّ وَالْحَرَمِ وَرَبِّ



الشَّعْرَ الْحَرَامِ وَرَبِّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَرَبِّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ اَبْلَغُ لِمُدْحِ سَيِّدِنَا

وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَبْنَى السَّلَامِ ۱۲۵ حضرت محمدی فالسی رحمۃ اللہ علیہ

لکھتے ہیں کہ جو شخص "درود مستغاث" ستر بار پڑھے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے خواب میں اپنی زیارت سے مشرف فرمائیں گے۔ ۱۲۶ نوپندی جمعرات کو بعد نماز عشاء با وضو ہو کر "درود تاج" پڑھنا چاہیے اور اسے ستر بار پڑھنا پڑھتا سو جائے۔ انشاء اللہ گیارہویں رات کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوگی۔ دل کی صفائی کے لیے بعد نمازِ فجر سات بار پڑھنا چاہیے۔ بعد از نمازِ عصر تین بار اور عشاء کے وتروں کے تین بار پڑھنا چاہیے۔ اس درود پاک کی برکت سے طاعون جیسی وبا تیس اور آسیب کے اثرات دور ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی بیمار پر پڑھ کر زیادہ بار پڑھو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے شفا دیتا ہے۔ ۱۲۷

بعض بزرگوں کا بیان ہے کہ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تمنا ہو، عشاء کے وقت دو رکعت نماز ادا کرے۔ ہر رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد تین تین بار سورۃ قل ہو اللہ بڑھے۔ پھر عشاء کی نماز پڑھ کے کسی سے بات نہ کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد سات سات بار سورۃ قل ہو اللہ اور درود شریف پڑھے اور سجدے میں سات سات بار استغفار اور درود اور تیسرا کلمہ پڑھے۔ اس کے بعد بیٹھے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ کہے "يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا رَحْمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا رَحْمَنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا يَا اِلَهَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ يَا رَبِّ يَادَّبِ يَا اِلَهَ يَا اِلَهَ يَا اِلَهَ" پھر ناک بھپوتے پر دہائی

کروٹ قبلہ رخ سو رہے اور جب تک اس کو نیند نہ آئے، برابر درود پڑھتا رہے۔ پہلی رات میں اس کو زیارت نصیب ہوگی اگر نہ ہو تو دوسری یا تیسری میں، زیادہ سے زیادہ بیٹھتے تک ان شاء اللہ ضرور زیارت سے مشرف ہوگا۔ ۱۲۸

# درو پاک پڑھنے میں عدد کی اہمیت

ایک شخص سلطان محمود غزنوی کے پاس آیا اور بتایا کہ میری شدید خواہش تھی کہ مجھے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو اور میں اپنے دل کا غم ان سے عرض کرو ایک دن میری قسمت کا ستارہ چمکا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مجھے حاصل ہوئی۔ میں نے ان سے عرض کی کہ مجھ پر ہزار دہم قرض ہے اور ادا کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلطان محمود غزنوی کے پاس جا کر یہ رقم لے لو۔ بطور نشانی اسے کہنا کہ پہلی رات جب تو سوتے لگتا ہے تو مجھ پر تیس ہزار بار درود بھیجتا ہے اور اخیر شب جب تو بیدار ہوتا ہے تو اس وقت بھی تیس ہزار درود بھیجتا ہے۔ جب سلطان محمود غزنوی نے سنا تو وہ رونے لگا اور اس خواب کی تصدیق کی اور اس کا قرضہ ادا کر دیا۔ درباریوں نے حیران ہو کر کہا اے سلطان اس شخص نے ناممکن بات کی اور آپ نے تصدیق کر دی۔ اگر کوئی شخص پوری مشقت اور کوشش سے رات اور دن کی تمام گھڑیوں اور اوقات کو صرف کر دے تو بھی ساٹھ ہزار درود شریف بھیجنا مشکل ہے۔ حالانکہ ہم نے آپ کو کبھی درود شریف پڑھتے نہیں دیکھا۔ سلطان محمود غزنوی نے کہا کہ میں نے علماء سے سنا ہے کہ جو کوئی یہ درود پڑھے تو دس ہزار درود شریف بھیجتے کی طرح ہے۔ میں تین مرتبہ اول رات اور تین مرتبہ آخر رات پڑھتا ہوں اور لیتن رکھتا ہوں کہ میں نے ساٹھ ہزار بار پڑھا ہے۔ اب یہ آدمی جو پیغام لایا ہے تو رونا اس خوشی کی وجہ سے ہے کہ علماء کا کہنا سچ تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ ہونے کی گواہی دے دی۔ درود شریف یہ ہے **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ**

مَا اخْتَلَفَ الْمَلَأَنَ وَتَعَاقَبَ الْعَصْرَانَ وَكَرَّ الْجَدِيدَانَ وَاسْتَقَلَّ الْفَرَقْدَانَ

وَبَلَّغْ رَوْحَهُ وَأَرْوِجْ أَهْلَ بَيْتِهِ مِنَّا تَحِيَّةً وَالسَّلَامَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيهِ

کثیراً ۱۳۹

یہ درود پاک پڑھنے سے دس ہزار درود پاک کا ثواب ملتا ہے۔ اس بات کی بشارت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دی ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ وَعَدَدَ مَا نَفَلَ مِنْ ذِكْرِهِ

الْخَافِلُونَ ط ۱۴۰

یہ درود ایک بار پڑھنے سے ستر ہزار مرتبہ درود پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ اس درود کو "صلوة کمالیہ" بھی کہتے ہیں۔ درود شریف یہ ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْقَامِلِ وَعَلَى آلِهِ كَمَا لَا

نِهَآيَةَ لِكَمَالِكَ وَعَدَدَ كَمَالِهِ ۱۴۱

اگر صلوة النور الذاتی کو ایک بار پڑھا جائے تو ایک لاکھ بار درود شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ درود شریف یہ ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الذَّاتِي السَّارِي فِي جَمِيعِ الْأَشْيَاءِ وَالْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ ۱۴۲

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس درود شریف کو ایک بار پڑھا جائے تو لاکھ بار درود شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ اس درود کو صلوة السعادة بھی کہتے ہیں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِي يَدِ اللَّهِ صَلَوةً دَائِمَةً بَدَ دَامِ

مَلِكِ اللَّهِ ۱۴۳ حضرت قبلہ الحاج پیر غوث محمد صاحب حیشتی مبارکی رحمۃ اللہ علیہ کی بیاض

میں یہ درود پاک پایا گیا۔ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مَائِيَّةً

أَلْفِ مَرَّةٍ ترجمہ یہ۔ یا اللہ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزارہ کی گنتی کے

مطابق (ایک لاکھ ضرب ایک ہزار) یعنی دس کروڑ بار درود بھیج۔ ۱۴۴

ذخیرۃ المذکرین میں وارد ہے کہ صلوات امت میں سے ایک شخص موسم بہار

میں صحر کی طرف نکلا اور اس نے سرسبز درختوں اور پھولوں اور کلیوں کا مشاہدہ کیا تو یہ

درو پڑھا۔ ہاتھ غیبی نے آواز دی کہ اے درود بھیجنے والے ان کلمات کا ثواب لکھنے کی وجہ سے تو نے کراما کا تبین کو مشقت میں ڈال دیا ہے۔ اور حد سے زیادہ درجات کا مستحق ٹھہرایا گیا اور کہا کہ نئے سرے سے نئے اعمال بجالو کیونکہ تمہاری ساری برائیوں کو بخش دیا گیا ہے۔ درود شریف یہ ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ دَرَقِ هَذِهِ الْأَشْجَارِ وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ  
الْوُرْدِ وَالْأَنْوَارِ وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ قَطْرِ الْأَنْهَارِ وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ  
رَمْلِ الْقَفَارِ وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ دَوَابِّ الْبَرَارِيِّ وَالْبَعَارِ

ترجمہ: اے اللہ درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ان درختوں کے پتوں کے شمار کے برابر اور  
دروود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پھولوں اور گلیوں کے شمار کے برابر اور درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم پر بارش کے قطروں کے برابر اور درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بیابان کی ریت کے  
شمار کے مطابق اور درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خشکیوں اور سمندروں کے جانداروں کے  
شمار کے مطابق۔ ۱۲۵

## کثرتِ درود

ایک شخص کے ذمہ پانچ صد درہم قرضہ تھا مگر حالات ایسے تھے کہ وہ قرضہ  
ادا نہیں کر سکتا تھا۔ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالم روایا میں دیدار نصیب ہوا۔  
اور اپنی پریشانی کی تمکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے امتی کی پریشانی کی کہانی  
سن کر فرمایا تم ابوالحسن کیسائی کے پاس جاؤ اور میری طرف سے اسے کہو کہ وہ تمہیں پانچ  
سو درہم دے وہ نیشاپور میں ایک سخی مرد ہے۔ ہر سال دس ہزار غریبوں کو کپڑے  
دیتا ہے اور اگر وہ کوئی نشانی طلب کرے تو کہہ دینا کہ تم ہر روز دربار رسالت میں سو بار  
دروود پاک کا تحفہ حاضر کرتے ہو مگر کل تم نے درود پاک نہیں پڑھا۔ وہ شخص بیدار ہوا۔



اور ابوالحسن کیسائی کے پاس پہنچ گیا اور اپنا حال نزار بیان کیا تو اس نے کوئی توجیہ نہ دی مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دیا اور نشانی بتائی تو ابوالحسن سنتے ہی تخت سے زمین پر گر پڑا اور سجدہ شکر بجایا اور پھر کہا اے بھائی یہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک راز تھا کوئی دوسرا اس راز سے واقف نہ تھا۔ واقعی کل میں درود پاک پڑھنے سے محروم رہا تھا۔ اسے دو ہزار پانچ سو درہم دے کر کہا ایک ہزار درہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پیغام لانے کے اور ایک ہزار درہم یہاں تشریف لانے کے اور پانچ سو درہم سرکار کے حکم کی تکمیل ہے اور اگر آئندہ کبھی کوئی ضرورت پیش آئے تو میرے پاس تشریف لائیں <sup>۱۲۶</sup> حافظ ابونعیم حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ باہر جا رہا تھا۔ میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ جب وہ قدم اٹھاتا ہے یار کھتا ہے تو درود شریف پڑھتا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کسی علمی دلیل سے تیرا یہ عمل ہے یا محض اپنی راتے سے تو ایسے پڑھتا ہے۔ اس نے کہا۔ میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا۔ میری ماں وہیں فوت ہو گئی۔ اس کا منہ کالا ہو گیا اور اس کا پیٹ بھول گیا جس سے مجھے یہ اندازہ ہو گیا کہ کوئی بہت بڑا گناہ ہوا ہے۔ اس سے میں نے اللہ جل شانہ کی طرف دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ یعنی حجاز سے ایک ابراہیم سے ایک آدمی ظاہر ہوا اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا جس سے وہ بالکل روشن ہو گیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا جس سے درم بالکل جاتا رہا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو آپ نے دور کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ میں نے عرض کی مجھے کوئی وصیت کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی قدم رکھا کرے یا اٹھایا کرے تو اللہم صل علی محمد و علی آل محمد پڑھا کر <sup>۱۲۷</sup>

قرآن پاک اور احادیث پاک سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیمات میں عدد کی اہمیت

مسلم ہے۔ خاص طور پر درود و سلام کے حوالے مختلف صیغے ایک خاص تعداد میں پڑھنے کے فوائد اور برکات بتائے گئے ہیں۔ بنیاً نچہ جب شعر آ کر ام نے اپنی طبع منوروں سے مدحتِ مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا کام لیا تو درود و سلام پیش کرنے کی حالت میں مختلف اعداد کا سہارا لیا۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی نے "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کہا تو ان کے تتبع میں بہت سے مدحت گران سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) نے "لاکھوں سلام" پیش کیے۔ اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ "صلوٰۃ التور الذاتی" ایک بار پڑھا جائے تو ایک لاکھ بار درود پاک پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ "صلوٰۃ السعادة" کو ایک بار پڑھنے سے چھ لاکھ بار درود شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ یوں "لاکھوں سلام" بارگاہِ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کرنے کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

① ۴۲: ۳۰ ② واجد رضوی، سید۔ القرآن (احمدیہ)

حواشی: ③ محمد شریف، چوہدری۔ اعداد القرآن

ناشرانِ قرآن لمیٹڈ، لاہور ④ البقرہ - ۲۵۵ ⑤ الطلاق ۱۳ / ریاض احمد نجم، کپٹن، قرآن

اور آثار کاٹھنات - ص ۱۵۰ ⑥ مؤمنون: ۱۲ / غلام جیلانی برقی، ڈاکٹر - دو قرآن - ص ۹۳

⑦ تم سجدہ: ۹-۱۲ ⑧ کہف: ۲۵، ۲۶ / غلام جیلانی برقی، ڈاکٹر - معجم القرآن - ص ۹۸ ⑩

⑪ کہف: ۱۰۹ ⑫ النور: ۴۵ ⑬ البقرہ: ۲۵۹ ⑭ البقرہ: ۲۸۲ / محمد رفیق چوہدری

⑮ حدیث قرآن کی تشریح کرتی ہے - ص ۵۶ ⑯ سورۃ القدر ⑰ التوبہ: ۳۶ ⑱

دو قرآن - ص ۲۰۵، ۲۰۶ ⑲ عبد الحکیم، حکیم قاضی محمد - احادیث مبارکہ - ص ۳ /

شاہنواز، سید (مترجم) حدیث قدسی - ص ۱۲۲ ⑳ محدث ہزاروی - مواہب النبویہ

ص ۲۳ ㉑ بیہقی - امام - ترجمہ مختصر شعب الایمان - ص ۲۰ ㉒ عبد الغفار حسن عمر پوری

مولانا - انتخاب حدیث - ص ۵۸ ㉓ افتخار احمد بلخی - جواہر رسالت - ص ۵۶

- (۲۲) صاحبِ دل، حدیثِ دلبر - ص ۸۹، ۹۰ (۲۳) غلامِ سرور، حکیم مولوی - احادیثِ اربعین فی شانِ انیسِ الغریبین - ص ۱ (۲۴) حدیثِ قرآن کی تشریح کرتی ہے - ص ۲۵ (۲۵) انتخابِ حدیث - ص ۷۲ (۲۶) ترجمہ مختصر شعب الایمان - ص ۹۱ / تبلیغی نصاب (باب فضائلِ درود شریف) - ص ۹۲، ۹۳ [اب تبلیغی نصاب "فضائلِ اعمال" یا اور ناموں سے یوں بھی شائع کیا جا رہا ہے کہ اس میں فضائلِ درود شریف کا باب حذف کر دیا گیا ہے] (۲۷) جواہرِ رسالت - ص ۱۱۶ / انتخابِ حدیث - ص ۵۹، ۶۰ (۲۸) انتخابِ حدیث - ص ۸۷، ۸۸ / جواہرِ رسالت - ص ۳۴، ۳۵، ۳۶ (۲۹) احادیثِ مبارکہ - ص ۵ (۳۰) حدیثِ دلبر - ص ۹۱ (۳۱) احادیثِ اربعین فی شانِ انیسِ الغریبین - ص ۷۲ (۳۲) حدیثِ قرآن کی تشریح کرتی ہے - ص ۳۵ (۳۳) ایضاً - ص ۳۷ (۳۴) ترجمہ مختصر شعب الایمان - ص ۴۲ (۳۵) جواہرِ رسالت - ص ۸۱ / حدیثِ قرآن کی تشریح کرتی ہے - ص ۱۵ (۳۶) حدیثِ قدسی - ص ۱۴۴ (۳۷) حدیثِ قرآن کی تشریح کرتی ہے - ص ۲۹، ۳۰ (۳۸) احادیثِ مبارکہ - ص ۵ (۳۹) ترجمہ مختصر شعب الایمان - ص ۷۶ / انتخابِ حدیث - ص ۷۹ (۴۰) انتخابِ حدیث - ص ۸۶ (۴۱) جواہرِ رسالت - ص ۱۳۵، ۱۳۶ (۴۲) احادیثِ مبارکہ - ص ۸، ۹ (۴۳) حدیثِ دلبر - ص ۷۲ (۴۴) انتخابِ حدیث - ص ۹۵ (۴۵) تبلیغی نصاب - باب چہارم - ص ۵۲ / جواہرِ رسالت - ص ۱۰۴ (۴۶) حدیثِ قرآن کی تشریح کرتی ہے - ص ۲۴ (۴۷) احادیثِ مبارکہ - ص ۲۰ (۴۸) ترجمہ شعب الایمان - ص ۸۸، ۸۹ (۴۹) احادیثِ مبارکہ - ص ۱۵-۱۶ (۵۰) انتخابِ حدیث - ص ۱۰۹ (۵۱) حدیثِ قدسی - ص ۱۴۷، ۱۴۸ (۵۲) جواہرِ رسالت - ص ۱۱۱-۱۱۲ / احادیثِ مبارکہ - ص ۲۴ / ترجمہ مختصر شعب الایمان - ص ۹۷ (۵۳) انتخابِ حدیث - ص ۷۵ (۵۴) حدیثِ قرآن کی تشریح کرتی ہے - ص ۷۵ (۵۵) حدیثِ قدسی - ص ۱۵۰ (۵۶) ترجمہ مختصر شعب الایمان - ص ۴۲ (۵۷) انتخابِ حدیث - ص ۲۱۱ (۵۸) حدیثِ قرآن کی تشریح کرتی ہے - ص ۴۷ (۵۹) مختصر شعب الایمان



- ص ۱۰۴ - ۶۰) حدیث قدسی - ص ۱۵۱، ۱۵۲ (۶۱) تبلیغی نصاب، باب فضائل درود  
 تشریف - ص ۱۰ / محمد ہاشم، سید - فضائل درود و سلام - ص ۶۴ / محمد سعید شبلی - فضائل  
 الصلوٰۃ والسلام - ص ۱۸ / محمد امین، مفتی - آبِ کوثر - ص ۸ / مفتی عنایت احمد کاکوروی  
 فضائل درود و سلام - ص ۱۶ / محمد برکت علی لودھیانوی، ابوانیس محمد - یصلون علی النبی ص  
 ۱۳۵، ۱۳۶ (۶۲) محمد برکت علی - یصلون علی النبی ص ۵ / محمد نبی بخش - شفاء القلوب  
 ص ۱۵۱ (۶۳) محمد امین - آبِ کوثر - ص ۷۱ (۶۴) محمد عاشق الہی - تبلیغی نصاب - باب  
 فضائل درود تشریف - ص ۱۳ / محمد برکت علی - یصلون علی النبی ص ۱۰۱ / عنایت احمد  
 کاکوروی، مفتی - ص ۱۷ / محمد ہاشم، سید - فضائل درود و سلام - ص ۶۵ (۶۵) محمد اشرف  
 علی - زاد السعید - ص ۸ / محمد امین، مفتی - آبِ کوثر - ص ۱۱ (۶۶) محمد برکت علی - یصلون علی  
 النبی ص ۶ / محمد ہاشم، سید - فضائل درود و سلام - ص ۶۹ / آبِ کوثر - ص ۳۳  
 (۶۷) یصلون علی النبی ص ۱۰۱ / محمد ہاشم، سید - فضائل درود و سلام - ص ۶۸ / آبِ کوثر  
 ص ۲۲ (۶۸) یصلون علی النبی - ص ۱۱۰، ۱۱۱ (۶۹) محمد نبی بخش - شفاء القلوب  
 ص ۱۶۵ (۷۰) شفاء القلوب - ص ۱۶۷ (۷۱) محمد سعید شبلی - فضائل الصلوٰۃ والسلام  
 ص ۲۱ / شفاء القلوب - ص ۱۵۶ (۷۲) محمد سعید شبلی - فضائل الصلوٰۃ والسلام - ص ۲۴  
 (۷۳) تبلیغی نصاب - باب فضائل درود تشریف - ص ۹۱ / زاد السعید - ص ۱۸ - شفاء القلوب  
 ص ۱۹۱، ۱۹۲ (۷۴) آبِ کوثر - ص ۴۰ / شفاء القلوب - ص ۲۲۶ / یصلون علی النبی - ص ۱۰۴  
 (۷۵) یصلون علی النبی - ص ۸۱، ۸۲ (۷۶) عنایت احمد کاکوروی - فضائل درود و سلام - ص ۴۶  
 (۷۷) یصلون علی النبی - ص ۱۹ / محمد ہاشم، سید، فضائل درود و سلام - ص ۶۶ / آبِ کوثر -  
 ص ۴۱ (۷۸) زاد السعید - ص ۱۸ / تبلیغی نصاب - فضائل درود تشریف - ص ۹۱ /  
 عنایت احمد کاکوروی - فضائل درود و سلام - ص ۳۰ (۷۹) اشرف علی، مولانا - زاد السعید  
 ص ۱۰ / یصلون علی النبی - ص ۵۶ / آبِ کوثر - ص ۴۰ / محمد ہاشم، سید - فضائل درود



- سلام - ص ۹۶، ۸۰) شفاء القلوب - ص ۱۵۶ (۸۱) محمد هاشم سعید شریف
- فضائل درود و سلام ص ۱۱۳ (۸۲) شفاء القلوب ص ۲۳۶، ۲۳۷ / تبلیغی نصاب باب فضائل درود شریف
- ص ۸۳) تبلیغی نصاب، باب فضائل درود شریف ص ۱۵ / عنایت احمد
- کاکوروی - فضائل درود و سلام ص ۲۲ / زادا سعید - ص ۱۰ -
- (۸۴) تبلیغی نصاب - باب فضائل درود شریف - ص ۱۵ -
- (۸۵) آب کوثر ص ۱۵۱، ۱۵۲ عنایت احمد کاکوروی - فضائل درود و سلام ص ۲۶
- (۸۶) لیصلون علی النبی - ص ۱۲۷ / تبلیغی نصاب - باب فضائل درود شریف
- ص ۳۹ (۸۷) تبلیغی نصاب - ص ۲۰ - (۸۸) محمد سعید شبلی - فضائل الصلوة والسلام
- ص ۲۴ / آب کوثر - ص ۶۷ (۸۹) شفاء القلوب - ص ۱۹۰ (۹۰) لیصلون علی النبی - ص ۱۲۴
- (۹۱) لیصلون علی النبی - ص ۱۲۷ - آب کوثر - ص ۶۵ (۹۲) آب کوثر - ص ۵۷ (۹۳) آب
- کوثر - ص ۵۶ / محمد سعید شبلی - ص ۲۰ - (۹۴) محمد سعید شبلی - فضائل الصلوة والسلام ص ۲۳
- (۹۵) آب کوثر - ص ۲۴۲ (۹۶) محمد سعید شبلی - فضائل الصلوة والسلام - ص ۲۳ (۹۷) شفاء
- القلوب - ص ۲۳۷، ۲۳۸ / آب کوثر - ص ۱۸۱، ۱۸۲ (۹۸) لیصلون علی النبی - ص
- ۱۴۴، ۱۴۵ / آب کوثر - ص ۱۵۸، ۱۵۹ / تبلیغی نصاب - ص ۹۳ (۹۹) شفاء القلوب
- ص ۲۳۶ / آب کوثر - ص ۱۷۸، ۱۷۹ (۱۰۰) آب کوثر - ص ۷۹ (۱۰۱) مولانا اشرف علی
- تھانوی - زادا سعید - ص ۲۲ - تبلیغی نصاب - باب فضائل درود شریف - ص ۸۷ /
- عنایت احمد کاکوروی - فضائل درود و سلام - ص ۲۲ (۱۰۲) عنایت احمد کاکوروی - فضائل درود
- و سلام - ص ۲۹، ۳۰ / زادا سعید - ص ۱۷ / تبلیغی نصاب - باب فضائل درود شریف
- ص ۹۱ (۱۰۳) شفاء القلوب - ص ۲۸۵، ۲۸۶ (۱۰۴) محمد سعید شبلی - فضائل الصلوة والسلام
- ص ۳۷، ۳۸ / آب کوثر - ص ۱۳۲ / تبلیغی نصاب، باب فضائل درود شریف ص ۸۹ /
- زادا سعید - ص ۱۵ / لیصلون علی النبی - ص ۱۴۲، ۱۴۳ / محمد عنایت احمد کاکوروی، فضائل

- دروود و سلام - ص ۳۱، ۳۲ / شفاء القلوب - ص ۱۹۲، ۱۹۳ - (۱۰۵) شفاء القلوب - ص ۱۹۴
- (۱۰۶) آبِ کوثر - ص ۸۴ (۱۰۷) شفاء القلوب ص ۲۵۲ (۱۰۸) ایضاً (۱۰۹) تبلیغی نصاب، باب فضائلِ درود شریف - ص ۵۱ (۱۱۰) زاد السعید - ص ۱۴، ۱۷ (۱۱۱) شفاء القلوب - ص ۱۹۹
- (۱۱۲) فضائل الصلوٰۃ والسلام - ص ۱۲ (۱۱۳) آبِ کوثر - ص ۱۱۱ (۱۱۴) آبِ کوثر - ص ۱۲۲، ۱۲۳ / شفاء القلوب - ص ۲۷۳ (۱۱۵) شفاء القلوب - ص ۱۱۱ (۱۱۶) آبِ کوثر - ص ۵۵ (۱۱۷) یصلون علی النبیؐ - ص ۱۴۵ (۱۱۸) آبِ کوثر - ص ۱۰۴ (۱۱۹) شفاء القلوب - ص ۲۹ -
- (۱۲۰) فضائل الصلوٰۃ والسلام - ص ۱۵۲، ۱۵۳ (۱۲۱) شفاء القلوب - ص ۲۷۰ (۱۲۲) زاد السعید ص ۶۶ (۱۲۳) شفاء القلوب - ص ۱۹۲ (۱۲۴) ایضاً ص ۲۶۰ (۱۲۵) آبِ کوثر ص ۱۵۸
- (۱۲۸) شفاء القلوب - ص ۲۲۱ (۱۲۹) زاد السعید - ص ۱۳، ۱۳ / فضائلِ درود و سلام (از مفتی عنایت احمد کاکوروی) ص ۳۵ / تبلیغی نصاب، باب فضائلِ درود شریف - ص ۶۹ (۱۳۰) شفاء القلوب - ص ۲۷۰ (۱۳۱) زاد السعید - ص ۱۳ - فضائلِ درود و سلام (کاکوروی) ص ۶۶ / یصلون علی النبیؐ ص ۱۳۱ / شفاء القلوب - ص ۲۷۴، ۲۷۷ (۱۳۲) یصلون علی النبیؐ - ص ۱۳۲
- (۱۳۳) تبلیغی نصاب - ص ۶۹ (۱۳۴) شفاء القلوب - ص ۲۸۴ (۱۳۵) فضائلِ درود و سلام (کاکوروی) ص ۳۵ (۱۳۶) شفاء القلوب - ص ۲۶۶، ۲۶۷ (۱۳۷) شفاء القلوب ص ۲۵۴
- (۱۳۸) فضائلِ درود و سلام (کاکوروی) ص ۲۱، ۲۲ (۱۳۹) یصلون علی النبیؐ ص ۱۳۷ - ۱۴۱ (۱۴۰) شفاء القلوب - ص ۲۴۸ (۱۴۱) درود شریف کے فوائد - ص ۴۳ [ یہ کتاب محترم فیاض حسین چشتی نظامی نے مرتب اور شائع کی لیکن احباب کے کافی اصرار کے باوجود اس پر اپنا نام نہیں لکھا ] / فضائل الصلوٰۃ والسلام (سعید شبلی) ص ۶۶ (۱۴۲) فضائل الصلوٰۃ والسلام (شبلی) ص ۴۳ / درود شریف کے فوائد، ص ۳۸، ۳۹ (۱۴۳) فضائل الصلوٰۃ والسلام - ص ۴۴ / درود شریف کے فوائد - ص ۳۹، ۴۰ (۱۴۴) درود شریف کے فوائد - ص ۴۱ / فضائل الصلوٰۃ والسلام - ص ۴۵ (۱۴۵) یصلون علی النبیؐ - ص ۱۳۶، ۱۳۷

- (۱۳۶) آبِ کوثر - ص ۱۱۷، ۱۱۸، (۱۳۷) تیلیقی لصاب - باب فضائل درود شریف - ص ۱۱۳ -  
 (۱۳۸) فضائل صلوة والسلام (محمد سعید شبلی) ص ۲۳ / درود شریف کے فوائد - ص ۳۸، ۳۹  
 (۱۳۹) ایضاً - ص ۲۲ / ایضاً - ص ۳۹، ۴۰ -



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 بِمَنْعِ الْوَعْدِ بِمَلَكِهِ  
 شَيْخِ الْأَعْمَى جَمَالِهِ  
 حَسْبُكُمْ جَمْعُ صَلَاتِهِ  
 صَلُّوا عَلَيْهِ وَارْحَمُوهُ

وَاللَّهُ  
 عَزَّ وَجَلَّ  
 وَرَبُّ  
 الْعَالَمِينَ



# دُرُودِ شَرِيفِ — کس کس کی سُنَّت

سورۃ اعزاب کی اس آیت کریمہ کو بار بار دُہرانے سے اور اس میں موجود حکم کی تعمیل کرنے اور دوسروں کو اس کی تعمیل پر راغب کرنے سے اہل ایمان کے درجات بلند ہو سکتے ہیں، اس لیے ہم اسے مضمون کے آغاز میں نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ  
 آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۗ رَبِّ شَكَ اللَّهُ اور اس کے  
 فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ مومنو! تم بھی حضور صلی اللہ علیہ  
 وسلم پر درود بھیجو اور سلام بھیجو جیسا کہ سلام بھیجنے کا حق ہے۔  
 اس آیت کریمہ میں یہ حقیقت پہلے واضح کر دی گئی ہے کہ خالق و مالک حقیقی جل شانہ  
 اور اس کے جلیل القدر اور مقرب فرشتے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود  
 بھیجتے ہیں حقیقت کے اس اظہار و اعلان کے بعد اہل ایمان کو ہدایت دی گئی، انہیں  
 حکم دیا گیا کہ وہ بھی اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ و الثناء پر درود بھیجیں اور درود کے ساتھ ساتھ  
 خوب خوب سلام بھی بھیجیں۔ مطلب یہ ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل  
 کرتے ہوئے اس احساسِ تفاعل سے بھی مملو رہیں کہ اس کام میں تعمیل حکم اور تعمیل فرض  
 کے ساتھ وہ اللہ کریم اور اس کے فرشتوں کی سنت پر بھی عمل کر رہے ہیں۔ چنانچہ

درودِ پاک پڑھنے کی سعادت سے بہرہ ور ہونا اللہ تعالیٰ اور ملائکہ مقربین کی سنت پر عامل ہونا بھی ہے۔

فرشتے ایسی مخلوق ہیں جس پر ایمان لانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس مخلوق کی فضیلت یہ ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درودِ پاک بھیجتے رہتے ہیں اور تاقیامت ایسا کرتے رہیں گے۔ درودِ شریف پڑھنے والے انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ ان فرشتوں کی سنت پر بھی عمل پیرا ہوتے ہیں، اس لیے ان پر فرشتوں کی طرف سے بہت شفقت کا یہ عالم ہے کہ ”ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کے چاروں مقرب فرشتے حاضر ہوئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ پر کوئی دس بار درودِ پاک پڑھے گا تو میں اسے پل سراط سے بچوں کی تیزی سے گزار دوں گا۔ حضرت میکائیل علیہ السلام نے آگے بڑھ کر عرض کی۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے شخص کو میں آب کوثر پر پہنچا کر سیراب کروں گا۔ حضرت اسرافیل کئے گئے۔ میں بارگاہِ رب العزت میں اس وقت تک پڑا رہوں گا جب تک وہ بخشا نہیں جاتا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی۔ میں اس کی روح اتنی آسانی سے قبض کروں گا جس طرح انبیاء علیہم السلام کی روح قبض کی جاتی ہے۔“

حضرت جبرائیل علیہ السلام وہ جلیل القدر فرشتے ہیں جن کو سب سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنے کا شرف حاصل ہوا۔ ایک روز حضرت جبرائیل نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جب مجھے پیدا کیا تو دس ہزار سال تک یہ پتہ نہ چل سکا کہ میں کس مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہوں اور میں کیا ہوں۔ دس ہزار برس کے بعد نہ آئی کہ ”اے جبرائیل! بت مجھے معلوم ہوا کہ

کہ میرا نام جبریل ہے۔ میں نے فوراً بواب دیا کہ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ میری تقدیس بیان کرو۔ میں نے دس ہزار برس یہ کیا۔ پھر حکم ہوا کہ میری بزرگی بیان کرو۔ دس ہزار برس تک بزرگی بیان کرتا رہا۔ اس کے بعد مجھ پر انوار عرش ظاہر ہوئے۔ عرش پر "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ" لکھا ہوا دیکھا۔ میں نے دریافت کیا اسے باری تعالیٰ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ ارشاد ہوا "اے جبریل! اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تجھ کو پیدا نہ کرتا بلکہ نہ جنت پیدا کرتا اور نہ دوزخ مانہ چاند نہ سورج۔" اے جبریل! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑسو۔ پناہ دس ہزار برس تک حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔

۳۔

درود خوانی بہان قرآن مجید کی رو سے سنت خداوندی ہے اور سنت ملائکہ ہے۔ وہاں انبیاء کرام علیہم السلام کی بھی سنت ہے۔ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام اور زچر نبیاء کرام کے بارے میں کتابوں میں یہ حقیقت مرقوم ہے کہ وہ سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتے تھے۔ مثلاً القلوب، معارج النبوت، زاد سبعینہ تبلیغی نصاب، آپ کو ثرا اور دوسری کتابوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہما السلام کے نکاح میں درود شریف کو حق مہر قرار دیا۔ پھر جب حضرت آدم علیہ السلام نے دس بار درود شریف پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح حضرت حوا کے ساتھ کر دیا۔ بعض کتابوں میں درود شریف کی تعداد تین یا بیس مرتبہ ہے۔ ایک کتاب میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حق مہر میں سو مرتبہ درود شریف پڑھا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ بہت سی کتابوں میں مختلف حوالوں کے ساتھ مذکور ہے کہ حضرت کلیم اللہ علیہ السلام بھی ہمارے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ "بذب القلوب" میں شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق

محدث پہونے اور دوسری کئی کتابوں میں دوسرے بزرگوں نے نقل کیا ہے کہ اللہ  
 تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! اگر دینا میں میری تعریف  
 کرنے والے نہ رہیں تو ایک قطرہ بارش کا آسمان سے نہ بھیجوں اور ایک دانہ سبزی کا زمین  
 سے نہ اُگاؤں۔ اسی طرح بہت سی چیزیں ذکر کیں۔ یہاں تک کہ فرمایا اے موسیٰ کیا تم  
 چاہتے ہو (کہ میں) تم سے قریب ہو جاؤں۔ جیسا کہ تمہارا کلام تمہاری زبان سے قریب  
 ہے یا جس طرح کہ دوسرے تمہارے قلب کا تمہارے دل سے اور تمہاری روح تمہارے  
 بدن سے اور تمہاری روشنی چشم تمہاری آنکھ سے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے  
 میرے رب! میں یہی چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 پر کثرت سے درود پڑھا کرو تب تمہیں یہی نسبت حاصل ہو جائے گی۔ جب حضرت  
 موسیٰؑ کو خدا نے کہا کہ میرا قرب حاصل کرنے کا طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت  
 سے درود پڑھنا ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ پروردگار محمدؐ کون ہیں  
 جن پر درود پاک بھیجنے کے بغیر مجھے تیری قربت نصیب نہیں ہو سکتی اور جس کے وسیلہ  
 کے بغیر تیرے نزدیک نہیں آیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ! اگر میرا محمد  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی امت نہ ہوتے تو نہ میں بہشت پیدا کرتا نہ دوزخ، نہ  
 آفتاب روشن ہوتا نہ مہتاب، نہ دن پیدا کرتا نہ رات، نہ کوئی ملک مقرب ہوتا نہ کوئی  
 نبی مرسل۔ موسیٰ! نہ تم ہوتے۔ اگر تم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار  
 نہ کرتے اور اس پر درود نہ بھیجتے تو تمہیں بھی آتش دوزخ میں جانا ہوتا۔ اگرچہ ابراہیم  
 خلیل اللہ ہی کیوں نہ ہوتے، میرے محبوب کی نبوت کے اقرار کے بغیر بخشش کے حق دار نہ ہوتے۔  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اللہ! میں تیرے محبوب کی نبوت کا اقرار کرتا ہوں اور گواہی دیتا  
 ہوں اور ان پر درود بھیجتا ہوں لیکن مجھے یہ دریافت کرنے کی اجازت ہونی چاہیے کہ کیا میں آپ کا  
 زیادہ دوست ہوں یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے  
 موسیٰ تم میرے کلیم ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حبیب ہیں۔ حبیب



کلیم سے زیادہ محبوب ہوا کرتا ہے۔ امام محمد الغزالیؒ لکھتے ہیں ”اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری زبان پر تمہارے کلام سے، تمہارے دل میں خیالات سے، تمہارے بدن میں تمہاری روح سے، تمہاری آنکھوں میں نورِ بصارت سے اور تمہارے کانوں میں قوتِ سماعت سے زیادہ قریب رہوں تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجو۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہؐ“

شفار القلوب میں لکھا ہے کہ ”حضرت موسیٰ علیہ السلام نے امتِ محمدیہ کی فضیلت کو دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھنے لگے۔“

”مسالک الخفاریہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی بھیجی، ”اے موسیٰ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو قیامت کے دن پیاس نہ لگے“ عرض کہ ہاں یا اللہ! تو ارشاد باری ہوا۔ اے پیارے کلیم میرے حبیب پر درود پاک کی کثرت کرو۔“

شفار القلوب میں ہے ”حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو فرعونوں کے ظلم و ستم سے بچا کر دریائے نیل کے کنارے پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا کو مار کر دریائے نیل کو حکم دیا کہ راستہ چھوڑ دو مگر دریائے زنجش تک نہ کی لیکن وحی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں ڈال دیا کہ حضرت رسول مقبول محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر درود پڑھ کر عصا مارو۔ حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا تو دریائے راستے بن گئے اور بنی اسرائیل نیل کو عبور کر گئے۔“

درود خوانی کی سعادت حاصل کرنے والے اس کیفیت کے مزے کیوں نہ لوئیں کہ وہ رب کریم اور فرشتوں کی سنت پر عمل کرتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ دیگر انبیاء و رسلؑ کے ساتھ ساتھ درود پڑھنا خود سرکار سید المرسل اور خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بھی سنت ہے کہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز

میں بھی اور نماز کے علاوہ دیگر مواقع پر بھی اپنے آپ پر درود پڑھتے تھے۔

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو اپنے آپ پر درود و سلام بھیجتے اور جب مسجد سے باہر آتے تو بھی خود پر درود و سلام بھیجتے۔<sup>۱۳</sup> ایک اور جگہ سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا نے بیان کیا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے اور باہر آتے تو یوں درود پڑھتے بِسْمِ اللّٰهِ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ - صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ سَلَّمَ۔<sup>۱۴</sup> محمد زمان نقشبندی کتاب "فضائل صلوٰۃ و سلام" میں لکھتے ہیں کہ "خود سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل شفا شریف میں ہے۔ گھر سے مسجد جاتے وقت اور واپس آتے وقت السَّلَامُ عَلَیْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهَا پڑھنا چاہیے۔<sup>۱۵</sup> اسی طرح مسجد میں آتے اور جاتے وقت درود شریف کے متعلق کچھ احادیث "تلیغی نصاب" میں یوں ہیں "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے کہ "جب مسجد میں داخل ہو تو بِسْمِ اللّٰهِ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ کے ایک اور حدیث میں وَ عَلٰی سَنَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ بے اور ایک اور حدیث میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد السَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ پڑھے اور جب مسجد سے نکلنے لگے جب بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اور ایک حدیث میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اَعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ" حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی بھی "درود العارفین" کو ترک کرتے نہیں دیکھا۔<sup>۱۶</sup> اس درود پاک کے بارے میں حضور انور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کو اس درود کا پتا ہو اور وہ اسے دوسرے مسلمانوں کو نہ سکھائے تو وہ مجھ سے دور ہے اور میں اس سے دور ہوں۔<sup>۱۸</sup> شفا القلوب میں درود مستغاث کے متعلق لکھا ہے کہ ”یہ درود بڑی برکات اور فضیلت کا حامل ہے اور اس کا ایک ایک فقرہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفتوں سے مالا مال ہے۔۔۔ بعض بزرگان دین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے منبر مبارک پر یہ درود پاک پڑھتے سنا ہے۔“<sup>۱۹</sup>

جس عمل کو خداوند قدوس و متکبر خود اختیار فرمائے، اس کے فرشتے اسے اختیار کریں، انبیاء و رسل اسے وظیفہ سمجھیں اور خود سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسے کرتے ہوں نیز وہ اللہ کا حکم ہو اور اہل ایمان پر اس کی بجا آوری فرض ہو، اسے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفقا اور جانثار صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کی زندگیوں کا کوئی لمحہ کیسے خالی ہو سکتا ہے۔ ازواجِ مطہرات اور اہل بیت اطہار ظاہر ہے کہ وسیع معنوں میں صحابہ اور صحابیات کی صف میں آتے ہیں۔ یہ سب نفوس قدسیہ اللہ کے حکم اور اس کے عمل کی سنت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں درود و سلام کے نذرانے پیش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ درود و سلام صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی بھی سنت ہے۔ امام مالکؒ سے روایت ہے کہ اس درود پاک کو اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پڑھا کرتی تھیں۔<sup>۲۰</sup> درود شریف یہ ہے:

التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّكِيَّاتُ لِلَّهِ  
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ  
 مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَسْلَمْتُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ  
 وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، أَسْلَمْتُ عَلَيْكَ وَعَلَى  
 عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ۔<sup>۲۱</sup>

سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا جو درود شریف پڑھا کرتی تھیں، وہ فلاح الدارین میں  
درج ہے۔<sup>۲۲</sup> ”درود الفاتح کے بارے میں مولانا ابوالقاریب شیخ شمس الدین بن ابوالحسن  
ابوالبکر می فرماتے ہیں کہ اس درود کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پڑھا کرتے تھے  
اور اسی درود کی بدولت اللہ تعالیٰ نے انہیں صدیق کا درجہ عطا فرمایا۔<sup>۲۳</sup>

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے قرآن مجید حفظ نہیں ہوتا تھا حضور  
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ”درود العارفين“ سکھایا تو اس کی برکت سے مجھے قرآن مجید  
حفظ ہو گیا۔<sup>۲۴</sup> حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان نے بتایا کہ رات کو  
خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
پانی کا ڈول دیا۔ میں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ اس کی ٹھنڈک اب تک محسوس ہو رہی ہے۔  
حضرت عبداللہ کے دریافت کرنے میں حضرت عثمان نے بتایا کہ یہ سب کثرت درود کی وجہ  
سے ہے۔<sup>۲۵</sup> حضرت علیؑ بھی درود پاک پڑھا کرتے تھے۔<sup>۲۶</sup>

”حضرت ابن عمر سے نقل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نواسے  
حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوا کریں تو حضور اقدس صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا کریں اور یہ دعا پڑھا کریں اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا  
وَافْتَحْ لَنَا ابْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب نکلا کریں تو بھی یہی دعا پڑھا کریں  
اور ابْوَابَ رَحْمَتِكَ کی جگہ ابْوَابَ فَضْلِكَ پڑھیں۔<sup>۲۷</sup>

حضرت بلال رضی اللہ عنہ یہ درود شریف پڑھا کرتے تھے ”الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ  
عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ“<sup>۲۸</sup> فلاح الدارین میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ بھی  
درود شریف پڑھا کرتے تھے۔<sup>۲۹</sup> ”حضرت اویس قرنیؓ جب تک جیات رہے، وہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے رہے اور دوسروں کو بھی تلقین کرتے کہ وہ ہجرت  
درود شریف پڑھا کریں کیونکہ یہ ایک دعا ہے جس میں مسلمانوں کی اپنی بھلائیاں بھی مضمر



ہیں۔ آپ درود شریف کی فضیلت بیان فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود بھیجتا ہے، اللہ اس پر اپنے خاص انعامات بھیجتا ہے اور فرشتے بھی اس کی سلامتی کی دعائیں کرتے ہیں۔ آپ خود بھی ذکر الہی کے ساتھ درود و سلام کا ورد اس جذب و شیفتگی سے کیا کرتے تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا، گویا آپ کا جسم بے جان ہو گیا ہے۔ مشہور صحابی ربیعؓ کہتے ہیں کہ جب میں خواجہ اولیس قرنیؓ کی زیارت کو گیا تو میں نے انہیں فجر کی نماز میں مشغول پایا۔ نماز سے فارغ ہونے تو اپنے درود و ظالفت میں مصروف ہو گئے یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا۔<sup>۲۱</sup>

آپ کوثر میں چند صحابہ کرامؓ کا ذکر ہے جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کی فضیلت و برکات بیان کی ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب وہ دوسروں کو درود پاک پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں تو پہلے خود بھی درود پاک پڑھتے ہیں اور وہ کیوں نہ پڑھتے کہ انہیں اس کے فضائل و برکات کا سب سے زیادہ علم اور تجربہ تھا۔ صحابہ کرام کے نام یہ ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت حذیفہؓ ۲۲ فلاح الدارین میں حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت حذیفہؓ نے درود و سلام کی فضیلتیں بیان کی ہیں۔<sup>۲۳</sup>

درود پاک اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ درود پاک ملائکہ کی سنت ہے۔ درود پاک خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ درود پاک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے۔ اور، ان نیک بندوں کی بھی سنت ہے جنہیں خداوند کریم اپنے دوست گردانتا ہے اور پیارا اللہ (رحمہم اللہ تعالیٰ) بھی عقیدت و ارادت کی کیفیتوں کے ساتھ حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کی بارگاہ بے کس پناہ میں ہدیہ درود و سلام پیش کرتے رہے اور اس عمل کی عظمتیں بتاتے رہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام درود و سلام کے بارے میں فرماتے ہیں "جب  
 جمعرات کا دن آتا ہے تو ٹھہر کے وقت اللہ تعالیٰ آسمان سے فرشتے زمین پر اُتتا ہے۔  
 ان کے پاس چاندی کے ورق اور سونے کے قلم ہوتے ہیں۔ جمعرات کی عصر سے لے کر  
 جمعہ کے دن مغرب آفتاب تک زمین پر رہتے ہیں اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر  
 درود پاک پڑھنے والوں کا درود پاک لکھتے ہیں۔<sup>۳۲</sup> حضرت حسن بصری بڑے زبردست  
 عالم اور محدث اور مشہور ولی اللہ گزرے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ "جو شخص چاہے کہ  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض کوثر سے بھر پور پیالہ پیے تو وہ درود شریف  
 پڑھا کرے۔<sup>۳۵</sup> روضۃ الاحباب میں امام اسمعیل بن ابراہیم "مزی جو امام شافعی کے بڑے  
 شاگرد تھے، سے نقل ہے کہ امام شافعی انتقال کے بعد ان کے خواب میں نظر آئے  
 اور پوچھنے پر بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بخش دیا ہے بلکہ حکم دیا کہ انہیں احترام سے  
 جنت میں لے جاؤ۔ اور یہ سب اس درود کی برکت سے ہوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی  
 مُحَمَّدٍ كَمَا ذَكَرَهُ الْاَكْرُونَ وَكَلِّمًا غَفْلًا عَنْ ذِكْرِ  
 الْغَافِلُونَ<sup>۳۶</sup>

حضرت امام شافعی کا ارشاد گرامی ہے کہ "میں اس چیز کو محبوب رکھتا ہوں کہ  
 انسان ہر حال میں درود پاک کا ورد کثرت سے کرے۔" ابن بنان سفہانی فرماتے ہیں کہ  
 میں خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور عرض کیا  
 یا رسول اللہ! آپ نے امام شافعی کو نفع عطا کیا ہے۔ فرمایا "ہاں! میں نے اللہ تعالیٰ  
 سے عرض کر دیا ہے کہ شافعی کا حساب نہ لیا جائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ  
 کس عمل کی وجہ سے ہے۔ فرمایا وہ مجھ پر ایسا درود پاک پڑھتے ہیں۔ جیسا کسی اور  
 نے نہیں پڑھا۔ میں نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون سا درود پاک  
 ہے۔ فرمایا۔ امام شافعی یوں پڑھا کرتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

كَلَّمَآ ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ وَصَلَّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَلَّمَآ  
 غَفَلَ عَن ذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ ۳۸ امام شافعیؒ نے درودِ خمسہ کی تعریف میں کئی  
 باتیں لکھی ہیں اور کئی فضائل درج کئے ہیں بمعارج میں امام شافعیؒ نے مرنے کے بعد  
 معفرت اور رحمت پانے کا سبب بھی اس درود شریف کو بتایا ہے ۳۹ حضرت  
 ابن نعمانؒ نے بھی درود شریف کی فضیلت بیان کی ہے ۴۰ غوثِ اعظمؒ درود شریف  
 کو پڑھنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں "اے ایمان والو! تم مسجدوں اور  
 اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درودِ پاک کو لازم کر لو ۴۱ غوثِ اعظمؒ جس  
 درود شریف کو بہ کثرت پڑھتے تھے وہ "کبریتِ احمر" کے نام سے مشہور و شائع ہوا ۴۲  
 "شیخ محمد ابن علی عیاشی لکھتے ہیں کہ یہ درود (کبریتِ احمر) حضرت سیدنا غوثِ اعظمؒ نے  
 اپنا معمول بنایا ہوا تھا۔ آپ فرماتے ہیں میں نے اس درود کو پتھروں پر قلم قدرت  
 سے لکھا ہوا پایا تھا جو شخص اسے ایک بار پڑھے گا اسے ستر ہزار درود کا ثواب ملے  
 گا ۴۳ فتح موصلیؒ بھی درود شریف پڑھتے تھے ۴۴ حضرت معروف کہنجیؒ کے وظائف  
 میں سے سب سے اول درود العابدین ہے۔ آپ ہر وقت درود العابدین پڑھتے  
 تھے ۴۵ حضرت شیخ ابوالموہب شاذلیؒ نے فرمایا مجھے خواب میں زیارت نصیب  
 ہوئی تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے شاذلی! تو میری امت  
 کے ایک لاکھ کی شفاعت کرے گا" میں نے عرض کیا اے آقا! میرے لیے یہ انعام  
 کس وجہ سے ہے۔ تو فرمایا تو میرے دربار میں درودِ پاک کا ہدیہ پیش کرتا رہتا ہے ۴۶  
 دلائل الخیرات کے مصنف حضرت شیخ جزولیؒ کی قبر سے کستوری کی خوشبو آتی تھی کیونکہ  
 وہ درودِ پاک بہت زیادہ پڑھتے تھے ۴۷ ابوالفضل قرمسانیؒ کہتے ہیں کہ میرے  
 پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ مجھے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا  
 کہ جب تو ہمدان میں جائے تو فضل بن زبیر کو میرا سلام کہہ دینا۔ میرے پوچھنے

پراپ نے فرمایا وہ ہر روز مجھ پر درود پاک پڑھتا ہے۔ پیغام دینے والے نے وہ درود شریف ابو الفضل سے پوچھ کر یاد کر لیا۔<sup>۴۸</sup> حضرت صاوی درود پاک کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دیگر وظائف مرشد کے بغیر ممکن نہیں کیونکہ ان میں شیطان دخل اندازی کر لیتا ہے مگر درود شریف میں مرشد خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں لہذا شیطان دخل اندازی نہیں کر سکتا۔<sup>۴۹</sup>

خواجہ غلام حسن<sup>۵۰</sup>، حافظ شمس الدین سخاوی<sup>۵۱</sup>، علامہ اقلیسی<sup>۵۲</sup>، عارف باللہ سیدنا امام شعرانی<sup>۵۳</sup>، شیخ مسعود دراری<sup>۵۴</sup> کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا ایک نیا انداز تھا۔ وہ مزدوروں کو اپنے گھر لے آتے جس سے مزدوروں کو یہ گمان ہوتا کہ شاید کوئی تعمیر کا کام ہے۔ مگر یہ ان کے ساتھ بیٹھ جاتے اور سارا دن درود شریف پڑھتے رہتے۔ چھٹی کے وقت ان کو پوری اجرت دے کر رخصت کرتے۔<sup>۵۲</sup> حضرت فرید الدین گنج شکر<sup>۵۵</sup> کے پاس کچھ آدمی آئے۔ انہوں نے بتایا کہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے جانا ہے مگر زاہراہ نہیں ہے۔ اس پر گنج شکر<sup>۵۶</sup> نے کھجور کی چند گٹھلیاں لے کر ان پر درود شریف پڑھ کر پھونک ماری اور ان کو دے دیں۔ وہ گٹھلیاں درود شریف کی برکت سے دینار بن گئیں۔<sup>۵۵</sup> شیخ ابوسعید صفروی<sup>۵۷</sup>، شیخ احمد بن منصور<sup>۵۸</sup>، حضرت خواجہ باقی باللہ<sup>۵۹</sup>، حضرت سید میراں حسین زنجانی<sup>۶۰</sup>، خواجہ عطار اللہ<sup>۶۱</sup>، ابراہیم بن شیبان<sup>۶۲</sup>، شیخ احمد بن ثابت مغربی<sup>۶۳</sup>، شیخ شبلی<sup>۶۴</sup> کے زمانے میں ایک بادشاہ بیمار ہو گیا۔ چھ ماہ گزرنے کے باوجود کہیں سے آرام نہ آیا، جب اسے پتہ چلا کہ شیخ یہاں آئے ہوتے ہیں تو بلاوا بھیجا۔ شیخ شبلی<sup>۶۴</sup> آئے اور درود پاک پڑھ کر اس کے جسم پر ہاتھ پھیروا وہ اسی وقت تندرست ہو گیا۔<sup>۶۳</sup>

شیخ ابوالحسن بن حارث لیشی<sup>۶۴</sup>، محمد بن سعید بن مطرف<sup>۶۵</sup>، ابو علی بن شاذان<sup>۶۶</sup>، محمد بن رشیق<sup>۶۷</sup>، عارف باللہ شیخ شہاب الدین ابن ارسلان کو ایک شخص نے اپنے مرض



اور تکالیف کی شکایت کی۔ انہوں نے اسے درود شریف پڑھنے کے لیے کہا۔ عبداللہ  
شاہ<sup>۶۹</sup>، شیخ امام علی شاہ<sup>۷۰</sup>، علامہ اسماعیل حقی<sup>۷۱</sup>، حضرت مجدد الف ثانی<sup>۷۲</sup>، ابو سلیمان<sup>۷۳</sup>  
علامہ شہاب خفاجی<sup>۷۴</sup>، امام فخر الدین رازی<sup>۷۵</sup>، شیخ محمد الحنفی<sup>۷۶</sup>، شاہ ولی اللہ<sup>۷۷</sup> کے والد شاہ  
عبد الرحیم<sup>۷۸</sup>، شاہ ولی اللہ<sup>۷۹</sup>، عبدالحق محدث دہلوی<sup>۸۰</sup>، سید امیر علی ہمدانی<sup>۸۱</sup>، خواجہ جلال  
پوری<sup>۸۲</sup>، یوسف بن اسماعیل<sup>۸۳</sup>، اعلیٰ حضرت<sup>۸۴</sup>، میاں شیخ محمد<sup>۸۵</sup>، امام علی شاہ<sup>۸۶</sup>، صوفی  
غلام عابد<sup>۸۷</sup>، ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرافی الجیلانی<sup>۸۸</sup>، پیر جماعت علی شاہ<sup>۸۹</sup>، تاج الاولیاء  
بابا تاج الدین ناگپوری<sup>۹۰</sup>۔

### حواشی:

- ① عزاب ۲۲-۵۶ ② شقار القلوب ص ۲۳۹ ③ ایک گنام عاشق رسول انام
- صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۱۰۹ ④ شقار القلوب ص ۱۹۱، ۱۹۲ / آب کوثر ص ۹۳، ۹۴ /
- فلاح الدارین ص ۱۲۵ / معارج النبوت ص ۲۶۴ ⑤ زاد السعید ص ۱۸ / "تبلیغی نصاب"
- باب فضائل درود شریف ص ۵۱ / نہانی "الوارث محمدیہ" ص ۲۶ ⑥ ایک گنام عاشق رسول انام
- صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "فضائل و برکات درود شریف ص ۳۱۶ ⑦ جذب القلوب ص ۲۶۶ /
- آب کوثر ص ۹۲ / تبلیغی نصاب، باب فضائل درود شریف ص ۱۰۴ / ایک گنام عاشق رسول انام
- صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم / فضائل و برکات درود شریف ص ۲۵۵، ۲۵۶ / نہانی، فضائل درود
- ص ۳۸، ۳۹ / القول البدیع ص ۱۳۲ / سعادة الدارین ص ۸۷، معارج النبوة ۳۰۸ —
- مقاصد السالکین ص ۵۴ بحوالہ فلاح الدارین ص ۱۲۴ ⑧ معارج النبوت ص ۳۰۹ ⑨
- محمد الغزالی، امام، نفسانی خواہشات اور شیطان کا غلبہ ص ۳ ⑩ شقار القلوب ص ۲۸۶
- ⑪ آب کوثر ص ۹۳ / جذب القلوب ص ۲۶۶ / نہانی "فضائل درود" ص ۳۸ / فلاح الدارین
- ص ۱۲۴ ⑫ شقار القلوب ص ۲۸۱، ۲۸۲ ⑬ محمد ہاشم، سید "فضائل درود و سلام"
- ص ۷۳ / ایک گنام عاشق رسول انام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضائل و برکات درود شریف

- ص ۲۸۱ / محدث دہلوی "مدارج النبوت" ص ۵۶۵ / "تبلیغی نصاب" باب فضائل درود شریف
- ص ۴۴ / محمد زمان، نقشبندی "فضائل صلوٰۃ و سلام" ص ۴۰ (۱۳) محمد ہاشم، سید "فضائل درود و سلام" ص ۳ (۱۵) محمد زمان، نقشبندی "فضائل صلوٰۃ و سلام" ص ۱ (۱۶) "تبلیغی نصاب" باب فضائل درود شریف ص ۴۸ (۱۷) ایک گنام عاشق رسول انام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "فضائل و برکات درود شریف" ص ۲۱۵ (۱۸) ایضاً (۱۹) محمد نبی بخش حلوانی "شفار القلوب" ص ۲۶۶ (۲۰) زاد السعید ص ۴۱ (۲۱) ایضاً ص ۳۴ -
- (۲۲) فلاح الدارین ص ۲۲۲ (۲۳) ایک گنام عاشق رسول انام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "فضائل و برکات درود شریف" ص ۲۳۵ (۲۴) ایضاً ص ۲۱۵ (۲۵) آب کوثر ص ۱۴۲ (۲۶) فلاح الدارین ص ۲۲۱ (۲۷) تبلیغی نصاب "باب فضائل درود شریف ص ۴۶ (۲۸) فلاح الدارین ص ۲۳۱ (۲۹) فلاح الدارین ص ۲۲۳ (۳۰) سیارہ ڈائجسٹ اولیائے کرام نمبر جلد دوم ص ۲۶۲ (۳۱) ایضاً ص ۲۶۱ (۳۲) آب کوثر ص ۹۴، ۹۵ -
- (۳۳) فلاح الدارین ص ۱۲۵ - ۱۲۶ (۳۴) فلاح الدارین ص ۱۲۸، ۱۲۹ (۳۵) ایک گنام عاشق رسول انام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "فضائل و برکات درود شریف" ص ۱۴۳ (۳۶) ایضاً ص ۲۲۴ (۳۷) ایضاً ص ۱۲۸ (۳۸) آب کوثر ص ۲۳۱ (۳۹) گنام ص ۱۶۹ (۴۰) فلاح الدارین ص ۱۲۸ (۴۱) ایضاً ص ۱۳۹ (۴۲) آب کوثر ص ۲۶۴، ۲۶۸ (۴۳) شفار القلوب ص ۲۸۰، ۲۸۱ (۴۴) سیارہ ڈائجسٹ - اولیائے کرام نمبر جلد سوم ص ۲۰۲ (۴۵) ایک گنام عاشق رسول انام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "فضائل و برکات درود شریف" ص ۱۶۵ (۴۶) آب کوثر ص ۱۶۴، ۱۶۵ / فلاح الدارین ص ۱۵۶ / گنام عاشق رسول انام "فضائل و برکات درود شریف" ص ۱۰۰ (۴۷) آب کوثر ص ۱۹۱ (۴۸) فلاح الدارین ص ۱۴۹ (۴۹) ایضاً ص ۱۲۹ (۵۰) ایضاً (۵۱) ایضاً ص ۱۳۰ (۵۲) ایضاً (۵۳) ایضاً (۵۴) آب کوثر ص ۱۸۶ / فلاح الدارین ص ۱۶۵ (۵۵) آب کوثر

- ص ۱۳۲، ۱۳۳ (۵۶) ایضاً ۲۲۲ (۵۷) ایضاً ۲۰۶ (۵۸) گل خنداں، ماہنامہ،  
 لاہور، اکتوبر ۱۹۶۲۔ بزرگانِ دین نمبر ۸۲ (۵۹) سیارہ ڈائجسٹ۔ اولیائے کرام نمبر۔  
 جلد چہارم۔ ص ۲۲۱ (۶۰) فلاح الدارین ص ۱۳۳ (۶۱) ایضاً ص ۱۶۵ (۶۲)  
 ایضاً۔ ص ۱۶۶ (۶۳) آبِ کوثر ص ۱۳۳ (۶۴) ایضاً۔ ص ۱۴۹ (۶۵) ایضاً۔ ص ۱۵۰  
 (۶۶) ایضاً ص ۱۶۳ (۶۷) ایضاً۔ ص ۱۸۰ (۶۸) فلاح الدارین ص ۱۴۶، ۱۴۷ / محمد زکریا  
 ”فضائلِ درود شریف ص ۱۱۱، ۱۱۲ / ایک گننام عاشقِ رسولِ انام ”فضائل و برکاتِ درود شریف“  
 ص ۱۰۷، ۱۰۸ / ”فضائلِ درود شریف مع درود تاج (ناشر محمد خادم و برادران) ص ۱۶، ۱۷۔  
 (۶۹) آبِ کوثر ص ۱۹۱ (۷۰) ایضاً ۲۰۶ (۷۱) فلاح الدارین ص ۱۳۵ (۷۲)  
 احمد دین چشتی، صوفی ”فلاح الدارین“ ص ۲۱ (۷۳) گننام عاشقِ رسولِ انام ”فضائل و  
 برکاتِ درود شریف۔ ص ۴۷ (۷۴) گننام عاشقِ رسولِ انام ”فضائل و برکاتِ درود  
 شریف“ ص ۷۳ (۷۵) ایضاً ص ۸۱ (۷۶) آبِ کوثر ص ۱۶۶، ۱۶۷ (۷۷)  
 فلاح الدارین ص ۱۳۲ (۷۸) گننام۔ ص ۲۳۲ / احمد دین چشتی، صوفی ”فلاح دارین“ ص ۲  
 (۷۹) گننام عاشقِ رسولِ انام ”فضائل و برکاتِ درود شریف ص ۲۹ (۸۰) سیارہ  
 ڈائجسٹ۔ اولیائے کرام نمبر جلد دوم۔ ص ۳۳۹، ۳۴۰ (۸۱) احمد دین چشتی، صوفی فلاح دارین  
 ص ۲۱ (۸۲) گننام عاشقِ رسولِ انام ”فضائل و برکاتِ درود شریف ص ۲۳۸ (۸۳)  
 سیارہ ڈائجسٹ۔ اولیائے کرام نمبر جلد سوم۔ ص ۱۵۸ (۸۴) نور السلام، ماہنامہ،  
 شریقیہ۔ شیرِ بانی نمبر ۱۹۶۹۔ ص ۹۳ (۸۵) ایضاً ۵۷ (۸۶) سلسبیل، ماہنامہ، لاہور  
 شیخ الطریقیت نمبر۔ اگست و ستمبر ۱۹۶۸۔ ص ۱۰۸ (۸۷) الاشرف، ماہنامہ۔ کراچی قطبِ ربانی نمبر  
 مارچ ۱۹۸۱۔ ص ۲۲ (۸۸) سیارہ ڈائجسٹ۔ اولیائے کرام نمبر جلد دوم۔ دسمبر ۱۹۸۶۔  
 ص ۲۰ (۸۹) ”تاج“ ماہنامہ، کراچی۔ جنوری فروری ۱۹۷۶۔ ص ۱۱۹۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ  
 خَلَقَ السَّمٰوٰتِیْنَ  
 وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ  
 الْمَوٰتِیْنَ اَحْیٰی  
 وَهُوَ اَعْلَمُ  
 بِالْمُخْتَفٰتِ  
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ  
 خَلَقَ السَّمٰوٰتِیْنَ  
 وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ  
 الْمَوٰتِیْنَ اَحْیٰی  
 وَهُوَ اَعْلَمُ  
 بِالْمُخْتَفٰتِ



# سبزہ بہار پھول اور درود شریف

حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دنیاؤں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ یہ رحمت ہر چیز پر بھائی ہوتی ہے۔ یہ جاندار اور بے جان چیز نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب پر اپنی رحمتیں، اپنی برکتیں اور اپنی شفقتیں بچھا کر فرمائیں۔

دوسری جان دار اور بے جان چیزوں کی طرح درختوں، پھولوں اور پتوں کی محبت و عقیدت کا اظہار بھی اس طریقے سے ہوتا ہے کہ جب درخت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے تو ادب کے باعث حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک قدموں پر جھک جاتے تھے۔ ان کی یہ ادا خدا تعالیٰ کو اس قدر پسند آئی کہ جنت میں بھی درختوں کا وجود رکھا۔ یہ بات اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ ”فضائل صلوٰۃ و سلام“ میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے میرے بیٹے جب اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں سکونت بخشی تو جنت کے ہر محل اور بالا خانے پر اسم گرامی محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھا ہوا پایا۔ اور بے شک حوران بہشتی کی پیشانیوں پر اور جنت کے ہر درخت کے پتے پتے پر، طوبی کے پتوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان اسم گرامی لکھا ہوا پایا۔ میرے بیٹے! اس شان والے محبوب کا ذکر کرتے رہنا کیونکہ فرشتے بھی ہر گھڑی ہر ساعت عظمت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ڈنکے بجاتے رہتے ہیں۔ درختوں کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت و پیار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان میں کوئی ایسی جاذبیت پیدا کر دی ہے کہ جب بھی کوئی انسان سبزہ دیکھتا ہے تو اسے دیکھنے سے اس کی آنکھوں کو سکون ملتا ہے اور دل میں ٹھنڈک سی پڑ جاتی ہے۔ اسی طرح

اگر کوئی سخت بیمار پڑ جائے تو بعض اوقات اس کو پہاڑی مقامات پر بھیج دیا جاتا ہے اور پہاڑوں میں سبزہ ہی سبزہ دیکھ کر ٹھنڈک اور راحت سے مریض کے دل کو سکون محسوس ہوتا ہے اور وہ شفا یاب ہو جاتا ہے چونکہ سبزے سے انسان کا دل بے حد مسرور ہوتا ہے اور اسے روحانی خوشی ہوتی ہے، اس لیے سبزہ کو دیکھ کر درود شریف پڑھنے والا انسان ایک طرف تو اللہ تعالیٰ، فرشتوں، پیغمبروں، صحابیوں، ولیوں، بزرگوں بلکہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کر رہا ہوتا ہے اور دوسری طرف تمام دوسری جاندار اور بے جان اشیاء کے ساتھ ساتھ، درختوں، پتوں اور پھولوں کی ہم زبانی بھی کر رہا ہوتا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ کی اطراف میں گیا۔ راستے میں کوئی پہاڑ اور کوئی درخت ایسا سامنے نہ آیا جس نے یہ نہ کہا ہو: **وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ** ۱

درختوں اور پودوں کو مزید حسین بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں پھولوں کا تحفہ دیا اور یہ تحفہ اپنے جیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پینہ مبارک سے انہیں عطا فرمایا۔ "فلاح الدارین" میں لکھا ہے کہ بعض احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ گلاب کا پھول سیدِ دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پینہ مبارک سے پیدا ہوا ہے۔ نیز ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میں معراج سے واپس آیا تو میرے پسینے کا ایک قطرہ زمین پر گرا اور اس سے گلاب پیدا ہوا۔ لہذا جس کو میری خوشبو سونگھنے کا شوق ہو، وہ گلاب کا پھول سونگھے۔ ۲

حُسن ترا ہے جلوہ گرتا لبش مہر و ماہ میں  
رنگ ترا ہی ہے عیاں حسن گل و گیاہ میں

(صاحبزادہ فیض الحسن شاہ ۴)

علامہ اقبالؒ گلِ عرب کی خوشبو سے دو عالم کو معطر ہوتے دیکھتے ہیں تو

پکارا مٹھتے ہیں!

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو  
 چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو  
 یہ نہ ساقی ہو تو پھرے بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو  
 خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے  
 نبض ہستی پیش آمادہ اسی نام سے ہے  
 نعت گو شعرا نے پھولوں کا ذکر کے اپنے شعروں کو اتنا خوشبودار بنا دیا  
 ہے کہ پڑھتے ہوئے بھی سکون ملتا ہے اور پھولوں کی خوشبو اور ان کی عطر بیزی اور  
 عطر باری کا سبب ظاہر ہے کہ گلِ عرب کا کھلنا ہے۔

وہ پھول عرب کے گلشن کا سب پھولوں سے خوشبو والا  
 جس نے کھل کر اس عالم میں اک شان نکالی پھولوں کی ۵۔

وہ لالہ رو کہ جس سے زمانے کی ہے ہزار

جس کے عرق سے ایسے ہوتے عطر بار پھول ۶۔

آئے نظر جو چہرہ مولا تو عید ہوا

پھولوں سے صحن باغ میں ہوں ہمکنار پھول ۷۔

اللہ رے لطافتِ تن جس سے مانگ کر

پہنے ہوتے ہیں پیرہن مستعار پھول ۸۔

اللہ نے دیا ہے یہ اس کو جمال پاک

سنبلِ فدا ہے زلف پہ، رخ پر نثار پھول ۹۔

وہ چہرہ، وہ دہن کہ فدا جن پہ کیجئے

ستر ہزار غنچے، بہتر ہزار پھول ۱۰۔

یا شاہِ دیں ہیں تیری عنایت سے فیض یاب

جتنے ہیں رونقِ چمن روزگار پھول ۱۱۔

کس گل کی آمد ہے کہ خزاں دیدہ چمن میں

آتا ہے نظر نقشہ گلزارِ ارم آج ۱۲

شفا را ثلوب میں لکھا ہے "پھول سونگھنے وقت درود پڑھنا باعثِ ثواب ہے۔" ۱۳ ثواب حاصل کیوں نہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ مبارک جو پھولوں میں چھپا ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب ہمیں اپنے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سونگھنے کا شرف حاصل ہو گا تو پھر ہمارے منہ سے درود و سلام کا جاری ہونا ہمارے لیے باعثِ ثواب کے ساتھ ساتھ باعثِ برکت اور باعثِ نجات بھی ہو گا۔ اس موقع پر حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں:

چمن کیونکر نہ مہکیں، بلبلیں کیونکر نہ عاشق ہوں

مہنارا جلوۂ رنگیں بھرا پھولوں نے داماں میں ۱۴

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے متعلق نعتیں لکھتے ہوئے بھی شعراء نے پھولوں کا اور بہار وغیرہ کا ذکر کیا ہے کہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلادِ پاک ربیع الاول میں ہوا جو بہار کا مہینہ تھا۔ بہار کے مہینے میں سرکارِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا پر تشریف لائے اور ان کے آنے سے کائناتِ عالم میں بہار آگئی۔

آئی بہارِ دل کشا چلنے لگی کھنڈی ہوا  
چھائی وہ رحمت کی گھٹا مستی میں ڈوبی ہر فضا  
واہے درِ لطف و عطا ہے مہرباں ربُّ العالی  
اے ساقیِ مہوش پلا! لاجام لا! لاجام لا  
صلِّ علی، صلِّ علی ۱۵

کھٹی جاتی ہے آنکھوں میں گل و لالہ کی رعنائی

کہ جیسے درحقیقت خاک پر جنت اتر آئی ۱۶



جعفر طاہر اس موقع پر لکھتے ہیں:

اے ساتی۔ گل پیر ہن  
 پیمانہ دے، نادان نہ بن  
 دے بھر کے جامِ ارغواں  
 بدلا ہے گلشن کا سماں  
 سوسن نے یہ کیسی کہی  
 لاکے ہونٹوں پر ہنسی  
 نرگس کو حیرانی کہاں  
 دل کو پریشانی کہاں  
 دیکھو تو جو ہی کی پھین  
 چمکا ہے روتے نارون  
 بدلا ہے آئینِ طرب  
 پیدا ہوئے محبوبِ رب  
 حسن رضا بریلوی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا کے آب و گل میں  
 تشریف آوری کے حوالے سے یوں ذکر بہار کرتے ہیں:

کو پروالوں سے شمع ہدایت اب جھکتی ہے  
 خرد و بے کسوں کو، وہ گل ترانے والا ہے  
 فصلِ بہار آئی، شکلِ نگار آئی  
 گلزار ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت  
 پھولوں سے باغِ ہکے، شاخوں پر مرغِ چمکے  
 عہدِ بہار آیا، صبحِ شبِ ولادت  
 تسلیم میں سر، وجد میں دل، منتظر آنکھیں  
 کس پھول کے مشتاق ہیں مرغانِ حرمِ آج

دکھا دے اسے خدا گلزارِ طیبہ کا سماں مجھ کو  
 پھروں کب تک پریشاں ببل بے آشیاں ہو کر ۱۹  
 کھلیں جس سے یہ مر جھائی ہوئی کلیاں مرے دل کی  
 چلا ایسی ہو اسے رہنے والے سبز گنبد کے ۲۰  
 کھلا دو غنچہ، دل صدقہ بادِ دامن کا

امیدوارِ نسیم بہار، ہم بھی ہیں ۲۱  
 جب شاعر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت کے طلب گار  
 ہوتے ہیں تو نعت کی ردیف ”پھول“ رکھتے ہیں۔

اُمت پر وقت باغِ شفاعت ہے آپ کا  
 مجھ کو بھی اس جہن سے عنایت ہوں چار پھول ۲۲  
 سبزے کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ یہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آرام گاہ  
 کی نشانی ہے۔ گنبدِ خضرا کا سبز ہونا اس لیے ضروری ہے کہ وہاں پر ”عرب کے  
 پھول“ کی آرام گاہ ہے۔ صوفی جمیل الرحمن قادری نے ”اسے رہنے والے سبز  
 کے“ کی ردیف میں ایک طویل نعت لکھی ہے۔ ایک شعر ملاحظہ فرمائیں:

کھلا دیتی ہے مر جھائی ہوئی کلیاں غلاموں کی

مدینے کی ہوا، اسے رہنے والے سبز گنبد کے ۲۳

اکبر و ارثی میر بھی نے ایک نعت ”نرالی پھولوں کی، ڈالی پھولوں کی“ کے  
 قافیہ و ردیف کے ساتھ کہی ہے جس میں سبزے کا ذکر ہے، پھولوں کا ذکر  
 ہے اور اصل میں گل معراج کا تذکرہ ہے۔ تین اشعار ملاحظہ فرمائیں جن میں  
 روضہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سبزی سے سب پھولوں اور بہاروں کی  
 شان بیان کی ہے۔

جنت سے اسے نسبت کیا ہے یہ میرے گل کارِ روضہ ہے

یاں رنگ جدا ہے پتوں کا یاں شان نرالی پھولوں کی

ہے رشک جگر کے زخموں کو حسرت ہے دل کے داغوں کو  
 روضہ پر شہ کے چڑھتے ہیں کیا نشان ہے عالی پھولوں کی  
 طیبہ کا مالی کہلاؤں روضہ پر چڑھانے کو آؤں  
 اک ہاتھ میں گجرا پھولوں کا، اک ہاتھ میں ڈالی پھولوں کی ۲۳  
 ”شفا رالقلوب“ میں ہے کہ سبزہ دیکھ کر درود پڑھنا ضروری ہے۔ ۲۵  
 اسی طرح ”فضائل صلوٰۃ و سلام“ میں درج ہے کہ خوبصورت اور معطر پھولوں  
 اور پودوں کو دیکھتے وقت درود شریف پڑھنا چاہیے۔ ۲۴ شعرا کے نعت نے بھی  
 اس مضمون کو مختلف رنگوں میں باندھا ہے۔ ڈاکٹر ریاض مجید کہتے ہیں:

سیرچمن میں بلیٹھ، لب جو درود پڑھ  
 کر یاد پھول دیکھ کے وہ رو، درود پڑھ ۲۶  
 امام محمد بن عبدالرحمن سخاوی ”القول البدیع“ میں فرماتے ہیں کہ جب  
 مدینہ منورہ کے مکانات اور اشجار پر نظر پڑے تو کثرت سے درود شریف پڑھے  
 اور جتنا قریب ہوتا جائے، درود شریف میں اضافہ کرتا جائے۔ ۲۸ عزیز سہارنپوری  
 کہتے ہیں:

گلاب و عطر سے کر کے وضو ادب کے ساتھ  
 تمام جسم کو خوشبو ملو درود پڑھو ۲۹  
 درود پاک کے حوالے سے بہت سی نعتوں میں سبزے کا، بہار کا، پھولوں  
 کا ذکر ملتا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

گلشن میں چل رہی ہیں ہوائیں درود کی  
 غنچوں کی ہیں چٹک میں صدائیں درود کی ۳۰

فقیر سہارنپوری (بہندو)

بہار بن کے وہ آئے ریاض عالم میں  
 وہ ہیں شمیم گل جانفزا درود پڑھو ۳۱

- پتوں پر ہے لکھا خطِ گلزار میں درود  
 ۳۲ رنگین نقش ہے گلِ لالہ درود کا  
 ہر کا ہوا ہے عطرِ حقیقت سے باغِ دہر  
 ۳۳ پہنے ہوئے ہیں پھولِ قبائیس درود کی  
 مست غنچے ہوئے گلستاں میں  
 ۳۴ بلبلوں نے پڑھا درود شریف

میر آفتخ کاظمی اپنی ایک نعت میں سبزے کا ذکر کچھ اس طرح کرتے ہیں کہ  
 شاعر جب گلِ الوہیت کی تعریف میں تریزبان ہونا چاہتا ہے تو تمام گلشن کس طرح  
 افتخار و ابہتاج کی کیفیت پالیتا ہے۔

ادائے ناز سے گلشن میں ہے، خرام نسیم  
 روشِ روش پہ یہ پھرتی ہے کیسی اترائی  
 ادھر چٹکتے ہیں غنچے، ادھر مکتے ہیں گل  
 اب آرزوئے دل عندلیب برائی  
 قطار سرو کی استادہ چار سو بادب  
 قیام قامتِ شمشاد ہے برعنائی  
 بہارِ تازہ ہے وہ گلستانِ مکہ میں  
 بہارِ گلشنِ فردوس جس سے شرمائی  
 بھلا ہے گلشنِ ہستی میں وہ گلِ رعنائی  
 کہ پھول بھول گئے اپنی اپنی رعنائی  
 پلا دے ساقی۔ گلغام پھول پھول مجھے  
 کروں گا آج اسی گل کی مدح آرائی  
 ہر ایک لفظ بنے میرا نغمہ بلبیل  
 قلم میں آتے مرے شاخِ گل کی رعنائی



بیاضِ صفحہ قرطاسِ صحنِ جنت ہو  
 سطورِ بیلین ہوں جیسے چمن میں پھیلائی  
 بیاں ہو اس میں مضامینِ نعتِ پاکِ رسولؐ  
 نہ صرف قافیہ بندی و وزنِ بیامی  
 سنبھل آتی کہ ہوا دل میں فیضِ روحِ قدس  
 عطا زباں کو ہوئی بہر نعتِ گویائی ۳۵

سبزے اور پھولوں کو دیکھ کر درود شریف پڑھنے والے کی بہت فضیلت ہے اور ان گنت ثواب ہے کیونکہ شبِ معراج حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک فرشتے کو دیکھا، اس کے پانچ لاکھ منہ تھے اور ہر منہ سے جدا جدا آوازیں آتی تھیں اور ہر آواز کے ساتھ تسبیحِ الہی بیان کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ یہ فرشتہ کون ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) جس طرح ایک پھولدار درخت پر بے شمار پھول لدے ہوئے ہیں اگر کوئی شخص ان پھولوں کو دیکھ کر آپ پر درود پڑھتا جائے تو اسے ایک ایک درود کے بدلے اس فرشتے کی تسبیحوں کا ثواب ملے گا۔ ۳۶

ابو انیس حضرت محمد برکت علی لدھیانوی کی کتاب ”یصلون علی النبی“ میں لکھا ہے کہ ”صلحائے امت میں سے ایک صاحب موسم بہار میں صحرا کی طرف باہر نکلے اور انہوں نے سرسبز درختوں اور پھولوں اور کلیوں کا مشاہدہ کیا تو یہ درود شریف پڑھا“ اے اللہ! درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان درختوں کے پتوں کے شمار کے برابر اور درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پھولوں اور کلیوں کے شمار کے برابر اور درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بارش کے قطروں کے برابر اور درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیابان کی ریت کے شمار کے مطابق اور درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خشکیوں اور سمندروں کے جانداروں کے شمار کے مطابق۔ تو ہاتھ غیبی

آواز دی کہ اے درود بھیجئے والے! ان کلمات کا ثواب لکھنے کی وجہ سے تو نے  
 کراما کا تبین کو مشقت میں ڈال دیا ہے اور حد سے زیادہ درجات کا مستحق ٹھہرایا  
 گیا ہے اور کہا کہ نئے سرے سے نئے اعمال بجالا کیونکہ تیری ساری برائیوں کو بخش  
 دیا گیا ہے۔<sup>۳۷</sup> یہی واقعہ آب کوثر میں بھی درج ہے مگر اس میں اس بات کا اضافہ  
 ہے کہ اس آواز نے درود شریف پڑھنے والے کو جنت کی خوشخبری دی۔<sup>۳۸</sup>

### حواشی

- ۱) محمد زمان، نقشبندی "فضائل صلوٰۃ و سلام" ص ۱۶۱ (۲) ایضاً ص ۱۱۶ (۳) مولانا ابوالحسن،  
 صاحبزادہ الحاج۔ "فلاح الدارين" ص ۵۹ (۴) فیض الحسن شاہ، سید، صاحبزادہ۔ "ارمغانِ فیض"  
 ص ۱۹ (۵) محمد اکبر وارثی، خواجہ "میلاد اکبر" ص ۲۲ (۶) امیر مینائی۔ محمد خاتم النبیین  
 مطبوعہ ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۹ء ص ۲۶ (۷) ایضاً (۸) ایضاً (۹) ایضاً ص ۲۴ (۱۰) ایضاً  
 (۱۱) ایضاً (۱۲) حسن رضا بریلوی۔ ذوقِ نعت ص ۳۵/نعت (ماہنامہ) لاہور جنوری ۹۰ء ص ۳۸ (۱۳)  
 محمد نبی بخش حلوانی "شفار القلوب" ص ۲۹۱ (۱۴) حسن رضا بریلوی۔ ذوقِ نعت ص ۵۹/نعت  
 (ماہنامہ) لاہور ص ۶۰ (۱۵) قمر میرٹھی۔ "شمس و قمر" ص ۲۸ (۱۶) ماہر القادری۔  
 "ظہور قدسی" ص ۳۔ (۱۷) جعفر طاہر "سلسبیل" ص ۱۸-۱۹ (۱۸) حسن رضا بریلوی  
 ذوقِ نعت ص ۶۴، ۲۸، ۳۶/نعت (ماہنامہ) لاہور جنوری ۹۰ء ص ۶۶، ۷۶، ۸۳۔  
 (۱۹) ایضاً ص ۲۰/ص ۴۲ (۲۰) جمیل الرحمن قادری رضوی، صوفی۔ "قبالہ بخشش" ص ۸۹  
 (۲۱) حسن رضا بریلوی، ذوقِ نعت ص ۵۸/نعت (ماہنامہ) لاہور جنوری ۹۰ء ص ۶۸  
 (۲۲) امیر مینائی۔ محمد خاتم النبیین ص ۲۴ (۲۳) جمیل الرحمن قادری، رضوی، صوفی۔  
 "قبالہ بخشش" ص ۸۹ (۲۴) اکبر وارثی "میلاد اکبر" ص ۲۲ (۲۵) محمد نبی بخش  
 حلوانی۔ "شفار القلوب" ص ۲۹۱ (۲۶) محمد زمان، نقشبندی "فضائل صلوٰۃ و سلام"  
 ص ۴۵ (۲۷) ریاض مجید، ڈاکٹر۔ نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اکتوبر ۱۹۸۹ء ص ۱۰ (۲۸)  
 (۲۸) محمد زمان نقشبندی۔ "فضائل صلوٰۃ و سلام" ص ۸۱ (۲۹) غریب سہارنپوری  
 "نعت" (ماہنامہ) لاہور مارچ ۱۹۹۰ (۳۰) نور احمد میرٹھی "نورِ سخن" ص ۱۶۷ (۳۱)

- سبا متھراوی۔ "نعت" (ماہنامہ) لاہور مارچ ۱۹۹۰ (۳۲) محمد اکبر دارانی میرٹھی۔ "نہالِ روضا کبر" ص ۴ (۳۳) غریب سہارنپوری۔ "نعت" (ماہنامہ) لاہور۔ مارچ ۱۹۹۰ (۳۲) غلام مصطفیٰ موسیٰ لودھیانوی۔ "نعت" (ماہنامہ) اکتوبر ۱۹۸۹۔ (۳۵) افتخار کاظمی، میر، امر دہوی۔ فروغِ محامد۔ ص ۳۲، ۳۵ (۳۶) محمد نبی بخش حلوانی "شفا را القلوب" ص ۱۵۲۔ (۳۷) محمد برکت علی لودھیانوی "یصلوٰہن علی النبی"۔ ص ۱۳۶، ۱۳۷۔ (۳۸) محمد امین مفتی۔ "آبِ کوثر"۔ ص ۲۳۲۔





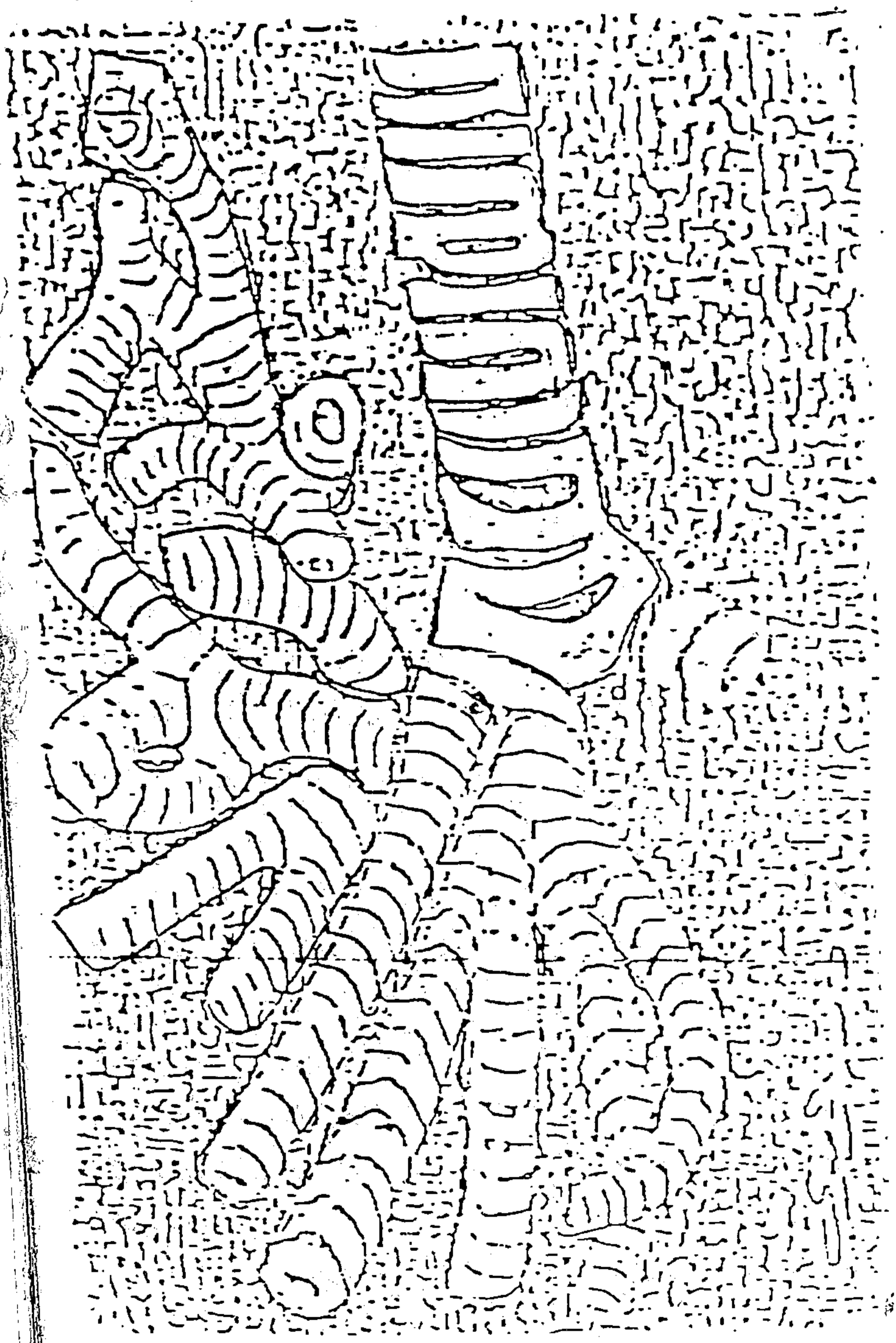


# نور مسیحی کی مسیحائی

”غیر مسلموں کی نعت“ کے حوالے سے فانی مراد آبادی، خادم سوہدروی، مکتبہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ اور نور احمد میرٹھی کے انتخاب نعت زیور طبع سے آراستہ ہوتے اور ماہنامہ ”نعت“ لاہور کے اس موضوع پر خاص نمبر شائع ہوتے تو کسی اصحاب نے یہ سوال اٹھایا کہ جب غیر مسلم اتنی عقیدت و محبت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کہتے ہیں تو وہ مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے۔ اس سوال کو یہ شکل بھی دی گئی کہ چونکہ غیر مسلم نعت گو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے، مسلمان نہیں ہو جاتے، اس لیے ان کا آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت میں تر زبان ہونا محض شاعری ہے، دل کی گہرائیوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

غیر مسلموں کی نعت (حصہ سوم) میں پروفیسر محمد اکرم رضوانے کسی قدر تفصیلاً اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے لیکن اس موضوع پر انشراح قلب کی کیفیت ماہنامہ ”نور الحبیب“ بصیر پور کی حالیہ اشاعت (مئی ۱۹۹۰ء) کے مطالعے سے ہوئی ہے۔ ”نور الحبیب“ کے مدیر محترم جو فقیہ عظیم پاکستان مولانا محمد نور اللہ نعیمی قدس سرہ کے صاحب علم صاحبزادے ہیں۔ صاحبزادہ محمد محبت اللہ نوری کو اسی سال ادا ائل رمضان میں مدینہ طیبہ میں حاضری کی سعادت ملی تو وہاں انہیں کسی صاحب نے انسانی جسم کی کمپیوٹر کے ذریعے لی گئی تصویر دی۔

(یہ تصویر اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں)



اس تصویر کے ذریعے یہ حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ ہر انسان کی سانس کی نالی (ٹانسل) پر کلمہ طیبہ کا جزوِ اول "لا الہ الا اللہ" لکھا ہوا ہے جبکہ دائیں پھیپھڑے پر محمد رسول اللہ "نقش ہے۔

صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری صاحب (مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر لور) نے مذہبی منورہ سے اپنے مکتوب مرقومہ ۱۶ اپریل میں لکھا: "زندگی کا مدار سانس پر ہے اور آلاتِ تنفس جن سے سانس کی آمد و رفت قائم ہے ان پر کلمہ طیبہ منقش ہونا ہر انسان کو دعوتِ فکر دیتا ہے کہ اگر وہ کائنات کے خارجی دلائل کے ساتھ ساتھ اپنے اندرونی نظام کو دیکھے اور تدبیر و فکر سے کام لے تو یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں رہ جاتا کہ ذاتِ خداوندی اور محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر حقیقت سے بڑی حقیقت ہیں اور ان پر ایمان لانا عین فطرت ہے۔ اسی لیے تو قرآن کریم جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر اعلان فرما رہا ہے "ہم آفاق علم) میں اور ان کے اپنے نفسوں میں انہیں نشانیاں دکھائیں گے تاکہ ان پر واضح ہو کہ وہ حق ہے" (سورہ حمر السجدہ آیت ۵۳)

مہتمی ہو دنیا میں و جہ رحمت مہتمی سے عقیقی میں ہے شفاعت  
نفس نفس کی صدا ہے ہر دم در و دم پر سلام تم پر

"نور الحیب" کے تازہ شمارے اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے مکتوب گرامی سے یہ سوال اپنی ساری جزئیات کے ساتھ حل ہونا نظر آیا کہ غیر مسلم حضرات ایمان کی لذتوں سے بہرہ یاب نہ ہوتے ہوئے بھی حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و ثنا میں زمزمہ سنج کیوں دکھائی دیتے ہیں جب سانس کی آمد و شد کی راہ ہی کلمہ طیبہ کی راہ ہے جب خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت انسان کے خمیر میں شامل ہے جب انسان کی ساخت میں یہ حقیقتِ ثابتہ پوشیدہ ہے۔ اور ہر انسان کی زندگی سانس سے سانس نالی اور پھیپھڑوں

سے اور سانس کی نالی اور پھیپھڑا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" سے عبارت ہے تو انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے تو حیدر و رسالت کا قابل ٹھہرا۔ وہ انسان غیر مسلم بھی ہو تو بھی اندر سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی بے پناہ محبت و عقیدت کا برملا اظہار کرتا ہے۔ کیوں نہ ہو، اس کی سانس کے آنے جانے کا نظام ہی اسے اس پر مجبور کرتا ہے اس کے سینے میں موجود کلمہ طیبہ کی ٹرپ اٹھتی ہے۔

حضور سب پر کرم بار ایک جیسے ہیں  
عطائے خاص کے معیار ایک جیسے ہیں

آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کا معنی بھی اسی سے سمجھ میں آیا کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی بنا لیتے ہیں۔ یہ فطرت بچے کو سانس لینے پر مجبور کرتی ہے۔ سانس کی نالی اور دایاں پھیپھڑا اپنی ساخت میں کلمہ طیبہ کا حامل ہے تو ہر بچہ اپنی تخلیق کے اعتبار سے خدا و رسول رحمتِ شانہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معترف ہوا۔ بعد میں ماں باپ اسے کچھ بھی بنا دیں۔ اور میرا ایمان ہے کہ زندگی میں جہاں کہیں انسان کو خدا تعالیٰ اور حضور محبوبِ کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ماننے کا موقع ملتا ہے اس کے اظہار کی صورت بنتی ہے، انسان اپنے آپ کو اس پر مجبور پاتا ہے۔ غیر مسلموں کی نعت "کہ بنیادی وجہ یہی سمجھ میں آتی ہے۔"

انسان جب دنیا میں آتا ہے، اپنی زندگی کے سانس کا محتاج ہوتا ہے۔ جب ہمک سانس کی ڈوری قائم رہتی ہے، وہ زندہ رہتا ہے، جب سانس کا یہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے، انسان مر جاتا ہے۔ یعنی انسان زندہ رہنے کے لیے سانس کا محتاج ہے اور یہ سانس اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ملتی ہے۔ کمپیوٹر کے ذریعے لی گئی اس تصویر سے معلوم ہوا کہ انسان تو چلتا پھیپھڑا کلمہ توحید ہے۔



دنیا کی کشاکش میں لمبے دل ایوں راحتِ حیات ملتی ہے  
توحید کا نعرہ لب پر ہو، تصویر نبیؐ کی سینے میں ۵

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کر دیتے تھے، لیکن حضور نبی الانبیاء صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کی امت میں آنے کی خواہش حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی اور ان کی  
یہ درخواست بارگاہِ خداوندی سے قبولیت کی سند بھی لے چکی۔ تو یقیناً مسیحائی کے  
اعتبار سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و فوقیت ثابت ہوتی ہے۔ حضرت  
عیسیٰ علیہ السلام تو مچھو کا ماتے تھے اور مردہ زندہ ہو جاتا تھا مگر نوید مسیح حضور حبیب  
کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسیحائی کا شہرہ ازل سے ابد تک یوں ہے کہ ہر انسان اپنی  
ساخت کے لحاظ سے کلمہ طیبہ کا قائل ہے۔ وہ سانس لے ہی نہ سکتا تھا، اگر خدا  
کی وحدانیت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اپنی تخلیق میں قائل نہ ہوتا۔  
سانس کی نالی اور پھیپھڑے کے ذریعے زندگی ہے اور یہ زندگی حضور صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کی رسالت کے اعتراف و اقرار میں مضمر ہے انسانی زندگی کا ہر لمحہ اور ہر سانس  
خدا تعالیٰ اور اس کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محتاج ہے

ہو نہ یہ پھول تو بلبیل کا ترنم بھی نہ ہو  
چمن دہریں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو  
یہ نہ ساقی ہو تو پھیرے بھی نہ ہو، تم بھی نہ ہو  
بزیم توحید بھی دنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے  
نبض ہستی پیش آادہ اسی نام سے ہے  
کمپیوٹر کی اس تصویر کے ذریعے کھلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ  
رنے کا جو حکم فرشتوں کو دیا گیا تھا، اس کا باعث کیا تھا، اللہ تعالیٰ کائنات  
کی اس ازل حقیقت کی عظمت کو بلا کہ پر بھی شکار کرنا چاہتا تھا کہ خدا ایک ہے  
اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول ہیں، فرشتوں کے اس سجدے کی غایت

یہی ظاہر ہوتی ہے کہ انسان کی ساخت میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اعلان ہے فرشتے اس سے محروم ہیں اس لیے انہیں ابوالبشر (علیہ السلام) کے آگے جھکنے، سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اور جس نے اس حکم سے انکار کیا اس نے گویا کلمہ توحید کی اہمیت کا انکار کیا اور مردود و دھڑا۔

قرآن پاک میں خدا تعالیٰ نے فرمایا: **وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعَلِمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَدْيِ** (اور

بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے اور ہم اس سے شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں) مفسرین کرام اس آیت کریمہ کی تشریح

و تفسیر میں بہت کچھ تحریر فرماتے رہے لیکن کمپیوٹر کے حوالے سے سامنے آنے والی زیر نظر تصویر سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری تعلیم کے لیے اپنے

شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہونے کی ایک صورت یہ بھی رکھی ہے کہ سانس کی نالی کی ساخت میں اپنی توحید کا اعلان کر رکھا ہے۔ اور اللہ کریم جل جلالہ کی توحید کا

اعلان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے اعلان کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ ہم نے ماہنامہ نعت کے اجراء کے وقت کہا تھا کہ کلمہ توحید "لا الہ الا اللہ" پر ختم نہیں

ہوتا "محمد رسول اللہ" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر تکمیل پذیر ہوتا ہے اس لیے ہم اس حمد کے قائل ہیں جس میں نعت شامل ہو۔ ہم اس توحید کو تسلیم نہیں کرتے جو حضور

سرور کائنات علیہ السلام والصلوة کی وساطت سے نہ ملے، ایسی بہت سی قومیں ہیں جو خدا کو تو مانتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لاتی، ایسے لوگ مسلمان

نہیں ہیں، مسلمان کی شان یہی ہے کہ وہ توحید و رسالت پر ایمان رکھتا ہے زیر نظر تصویر ظاہر کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری شہ رگ سے قریب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم ہماری تخلیق کا سبب ہیں۔

ابتداء تم ہو، انتہا تم ہو  
عقل حیران ہے کہ کیا تم ہو  
صرف نظروں سے پردہ داری ہے  
ورنہ ہر شے سے رونما تم ہو

خود شناسی ہے مقصد تخلیق میری ہستی کا مدعا تم ہو۔  
 جب سانس کی آمد و رفت کا انحصار خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کی رسالت کے روحانی اقرار پر ہے۔ جب تک انسان میں روح موجود ہے سانس  
 آتی جاتی ہے۔ سانس آتی جاتی ہے تو کلمہ طیبہ کے طفیل آتی جاتی ہے۔ اس لیے تمہیں سوچنا  
 چاہیے کہ ہمارا ہر کام اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کے لیے ہو، ہم سانس  
 لیں تو خدا تعالیٰ کے ذکر اور درود شریف کا ورد کرتے رہیں، بولیں تو اللہ کریم اور حضور  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں کریں، چلیں تو خدا اور رسول (جل شانہ) و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی بتائی اور دکھائی ہوئی راہ پر چلیں۔ لکھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعمتیں لکھیں،  
 سنیں تو ان کی باتیں سنیں، دیکھیں تو گنبد خضراء کی یا اس کے عکس پاک کی رعنائیں  
 دیکھیں۔ کمپیوٹر کی یہ تصویر ہمیں یہی سکھاتی ہے۔

یاد ہر دم دلوں میں رہے آپ کی، ہر تنفس میں خوشبو بے آپ کی  
 ہوشنا آپ کی سب کے درد زباں، آپ پر توں کروروں درود و سلام ۹

## حواشی

- (۱) نورا لجیب (ماہنامہ) بصیر پور، مئی، ۱۹۹۰ء۔ ص ۴
- (۲) نزہت اکرام، ڈاکٹر (۳) شہاب دہلوی، سید مسعود حسن
- (۴) مسند امام عظیم، باب التوقف فی ذراری المشرکین (اردو ترجمہ از دست محمد شاہ کراچی)
- (۵) عرش ملیسانی، پنڈت بالکنند (۶) اقبال، شاعر مشرق علامہ
- (۷) ق۔ ۵۰ : ۱۶ (۸) موج، راجندر بہادر (۹) نذیر احمد علوی

دنیا سے دل لگا کر بیٹھ کر  
 اربابِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا بیان  
 کا بیان  
 کا بیان

غازی مریدین و جنین شہیدان  
 نے لکھا ہے



صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

## شہیدانِ ناموسِ حضور

### کی مشترکہ خصوصیات

محافظانِ ناموسِ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کارناموں کا بابائے لیس تو بعض خصوصیات سامنے آتی ہیں۔

بنیادی بات تو محبتِ حضورِ والا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ ان غازیوں میں یہ جذبہ عام لوگوں سے بہت زیادہ دکھائی دیتا ہے۔ یہی جذبہ صادق یہ رنگ لاتا ہے کہ جہاں ان کے آقا و مولا علیہ الخیرۃ و النبیۃ کی کسی نے توہین کی، انہوں نے اسے کیفرِ کمرہ دار تک پہنچا دیا۔ عام طور پر یہ شہیدانِ محبت نوجوان یا جوان تھے، انہوں نے قانونی اصطلاح کے مطابق فوری اشتعال کے تحت شامانِ رسول کو جہنم رسید نہیں کیا بلکہ سوچ سمجھ کر یہ قدم اٹھایا، یہ تو حقیقت ہے کہ ان کے اس جرأت مندانہ اقدام کی بنیاد جذبات ہی ہے لیکن ان جذبات کی اساس فوری اشتعال یا غصہ نہیں ہے بلکہ یہ عقل کی ہر کسوٹی پر پورے اترتے ہیں اور مسلمان جتنا بھی اس موضوع پر سوچتا ہے، عوروں کو فکر کرتا ہے، اسی نتیجے پر پہنچتا ہے کہ کسی بھی گستاخِ رسول کی سزا قتل کے سوا کچھ نہیں۔ جو شخص کائنات کے محسنِ اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی توہین کی جسارت کرتا ہے، اللہ کے محبوب کی گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے، اس کا زندہ رہنا انسانیت کی توہین ہے، اور اللہ تعالیٰ کی صفتِ قہاری و جباری کو انجنت کرنا ہے۔ اس کا غوری، موثر اور واحد علاج ضروری ہے۔

شہیدان ناموس رسالت میں سے اکثر کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ حضور بابت تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ان کے خوابوں کو زندگی بخشی اور انہیں کسی شام کا حلیہ دکھا کر یا بتا کر ان کی ڈیوٹی لگا دی اور انہیں حیات جاوید کی راہ دکھادی۔ جن غازیوں اور شہیدوں کا ذکر پیش نظر ہے، ان سب میں ایک یہ خوبی بھی مشترک دکھائی دیتی ہے کہ انہوں نے پہلے گستاخی کے مرتکب کو وارننگ دی، للکارا اور پھر قتل کیا۔ چھپ کر تو مسلمان ویسے بھی وار کرنا اچھا نہیں سمجھتا، ان غازیوں کے کارناموں کا مقام تو سب سے اعلیٰ ہے، وہ للکار کر اور متنبہ کر کے یہ سعادت کیوں حاصل نہ کرتے۔

ظاہر ہے کہ قبیلہ عشاق کی ان سربراہ اور وہ شخصیات نے کسی گستاخ سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا تباہ پانچا کیا تو انسانیت پر احسان کیا، اسلامیوں کی طرف سے فرض کفایہ پورا کیا، اسلام کی تعلیمات پر عمل کیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا حق ادا کیا اور، حقیقت میں ایک کارنامہ انجام دیا۔ اس لیے کسی تائیف کسی پریشانی کا کیا سوال!۔ ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تمام حفاظت کاروں کی خصوصیت یہ بھی رہی کہ ان میں سے کوئی موقع سے فرار نہیں ہوا۔ انہوں نے یہ بھی کیا کہ قتل سے انکار کی ہر دعوت ٹھکرادی۔ اپنے عزیزوں، رشتہ داروں، دوستوں، خیر خواہوں، دکیلوں کی ہر ایسی کوشش کو ناکام بنا دیا۔ یہ عظیم کارنامہ انجام دینے کے بعد احساسِ تفاخر نے تو ان کی معاونت کی، اظہارِ مسرت تو ان کی ایک ایک ادا سے ہوا۔ پیشمانی کا تو کوئی موقع ہی نہیں تھا، ان شہیدان ناموس رسالت نے اپنے اعزہ و احباب کو بھی پریشان نہ ہونے اور آہ و بکا نہ کرنے کی تلقین کی۔ جب ان کو پھانسی کی سزا سنائی گئی، انہوں نے اس پر خوشی کا اظہار کیا، ابھار ج و مسرت کی صورتیں ان کی صورت سے، ان کے انگ انگ سے

ظاہر ہوئیں۔

ان جو امر دغا زیوں کے ان کارناموں کا ایک اعلیٰ مشترک تخصص یہ بھی دکھائی دیتا ہے کہ انھوں نے اپنی ڈیوٹی پوری کر کے سکھ کا سانس لیا، اطمینان کا اظہار کیا، عام طور پر یہ وہیں موقع ”واردات“ پر کھڑے رہے، بیٹھ گئے یا دوبارہ وہاں پہنچے لیکن کتے کی موت مرنے والوں کے عزیزوں، دوستوں، ہم مذہبیوں کو سامنے ہونے پر بھی ان پر حملہ کرنے یا انھیں نقصان پہنچانے کی ہمت نہ ہوتی۔ جرأت و شہامت کے ان مجسموں اور غیرت و حمیت کے ان پیکروں پر حملہ تو کجا، انھیں تو شاید ان کے پُر نور چہرے کی طرف دیکھنے کا بھی حوصلہ نہ ہوتا ہوگا۔

ایک اہم خصوصیت ان کارناموں کی یہ ہے کہ حضور محبوب کبریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان باکرہ دار عشاق کے والدین نے بھی پریشانی ہونے، واویلا کرنے اور رونے دھونے کے بجائے اس کارنامے پر خوشی کا اظہار کیا اور اپنے بیٹے کی اس سعادت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

اس سلسلے کی ایک بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ تمام محافظان ناموس سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وزن جیل کی چار دیواری اور پھانسی کی کال کو ٹھٹھی میں بڑھ گیا۔ یہ دنیا میں واحد مثال ہے۔ ورنہ پھانسی پانے والا شخص جتنا بھی دلیر ہو، اس نے کسی بڑے مقصد ہی کی خاطر قتل کیا ہو، انسانی جبلت اور خاصیت یہی ہے کہ پھانسی کی سزا کا اعلان ہو جانے کے بعد اس کا وزن گھٹتا ہی گھٹتا ہے، بڑھتا کسی صورت نہیں۔ لیکن ان غازیان اسلام، ان شہیدانِ محبت، ان محافظانِ ناموس رسالت کا وزن جیل کی کال کو ٹھٹھی اور پھانسی کے اعلان نے بڑھا دیا۔ کیوں نہ ہوتا۔ جب اپنا مقام دکھائی دے رہا ہو، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت حاصل ہو رہی ہو، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا

مژدہ سنائی دے رہا ہو، جنت میں اپنے استقبال کی تیاریاں نظر آرہی ہوں  
خوشی کیوں نہ ہوگی۔ انتہاج و انبساط کی کیفیتوں کی معیت میں غازی کا  
وزن نہیں بڑھے گا تو کیا ہوگا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس پر قربان ہونے والے  
غازیوں میں جو خصوصیات مشترک ہیں — ایمان کی تازگی، اور اہل محبت کی  
روح کی بالیدگی کے لیے اس مضمون میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے:

### شہیدان ناموس رسالت کی عمر

زیادہ تر غازی اس وقت نوجوان تھے جب انہوں نے شانمان رسول ص کو  
فنائی النار کیا۔ جوانی میں جوش اور جذبہ بہت شدید ہوتا ہے۔ اس عمر میں انسان  
سب کچھ حاصل کر لینا چاہتا ہے۔ ہر چیز کو تسخیر کر لینا اپنا حق سمجھتا ہے۔ اس لیے  
جب غازیوں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کوئی گستاخی کر رہا  
ہے تو انہوں نے اپنی جان سے پیارے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں  
گستاخی کرنے والے ان بد بختوں کو جہنم رسید کر دیا۔ اگر کسی پر غصہ آئے تو چاہیے  
فورا شانمان رسول کو گالیاں دے کر دل کا غصہ ٹھنڈا کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کی سنت بھی  
پوری ہوئے گی اور غصہ بھی درست سمت اختیار کر لے گا۔ سکون کا سکون اور ثواب  
کا ثواب۔

جب غازی خدا بخش نے راجپال پر حملہ کیا تو اس وقت ان کی عمر تیس برس  
تھی۔ غازی علم الدین کی شہادت کے وقت عمر اکیس برس تھی۔ جب قائد اعظم  
نے عدالت میں علم الدین کے بارے میں تفصیل سے دلائل دیے اور علم الدین کو  
بے گناہ ثابت کرنے کے لیے مقدمہ کے دوسرے پہلو پر نظر ڈالی اور کہا کہ اگر یہ



مان بھی لیا جائے کہ ملزم واقعی قاتل ہے تو بھی اس کو سزا پھانسی نہیں بلکہ عمر قید ہونی چاہیے۔ انہوں نے اس کی تین دلیلیں دیں۔ ان تین دلیلوں میں انہوں نے ایک یہ بیان کی کہ ملزم کی عمر اٹھارہ اُنیس سال ہے۔ اسی طرح غازی عبدالقیوم شہید کی عمر جب ۲۲، ۲۱ سال کی ہوئی تو ۱۹۳۲ء میں ان کی شادی کر دی گئی۔ شادی کے چند ماہ بعد وہ کراچی میں اپنے حقیقی ماموں کے پاس چلے گئے جہاں انہوں نے نتھورام کو قتل کیا اور ۱۹۳۶ء میں شہید ہوئے۔ غازی محمد صدیق شہید ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۲ء میں شاتم رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کیا۔ اس طرح ان کی عمر ۲۰ برس تھی۔ غازی مرید حسین ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۷ء میں شہید ہوئے۔ اس طرح شہادت کے وقت ان کی عمر ۲۲ برس تھی۔ "ضیائے حرم" میں غازی میاں محمد شہید کی شہادت کے وقت ان کی عمر کے بارے میں لکھا ہے "شہادت کے وقت کھلتی ہوئی سفید رنگت والے خوبصورت جوان غازی میاں محمد کی عمر صرف ۲۳ برس تھی۔ غازی صوفی عبداللہ شہید کو جس وقت آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہندو کی زبان بندی کا حکم ملا، اس وقت ان کی عمر ۳۲، ۳۳ سے متجاوز نہ تھی۔" یہ درست ہے کہ زیادہ تر غازیوں نے نو عمری ہی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کی خاطر کسی شاتم رسول کو قتل کر دیا۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنے والوں کو مار دینے والوں کے لیے نو عمر ہونا ضروری نہیں کیونکہ یہ سعادت ایک عاشق رسول حاجی غازی محمد مانگ کو بھی حاصل ہوئی ہے جنہوں نے چوں سال کی عمر میں مرزائی شاتم رسول عبدالحق کو فناء النار کر دیا۔<sup>۹</sup>

### فوری اشتعال نہیں، غور و فکر کا نتیجہ

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہیدائیوں نے شاتم رسول کو سوچ سمجھ کر

جہنم رسید کیا، اشتعال میں آکر نہیں بلکہ عقل و دانش کی کسوٹی میں اچھی طرح پرکھ کر۔ جب غازیوں نے دیکھا کہ دل، دماغ، ایمان اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور آپ کی قربت کا یقین اس بات پر منحصر ہے کہ شاتم رسول کو قرار واقعی سزا دی جائے اور اس کم نخت کی سزا صرف اور صرف قتل ہی ہے تو انھوں نے ایسا ہی کیا۔ اپنے بارے میں کوئی گالی برداشت نہیں کر سکتا اور وہ مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی پر کس طرح خاموش رہ سکتا ہے جس کے ایمان کی بنیاد ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ محبت پر قائم ہے۔ جو اپنی جان، مال، اولاد اور ماں باپ سے زیادہ پیارے ہوں، ان کو کوئی ٹیڑھی اٹھکے سے بھی دیکھے تو برداشت نہیں کیا جاسکتا۔

غازی علم الدین کو جب راجپال کی حرکت کا علم ہوا تو ان کی آنکھوں سے ہارے غم کے، آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو گیا وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ گئے لوگوں سے معلوم کیا کہ راجپال کون ہے اور کہاں رہتا ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لیے سارا دن اپنے دوست بھیدے کے ساتھ جگہ جگہ گئے۔ دوسرے دن بھی معلوم کرتے رہے تب جا کر معلوم ہوا کہ وہ انارکلی ہی میں ہسپتال روڈ پر رہتا ہے۔ پتا معلوم ہونے کے دو تین دن کے بعد گھر سے بیٹھے چاول کھانے کے بعد بھابھی سے چار آنے مانگے۔ حالانکہ وہ پہلے ایک آنہ لیتے تھے۔ بھابھی سے چار آنے لینے سے ایک روپیہ ہو گیا۔ ہنستے مسکراتے گھر سے نکلے اور بازار سے چھری خریدی اور جا کر راجپال کو جہنم رسید کہہ دیا۔ یعنی انھوں نے فوراً اسے مارنے کے بجائے کسی دنوں کی سوچ بچار کے بعد اور پیسے جمع کر لینے کے بعد چھری خرید کر راجپال کو قتل کر دیا۔ ”کچھ دوستوں نے کہا علم الدین! تو کہہ دے میں اُس وقت جذبات کی رو میں بہہ گیا تھا۔ میں اُس وقت ہوش میں نہ تھا تو مرد مجاہد جواب دیتا ہے

بھائیو! ساری زندگی میں وہی چند لمحے بختے جب میں ہوش تھا۔

غازی عبدالقیوم کے وکیل سید محمد اسلم نے "اشتعال" کے قانونی مفہوم کو بیان کرتے ہوئے یہ نکتہ پیش کیا "سوال یہ نہیں ہے کہ عبدالقیوم کا اقدام ملک کے قانون کے خلاف ہے۔ سوال یہ ہے کہ عبدالقیوم نے یہ اقدام انتہائی اشتعال کے عالم میں کیا ہے تو کیوں نہ اسے وہ کم از کم سزا دی جائے جس کی اجازت دفعہ ۳۰۲ کے تحت قانون نے دے رکھی ہے۔ جبکہ غازی عبدالقیوم کا اپنا بیان ان کے اقبالی بیان کے مطابق یہ تھا کہ چار چھ مہینے پہلے میں اپنے آبائی وطن ہزارہ گیا تھا۔ ہزارہ جانے سے پہلے میں نے سنا تھا کہ کسی نبی نے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان میں گستاخی کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے کچھ لکھ کر شائع کیا ہے۔ میں اس وقت کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے معلوم کیا کہ یہ شخص گرفتار کر لیا گیا ہے اور میں یا کوئی بھی اس سے نہیں مل سکتا۔ کراچی لوٹ کر مجھے معلوم ہوا کہ اسے ڈیڑھ سال قید با مشقت اور ایک ہزار روپے جرمانے کی سزا سنائی گئی ہے۔ ہائی کورٹ پہنچ کر مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس نے اپیل کی ہے اور اپیل ۲ ستمبر کو ہوگی۔ میں نے جو ناماریٹ سے ایک خیر خرید اور بخارا کے ایک حاجی سے اس پر دھار رکھوائی۔ ۲۰ تاریخ کو میں ساڑھے گیارہ بجے عدالت کے کمرے میں آ بیٹھا۔ لوگوں نے میرے پوچھنے پر بتایا کہ نہ تو رام یہ شخص ہے۔ چنانچہ میں نے اطمینان کر لینے کے بعد اپنا فرض ادا کیا۔ مجھے اس شخص سے کوئی ذاتی پر خاش نہیں تھی جو شخص اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے برے کلمات استعمال کرے گا، وہ گویا اللہ کا مجرم ہوگا۔ میں نے اپنے فرض کے لیے اپنی جان قربان کی ہے۔ میں اس بات پر مطمئن ہوں۔ مقدمہ چلا اور مقدمے کے رخ سے اندازہ ہو گیا کہ نوجوان قیوم کو پھانسی دے دی جائے گی۔ صفائی کے وکیل بیرسٹر اسلم اور دوسرے

ماہرینِ قانون نے مشورہ دیا کہ عبد القیوم اگر اپنے بیان میں یہ کہہ دیں کہ میں نے فوری اشتعال کے تحت اور مذہبی جذبات میں بہہ کر قتل کیا ہے تو سزا نے موتِ عمر قید میں بدل سکتی ہے مگر عبد القیوم نے سادگی سے کہا تو یہی کہ یہ فوری اشتعال نہیں تھا، میں نے خوب سمجھ کر یہ قدم اٹھایا ہے۔ اگر یہ شخص میرے اس حملے سے بچ جاتا اور میں بھی قانون کی زد سے بچنے میں کامیاب ہو جاتا تو پھر اسی طرح اس کو تلاش کر کے ہلاک کر دیتا۔ بعض ماہرینِ قانون کا مشورہ تھا کہ عارضی جنون کا سہارا لے کر سزا میں کمی کی درخواست کی جاسکتی ہے یعنی یہ کہا جائے کہ مقتول شخص کے گستاخانہ کلمات سن کر عبد القیوم خود پر قابو نہ رکھ سکے اور ایک طرح کے مذہبی جوش میں یہ بھول گئے کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ عبد القیوم نے وکلاء کو یہ طریقہ کار استعمال کرنے سے منع کر دیا۔ اس نوجوان کا موقف تھا کہ میں نے کمال ہوشِ مٹھی کے ساتھ دونوں پہلے اس گستاخ کو سزا دینے کا فیصلہ کیا تھا اور یہ جنون نہیں بلکہ عینِ فرزانگی ہے۔ ۱۲

غازی مرید حسین نے بھی سوچ سمجھ کر ڈاکٹر رام گوپال کو قتل کیا۔ یہ بت اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ جب رام گوپال کے بارے میں غازی مرید حسین نے اخبار میں پڑھا۔ تو سب سے پہلے بھیرہ پنچے وہاں سے ایک دو دھاری خنجر خریدا اور چاچر شریف اپنے پیر خواجہ عبد العزیز کے پاس پنچے "چاچر شریف کی روحانی فضا نے مرید حسین کے قلبِ روشن کو اور متور کیا تھا۔ چاچر سے براستہ راولپنڈی، پشاور آپ فقیر اپنی اور حاجی ترنگ زئی سے ملنے اس علاقہ میں گئے جسے اس زمانہ میں علاقہ خیر اور آج کل اپنا علاقہ کہا جاتا ہے۔ اس سفر کے واقعات کے بارے میں زیادہ تفصیل معلوم نہیں ہو سکی البتہ اتنا پتا چلا ہے کہ "علاقہ خیر" سے واپسی پر پولیسکل ایجنٹ کے حکم سے آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ خوش قسمتی سے وہاں وادی چوہا



کا ایک شخص غلام حسین نامی پٹواری متعین تھا۔ آپ کی گرفتاری کا علم ہونے پر اس نے بھرپور کوشش کی۔ اس طرح جلد ہی آپ کی رہائی عمل میں آگئی۔ پھر پشاور سے رسالپور چھاؤنی میں اپنے ایک قریبی رشتہ دار کے پاس پہنچے۔ وہاں چند روز قیام کے بعد واپس گھر پہنچے۔ بھلہ سے چکوال گئے وہاں ڈاکخانہ سے اپنی جمع شدہ رقم ریاست سب روپے نکلوائی۔ پھر لاہور پہنچے۔ اور لاہور سے دہلی چلے گئے۔ دہلی سے ضروری معلومات حاصل کرنے کے بعد حصار چلے گئے۔ حصار پہنچنے پر تپا چلا کہ ڈاکٹر رام گوپال نے ایک مہینے کی چھٹی لے رکھی ہے اور آج کل پشاور میں ہے۔ آپ پشاور پہنچے تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر پشاور سے نارنوند جا چکا ہے۔ آپ ۶ اگست ۱۹۳۶ء کو دوبارہ حصار پہنچے۔ حصار سے "نارنوند" گئے اور آخر کار اس کے گھر میں گھس گئے۔ وہ سو رہا تھا۔ اسے آواز دے کر للکارا اور قتل کر دیا۔ قتل کے بعد نہایت اطمینان سے تمام واقعات بتائے۔ پولیس کے افراد ان کی جرأت و بیباکی پر انکسنت بدنمان تھے۔

مبصر غلام حسین نے اپنی ایک یادداشت میں لکھا ہے کہ "میاں محمد مرحوم" دھیمے مزاج کے نوجوان تھے۔ جلدی غصے میں ہرگز نہ آیا کرتے۔ اپنے متعلق یا قرب جواری میں جو کچھ بھی ہو، اس کے خلاف سن سکتے تھے لیکن شان رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں گستاخی ان کے لیے کسی طرح بھی قابل برداشت نہ تھی۔<sup>۱۲</sup> یہ بات کہ غازی میاں محمد نے سوچ سمجھ کر پورے ہوش و حواس سے نابکار ہندو کو چرن داس کو قتل کیا، اس سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ جب نعت سن کر چرن داس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو غازی نے پہلے خود چرن داس کو سمجھایا اور پھر افسران کو اس کی شکایت کی مگر وہاں شتوائی نہ ہونے پر بیرک میں پہنچے اور کپڑے بدل کر نماز پڑھی، نوافل پڑھ کر دعا مانگی۔ "اے میرے خالق و مالک میں نے یہ ہتھیہ کر لیا ہے کہ تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں

ہرزہ سرائی کے مرتکب کا کام تمام کر دوں۔ لعین سے انتقام لینے کے لیے میں  
 بیچ و تاب کھا رہا ہوں تو مستبب الاسباب ہے، اپنے حقیر بندے کو حوصلہ اور  
 استقامت عطا فرما۔ خدایا! اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حرمت و تقدس پر  
 جان لڑانے کی توفیق بخش اور میری قربانی بھی منظور فرمائے۔ "غازی دعائے فارغ  
 ہو کر چکے سے کوارٹر گاڑ جا پہنچے جہاں رسول پاک کی شان میں گستاخی کرنے والا  
 کمیۃ فطرت ڈوگرہ سپاہی ڈیوٹی دے رہا تھا۔ غازی میاں محمد شہید اندھیرے  
 سے فائدہ اٹھاتے ہوئے گاڑ روم میں داخل ہوئے۔ اپنی رائفل نکالی، میگنیزین  
 کو لوڈ کیا اور باہر نکلتے ہی للکارا "کم بخت اب بتا کہ میرے نبی کی شان میں  
 توہین کا مرتکب ہونے پر میں تم سے باز پرس کا حق رکھتا ہوں یا نہیں۔ یہ سن کر  
 ڈیوٹی پر متعین شاہم رسول نے بھی پوزیشن سنبھال لی اور رائفل کا رخ آپ کی  
 طرف موڑا مگر اس کے ساتھ ہی خاموش رسالت کے شہیدائی کی گولی ہنر و ڈگر  
 کو ڈھیر کر چکی تھی۔ ۱۵

میاں محمد ملک لکھتے ہیں "۴ اگست کو جنرل کورٹ مارشل کیس شروع ہوا۔  
 تین ڈاکٹروں کی شہادت بھی قلمبند ہوئی جنہوں نے غالباً آپ کو بچانے کے لیے  
 مشترکہ رائے دی کہ ملزم جذباتی واقعہ ہوا ہے جس نے وقتی طور پر جذبات سے مغلوب  
 ہو کر یہ انتہائی قدم اٹھایا ہے لیکن غازی گیمیا محمد نے یہاں بھی سابقہ بیانات دہرائے  
 ہوئے کہا "میں نے بقائمی ہوش و حواس اس گستاخ رسول کو جہنم واصل کیا  
 ہے۔" ۱۶

## اس سعادت کے لیے ان غازیوں کی نامزدگی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت پر جان قربان کرنے والے ان

لہذا قسمت غازیوں میں سے کچھ غازیوں کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ ان غازیوں کو آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود خواب میں تشریف لا کر حکم دیا کہ فلاں بدبخت نے میری شان میں گستاخی کی ہے۔ اس پر غازیوں نے ان بدبخت کتوں کو ختم کر کے اپنی قسمت کے ستاروں کو ہمیشہ کے لیے روشن و درخشان کر لیا۔ ان خوش قسمت غازیوں میں سے ایک غازی محمد صدیق شہید ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں انھیں فرمایا یا قصور کا ایک بند نصیب ہندو پے در پے ہماری شان میں گستاخیاں کرتا چلا جا رہا ہے۔ جاؤ اور اس کی ناپاک زبان کو لگام دو۔ اسی طرح غازی مرید حسین کو جو پابندِ صوم و صلوات ہونے کے علاوہ ایک درد مند دل رکھتے تھے اور جن کو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی، ایک رات خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیارت کی سعادت عطا فرمائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسین کے اس مرید کو گستاخِ زمانہ کافر کا حلیہ دکھایا۔ جسے بعد میں مرید حسین نے اپنی نوٹ بک میں نوٹ کر لیا۔ ۱۸ غازی عبد اللہ شہید کو بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں زیارت سے مشرف فرمایا اور حکم دیا "عبد اللہ جاؤ۔ فلاں گاؤں پہنچو اور میرے شاتم کی خبر لو۔" ۱۹

## تأسف نہیں، تفاخر

تمام غازیوں کے حالات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شاتمِ رسولؐ پر حملہ کرنے یا انہیں قتل کر دینے کے بعد کسی قسم کی پشیمانی یا پریشانی کا شکار نہ ہوئے اور نہ اپنی جان قربان ہو جانے کے خیال سے خوفزدہ ہوئے۔ راجپال پرب سے پہلے ایک غیور مسلمان غازی خدا بخش نے سب سے پہلے قاتلانہ حملہ کیا۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۷ء کی صبح راجپال حسب معمول اپنی دکان پر کاروبار

میں مشغول تھا۔ خدا بخش نامی ایک شخص نے اپنے تیز دھاڑ چاقو سے اس پر حملہ کر دیا جس سے راجپال کو کل چاند زخم آئے جن میں ایک تو خاصا گہرا تھا لیکن یہ زخم جان نپا ثابت نہ ہوئے۔ عدالت میں راجپال نے خدا بخش کے حملے کی روداد سنائی اور کہا کہ میری رائے میں مجھ پر حملہ کتاب ”رنجیلار رسول“ کی اشاعت اور مسلمانوں کے اچھی ٹیشن کا نتیجہ ہے۔ مجھے ملزم سے اب بھی خطرہ ہے کہ یہ مجھے مار دے گا۔ حملے کے وقت بھی ملزم کہے جاتا تھا کہ ”کافر تو آج میرے ہاتھ آیا ہے میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا“ جب عدالت نے خدا بخش کو جہا سے دریافت کیا کہ وہ جرح کے طور پر کوئی سوال کرنا چاہتا ہے تو آپ نے بلند آواز سے کہا ”ناموس رسالت کا تحفظ میرا فرض ہے۔ میں تاجدارِ بدینہ کی توہین ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ (گواہ) رنجیلار رسول کا لفظ منہ سے نکال رہا ہے میں اس کی زبان بند کرنا چاہتا ہوں۔“

اسی طرح غازی عبدالعزیز جب راجپال کے دھوکے میں اس کے دست کو شدید زخمی کر چکے تو گہرے قتل ہونے پر عدالت نے جو کچھ پوچھا غازی نے سچ سچ بتا دیا۔ جب عدالت نے کہا کہ تمہیں کچھ اور کہنا ہے تو غازی نے جواب دیا ”میں اپنے فعل سے انکار نہیں کر سکتا اور نہ اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔“ غازی علم الدین شہید کو جب بھی کسی نے اقبالِ فعل سے باز رہنے کو کہا تو آپ نے یہی جواب دیا کہ ”تم لوگ مجھے شہادت کے جام سے کیوں محروم رکھنا چاہتے ہو۔ میں ہر جگہ ہی اعلانِ کردوں گا کہ راجپال کو میں نے قتل کیا ہے۔ اس ایک جان کی کیا بات ہے اگر مجھے دس جانیں مل جائیں تو میں وہ بھی ناموس رسالت کی پاسداری پر قربان کر دوں گا۔ یہ قتل میرے نامہ اعمال کا اعزاز ہے اور میں اس اعزاز سے محروم ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں حاضر نہیں ہو سکتا۔“



بانی پاکستان اور برصغیر کے نامور وکیل قائد اعظم محمد علی جناح نے بھی کہا  
 ”بیٹا تو ایک دفعہ انکار کر دے۔ تیری جان بچا نامیرا کام ہے۔ اس پر غازی علم الدین  
 اٹھا اور کہا کہ میں نے زندگی میں صرف ایک ہی تو ایسا کام کیا ہے جس پر مجھے  
 فخر ہے۔ میں نے گستاخ رسول اللہ کو مارا ہے، کوئی جرم نہیں کیا اور بیاناٹنگ ہل  
 کہتا ہوں کہ راجپال کا قاتل میں ہوں۔“ <sup>۲۳</sup> غازی مرید حسین شہید نے بھی رام گوپال  
 کو قتل کرنے کے بعد جیل میں جب پہلی بار ماں، چچا زاد بھائی اور برادری کے  
 ایک بزرگ سے ملاقات کی تو فرط مسرت سے کہنے لگے کہ آپ کو مبارک ہو، اللہ  
 کے فضل سے وہ ضروری کام ہو گیا ہے جس کا ذکر میں اپنے خطوط میں کیا کرتا تھا۔  
 اور اپنے عزیزوں کو سب واقعات کہہ سنائے۔ مقدمہ کی پیروی کی بات ہوئی تو  
 کہنے لگے ”پیروی کی قطعاً ضرورت نہیں۔ آپ واپس چلے جائیں۔ میں کبھی جھوٹ  
 نہ بولوں گا۔ رام گوپال نے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی  
 کی۔ کوئی غیرت مند مسلمان ایسی حرکت کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لیے میری غیرت  
 نے گوارا نہ کیا اور میں نے موذی کو قتل کر دیا ہے۔“ <sup>۲۴</sup> اسی طرح غازی میاں محمد  
 شہید کی والدہ جب پہلی بار آپ سے ملنے آئیں تو اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں  
 ..... غازی صاحب نے والدہ محترمہ سے عرض کیا ”ماں! میں نے کوئی ایسا  
 کام نہیں کیا جس سے آپ کو ندامت یا شرمندگی محسوس ہو بلکہ میں نے جو کچھ کیا  
 ہے اس پر آپ کو خوش ہونا چاہیے۔ میں چاہتا ہوں کہ جب آپ مجھ سے ملنے  
 آئیں تو رویا نہ کریں۔“ <sup>۲۵</sup> غازی میاں محمد نے جب ہندو ڈوگرے چرن داس کو قتل  
 کرنے کے بعد موقع پر اس کا اقرار کیا تو انگریز کمانڈنگ افسر نے غازی کو تاکید کی  
 کہ ”میاں محمد! ذرا سوچ کر بات کرو، ہوش میں آؤ، آپ کے ابتدائی بیان قلمبند  
 ہو رہے ہیں۔ ان میں رد و بدل ممکن نہ ہو سکے گا۔ اس لیے سوچ سمجھ کر بیان دو۔“

غازی صاحب نے جواب دیا "میں بالکل ہوش میں ہوں جو کچھ میں نے کیا،  
خوب سوچ سمجھ کر کیا۔ میرا ایک ایک حرف صداقت پر مبنی ہے۔ میں نے حوالدار  
صاحب سے بھی اس گستاخانہ رویے کی شکایت کی تھی لیکن کوئی مثبت جواب نہ ملا۔  
اس کے بعد میرے سامنے دو راستے تھے کہ دولت ایمان سے محروم ہو کر بے غیرتی  
اور بزدلی کی زندگی قبول کر لیتا یا کوئی عملی قدم اٹھاتا۔ میں نے بالآخر دوسری  
صورت قبول کر لی۔ میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم اگر راضی ہو جائیں اور تمام دنیا بھر بیٹھے تو مجھے کیا غم۔ مجھے اپنے کیے پر  
مطلقاً کوئی پکھتاوا نہیں۔ البتہ اپنے مقدر پر نازاں ضرور ہوں۔" ۲۶

## لکار کر موذیوں کو مارنا

محافظان ناموس رسالت کی ایک مشترکہ خصوصیت یہ رہی ہے کہ  
تمام غازیوں نے شانمان رسول کو مارنے سے پہلے وارننگ دی اور پھر قتل کیا۔  
مثلاً غازی علم الدین شہید جب راجپال کے پاس گئے تو "وہ موذی اس وقت  
دکان میں لیٹا ہوا تھا۔ آپ نے اسے لکارا اور کہا "اپنے جرم کی معافی مانگو۔  
دل آزار کتاب کو فوراً تلف کرنے کا وعدہ کرو اور آئندہ ایسی مکینہ حرکتوں کے  
کرنے سے توبہ کرو، وگرنہ مقابلے کے لیے تیار ہو جاؤ۔" ۲۷

غازی محمد صدیق شہید نے بھی پالائل کو مارنے سے پہلے اسے وارننگ  
دی۔ "۱۷ ستمبر ۱۹۳۴ء کی شام کا واقعہ ہے حضرت قبلہ غازی صاحب (محمد صدیق  
شہید) دربار بلھے شاہ کے نزدیک نیم کے درخت سے ٹیک لگا کر کھڑے  
تھے عقابنی نگاہیں آنے جانے والوں کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔ اتنے  
میں ایک ایسا شخص دکھائی دیا جس نے چہرے پر کسی حد تک نقاب اوڑھ

رکھا تھا۔ آپ نے جھٹ اس کی راہ روکی اور پوچھا تو کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ یہاں کیا کرتا ہے؟ اسے اپنا نام بتانے میں تامل تھا۔ نوبت ہاتھ پائی تک پہنچی۔ آپ کو تنہا دیکھ کر اسے بھی حوصلہ ہوا۔ وہ کہنے لگا ”مسلمانوں نے پہلے میرا کیا بگاڑ لیا ہے اور اب کون سی قیامت آجائے گی۔ الغرض غازی موصوف نے اسے پہچان لیا تھا کہ یہی وہ گستاخ نبیؐ ہے جسے ٹھکانے لگانے پر میں مامور ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا ”میں تاجدارِ مدینہ کا غلام ہوں، کئی دنوں سے تیری تلاش میں تھا۔ اے دہن دراز بیچھ! آج تو کسی طرح بھی ذلت ناک موت سے نہیں بچ سکتا۔“ ۲۸

غازی مرید حسین شہیدؒ جب رام گوپال کے گھر اقدامِ قتل سے گئے تو وہ آرام سے سو رہا تھا۔ سب سے پہلے غازی نے نعرہٴ تجریر بلند کیا اور پھر اس ملعون کو مخاطب کر کے للکارا۔ ”او گستاخِ زمانہ کافر اٹھ، آج محمدؐ دا پروانہ آگیا ای۔“ غازی کی اس للکار اور رام گوپال کی بیوی کے چلانے سے بد بخت آنکھیں ملتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھنے کے بعد آپ نے اسے قتل کیا۔ ۲۹ غازی میرا محمد شہیدؒ جب چرن داس کو قتل کرنے کے ارادے سے کواری گارڈ پینچے جہاں چرن داس ڈیوٹی دے رہا تھا تو غازی نے گارڈ روم میں داخل ہو کر اپنی بدوق نکال کر لوڈ کی اور باہر نکل کر اس ملعون کو للکارا ”اب بتا اے گستاخِ رسولؐ میں تم سے جو اب طلبی کا حق رکھتا ہوں یا نہیں“ اس للکار پر اس نے بھی پوزیشن سنبھال لی مگر عاشقِ رسولؐ کی پہلی ہی گواہی اسے جہنم رسید کر چکی تھی۔ غازی عبد اللہ شہیدؒ جب بدکار چنچل سنگھ کو مارنے گئے تو چنچل سنگھ کو دور ہی سے للکار کر کہا کہ تیار ہو جاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عاشق ان پینچا ہے۔“ ۳۱

## قتل کا اقرار اور اس پر اصرار

ایک اور خصوصیت جو تمام شہیدان ناموس رسالت میں یکساں نظر آتی ہے، یہ ہے کہ تمام غازیوں نے شامان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کے بعد قتل کا برملا اقرار کیا اور قتل کا اقرار کرنے میں کسی قسم کی جیل و جنت یا سوچ بچار سے کام نہ لیا۔ علم الدینؒ نے جب نابکار راج پال کو اس کی دکان میں گھس کر قتل کر دیا تو قتل کے بعد چند قدم دور و دیارتن کے ٹال پر پہنچے۔ وہاں تلکے پر راج پال کے ناپاک لہو سے اپنے ہاتھوں کو پاک کیا۔ ہاتھ دھو کر واپس راج پال کی دکان کی طرف لپکے۔ وہاں شور برپا تھا۔ غازیؒ نے پکار کر کہا کہ راج پال کا قاتل میں ہوں۔ ناموس سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کا فریضہ میں نے ادا کیا ہے۔ یہ کار خیر میری قسمت میں لکھا تھا۔ ۳۲

غازی عبدالقیوم شہید کے وکیل سید محمد اسلم نے صفائی کا موقف پیش کیا انہوں نے مقدمے کے بنیادی نکات اور اقدام قتل کے محرکات پر تین گھنٹے تک مدلل بحث کی۔ ان کی تقریر کے بعض حصے اس قدر اہم تھے کہ انہیں قانون و انصاف کی تاریخ میں ہمیشہ زریں حروف میں لکھا جائے گا۔ انہوں نے ”اشتعال“ کے قانونی مفہوم کو بیان کرتے ہوئے یہ نکتہ پیش کیا ”سوال یہ ہے کہ عبدالقیوم نے یہ اقدام انتہائی اشتعال کے عالم میں کیا ہے تو کیوں نہ اسے وہ کم سے کم سزا دی جائے جس کی دفعہ ۳۰۲ کے تحت قانون نے دی رکھی ہے۔ اگر موجودہ قانون، زمین کے چھوٹے سے ٹکڑے یا کسی عورت کے معاملے میں قاتل کو ”اشتعال“ کی رعایت دیتا ہے تو رعایت کا یہ اصول عبدالقیوم کے مقدمہ میں کیوں قابل قبول نہیں ہے۔ جب کہ ایک مسلمان کے لیے ناموس رسول پر حملے سے زیادہ اور کوئی





چاہتے ہو کہ میں ایسے مسلمان کے لیے دبا سر رائے کی خوشامد کروں کچھ زندہ رہا تو غازی ہے اور مر گیا تو شہید ہے۔ ۳۳

غازی مرید حسین کے مقدمہ میں غازی صاحب کے بیان کی باری آئی تو آپ نے قتل کی تمام وجوہات اور واقعات پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا "ڈاکٹر رام گوپال کو شونا تھا اور نہ ہی کسی اور نے قتل کیا بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ اس نے حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان میں گستاخی کی۔ مسلمان اس کے صدائے احتجاج بلند کرتے رہے لیکن ہندوؤں کی خوشنودی کے لیے سرکارِ برطانیہ کی انتظامیہ حسب سابق خاموش تماشائی بنی رہی۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کا غلام ہوں میری غیرت ایمانی یہ کیسے گوارا کر سکتی تھی کہ میری زندگی میں کوئی بدطیبت ایسی حرکت کرے اور انجام کو نہ پہنچے۔ چنانچہ میں نے رام گوپال کو دن دھاڑے اور سب کے سامنے علانیہ قتل کر دیا۔ کیونڈروں کی بدحواسیاں اور وکیلوں کی قانونی موشگافیاں مجھے بچا سکتی ہیں لیکن میں بے گناہ شونا تھا کو پھنسانے اور اپنی جان بچانے کے لیے جھوٹ بولنے کے لیے ہرگز ہیر گتہ تیار نہیں۔" حج وکلا، حاضرین اور آپ کے لواحقین آپ کی ولولہ انگیز اور ایمان افروز حقیقت بیانی پر حیرت و استعجاب کی تصویریں کئے بہر کیف اقرار قتل پر آپ کو دوبارہ سزائے موت سنائی گئی۔ ۳۴

قتل کرنے کے بعد غازی میاں محمد نے اقرار قتل کیا تو کمانڈنگ افسر مطمئن نہ ہوا۔ اسے شک گذرا کہ شاید میاں محمد نے یہ سب کچھ نشے کی حالت میں کیا ہے۔ اس لیے فوری طور پر آپ کو ڈاکٹری معائنے کے لیے بھجوا دیا۔ ڈاکٹر کرنل نور محمد صاحب نے آپ کا طبی معائنہ کیا اور غازی صاحب کو اسلامی اخوت سے سزائے ہو کہ کہا "آپ اپنا بیان سوچ سمجھ کر دیں۔ آپ سیٹ منٹ کمانڈنگ

افسر کے سامنے دے چکے ہیں۔ اس سے صرف نظر تو ہو سکتا ہے لیکن جو بیان آپ اب دیں گے۔ تمام معاملے کا انحصار اسی پر ہوگا۔ اس لیے پہلے بیاتوں میں تبدیلی کر لینے ہی میں بہتری ہے۔“ غازی مجدد نے جواب دیا ”ڈاکٹر صاحب! آپ کا خیال ہوگا کہ اگر میں بیان تبدیل کر لوں تو میری جان بچ جائے گی۔ لیکن میں ایسا نہیں کرنا چاہتا۔ ایک جان تو کیا، اگر میری ہزار جانیں ہوتیں تو میں اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کی عزتوں پر بھی قربان کر دیتا“ ۳۵

## شہیدوں کے والدین کا ردِ عمل

ہر ایک کو اپنی اولاد سے شدید محبت ہوتی ہے۔ اولاد کی خوشیوں کو پورا کرنا والدین کا سب سے بڑا مقصد ہوتا ہے۔ اولاد کے پیر میں کانٹا چبھ جائے تو بھی ماں باپ برداشت نہیں کر سکتے۔ اولاد ذرا آنکھوں سے ادبھل ہو تو والدین کی حالت دیکھنے کے قابل ہوتی ہے۔ والدین کی بے لوث محبت بچپن سے لے کر بڑھاپے تک کام آتی ہے۔ جہاں شدید محبت ہوتی ہے، وہاں والدین کی یہ خواہش بھی ہوتی ہے کہ جو کام ہم نہیں کر سکتے، وہ ہماری اولاد پورا کرے۔ غازیوں کے والدین بھی بجائے غازیوں کے اس اقدام پر ناراضی کے اظہار کے، نہایت خوش ہوتے اور اپنی سب سے عزیز چیز اولاد کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و حرمت پر خوشی خوشی قربان کر دیتے۔

مثلاً غازی علم الدین کے والد میاں طالع مند کو جب معلوم ہوا کہ ان کے بیٹے نے شاتمِ سرکار کو مار دیا ہے تو انہوں نے کہا ”اگر یہ نیک کام میرا بیٹا نہ کر سکتا تو مجھے دکھ ہوتا“ ۳۶

علم الدین کی شہادت کے موقع پر شہید کی والدہ نے فرمایا ”اگر میرے



سات لڑکے ہوتے اور وہ اسی طرح تحفظ ناموس رسالت کے لیے قربان ہو جاتے تو میں زیادہ خوش ہوتی۔“ ۳۷

غازی محمد صدیق نے اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کی ”مجھے خواب میں ایک دہن دراز کا فرد کھلا ستر بنایا گیا ہے کہ یہ ناہنجار تو ہیں نبوی کامر تکب ہو رہا ہے، اسے گستاخی کا مزہ یوں چکھاؤ کہ آنت دہ کوئی شاتم رسول اس امر کی جرأت نہ کر سکے۔ میں تصور اپنے ماموں کے پاس جا رہا ہوں۔ گستاخ موذی نہیں کارہنے والا ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اس ذلیل کتے کی ذلت ناک موت میرے ہی ہاتھوں واقع ہوگی۔ نیز مجھے تختہ دار پر جام شہادت پلایا جائے گا۔ آپ دعا فرمائیں کہ بارگاہ نبوت میں میری قربانی منظور ہو اور میں اپنے اس عظیم فرض کو بطریق احسن نبھاسکوں۔“ ماں نے بخوشی اجازت دے دی۔ ۳۸

پھر سیشن کورٹ میں فیصلے کے دن حضرت قبلہ غازی (صدیق) صاحب کی والدہ صاحبہ نے اپنے جواں سال بیٹے کی پیشانی چومتے ہوئے نہایت حوصلہ کے ساتھ فرمایا ”میں خوش ہوں جس رسول کی شان و عظمت کے تحفظ لیے تم قربان گاہ پر جا رہے ہو، اس رسول کی شان قائم رکھنے کے لیے مجھے تم جیسے بیس بیٹوں کی قربانی بھی دینا پڑے تو رب کعبہ کی قسم، کبھی دریغ نہ کروں۔“ ۳۹

شہید رسالت کا عظیم منصب عطا ہونے پر غازی محمد صدیق شہید کی والدہ نے دیگر خواتین کو بھی اس موقع پر تہنیت لپکارنے سے سختی کے ساتھ منع کر رکھا تھا جب کوئی عورت تعزیت کی عرض سے ان کے پاس آتی تو آپ فرماتیں ”یہ غم و اندوہ کیسا؟ حضور پر قربان ہونا تو خوشی کا مقام ہے۔“

غازی مرید حسین شہید کی نعش کو گاڑی سے اتارا گیا تو آپ کی والدہ ماجدہ نے اعلان کر دیا کہ کوئی بھی غازی صاحب کو نہ روئے بلکہ سب لوگ کلمہ درود



کاورد جاری رکھیں۔ اہم غازی مرید حسین کی شہادت کے وقت ان کی والدہ ماجدہ کا نورانی چہرہ ایک عجیب و غریب کیفیت و اطمینت کا عکاس تھا۔ ۴۲

غازی میاں محمد شہید جیسے جوان بیٹے کے شہید ہونے کی خبر پا کر بھی ماں نے کمال صبر کا مظاہرہ کیا۔ گاؤں کی عورتیں جب افسوس کے لیے آئیں تو وہ خود روئیں نہ کسی اور کو رونے دیا۔ بلکہ کہا کہ میرا لڑکا شہید ہوا ہے، مرا نہیں اور یہ باعث مبارک ہے۔ ۴۳

غازی میاں محمد کی شہادت پر ان کے والد بھی خوشی کا اظہار کر رہے تھے ملک نور محمد صاحب کے لقبول قبلہ والد صاحب پھانسی کے وقت کو ٹھہری میں بھی موجود تھے بلکہ کنٹوپ بھی انھوں نے اپنے ہاتھ سے بیٹے کو پہنایا تھا اور کلمہ شریف اور درود شریف کا ورد کرتے رہے تھے۔ ۴۴

## موقع سے فرار نہ ہونا، خود گرقاری دینا

تمام غازی شامتان رسول کو قتل کرنے کے بعد اطمینان سے وہیں رہے، بھاگنے کی کوشش نہ کی۔ ورنہ غازیوں کو یہ موقع میسر تھا کہ وہ چاہتے تو بھاگ سکتے تھے۔ مگر ان کا یہ اقدام باعث شرم نہیں، باعث افتخار تھا، وہ فرار ہو کر ان انعامات و اعزازات سے فرار نہیں چاہتے تھے کہ جن کو دنیا کی نظریں نہیں دیکھ سکتیں لیکن وہ کھلی آنکھوں سے دیکھ دیکھ کر جھوم رہے تھے۔

”راجپال کا کام تمام کرنے کے بعد غازی علم الدین بڑے اطمینان سے ٹال پر پہنچا۔ پانی کے نل پر بیٹھ کر اپنے ہاتھوں سے ملعون راجپال کے ناپاک خون کو صاف کیا اور ابھی پانی پینے ہی والا تھا کہ ایک شور اس کے کانوں میں پڑا۔ راجپال قتل ہو گیا، قاتل کو پکڑو، جانے نہ پائے“ شور مچانے والے سب ہندو

تھے۔ ان کے ہاتھوں میں برچھیاں تھیں، لامٹھیاں تھیں۔ ٹال کے قریب آکر ان کے قدم خود بخود رُک گئے۔ غازی بڑے سکون سے اپنی تشنگی بھار رہا تھا۔ تب اس نے شان بے نیازی سے تعاقب کرنے والے ہندوؤں کو دیکھا جن کو کسی غیر مرئی طاقت نے کچھ فاصلے پر ہی روک رکھا تھا۔ کسی ہندو میں جرأت نہ تھی کہ بڑھ کر علم الدین کے قریب آئے اور پکڑے۔ غازی علم الدین یہ صورت حال دیکھ کر مسکرایا۔ اور پھر خود ہی تھانے کی طرف چل دیا۔ ۲۵

نھورام نے ”ہسٹری آف اسلام“ شائع کی۔ اس کتاب میں ناموس رسالت پر ایک حملے کیے گئے تھے۔ بعد القیوم نے عدالت میں نھورام کو قتل کر دیا۔ غازی بعد القیوم نے پولیس کی گرفت سے بچنے اور فرار ہونے کی ذرہ برابر کوشش نہیں کی۔ اس نے نہایت ہنسی خوشی کے ساتھ اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ ۲۶

پالامل نامی ایک بد بخت ہندو، مسلمانوں کو ذہنی اذیت پہنچانے کے لیے اسلام کے خلاف باتیں کرتا۔ اولیائے عظام کے متعلق گالیاں بکھانا نیز نماز کی نقلیں اُتارنا اور اپنی عجیب و غریب حرکتوں سے ہندوؤں کو خوش کرتا۔ بڑھتے بڑھتے بات پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ گئی تو پورے شہر میں عجم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ مسلمانوں کی طرف سے محمد کلیم پر صاحب نے عدالت میں استغاثہ دائر کر دیا۔ عدالت نے فیصلہ میں لکھا کہ ”میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ملزم نے واقعی لوہین رسول کی ہے جس سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوئے اور سخت فساد کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس لیے پالامل شاہ سنار کو چھ ماہ قید اور دو سو روپے کی سزا دی جا رہی ہے۔ یہ فیصلہ صرف مسلمانوں کے فساد کے ڈر سے دیا گیا تھا ورنہ چاہیے تو یہ تھا کہ اس کو پھانسی کی سزا دی جاتی۔ اس پر ایک مرد مجاہد غازی محمد صدیق نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموس کی حفاظت کی خاطر اس ہندو کو جالیا اور عینی

شہادوں کے مطابق اس وقت تک بذخمت کے سیلنے سے نہ اترے جب تک اس کی موت کا یقین نہ ہو گیا۔ برادر محترم راستے محمد کمال اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ ”موقع پر موجود افراد کا بیان ہے کہ اگر غازی صاحب فرار ہونا چاہتے تو باسانی ایسا کر سکتے تھے مگر انھوں نے اپنے کام سے فارغ ہو چکنے کے بعد دو گانہ نماز شکر ادا کی اور قریبی مسجد کی سیڑھیوں پر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے۔“

جوانوں کے ڈاکٹر رام گوپال (جس کی حرکت پر جوان بھی شرمندہ ہوتے ہوں گے) نے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کی توہین کی تو مسلمان چیخ اٹھے اور ایک مرد مجاہد غازی میاں مرید حسین نے کچھ مشکلات کے بعد آخر اس کو پالیا اور اس کے گھر میں اسے داخل جہنم کر دیا۔ رام گوپال کو قتل کرنے کے بعد خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر دیا مگر اس کے لیے شرط رکھی کہ کوئی کافر قریب نہ آئے۔ وہ کسی مسلمان ہی کو گرفتاری دیں گے۔“

ایک ڈوگرے کو نعت پڑھتے دیکھ کر دوسرے ڈوگرے چون دا س نے اُسے گالیاں دینا شروع کیں۔ اس بذخمت نے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بھی غلیظ زبان استعمال کی تو غازی میاں محمد نے اسے خبردار کیا کہ ”دوبارہ اپنی غلیظ زبان سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخانہ جملے کہنے کی جرأت ہرگز نہ کرنا۔“ جب تنبیہ پر بھی وہ باز نہ آیا تو غازی میاں محمد نے اس کی شکایت افسرانِ بالا سے کی۔ انھوں نے کوئی نوٹس نہ لیا تو غازی نے اس جہنمی کو قتل کر دیا۔ قتل کے بعد بھاگنے کے بجائے خود بگل بجا کر پلٹن کو خطرے کا الارم دیا۔“

غازی میاں محمد شہید نے نہ صرف قتل کرنے کے بعد بھاگنے کا موقع ضائع کیا بلکہ چھاؤنی کے علاقہ میں پولیس کے ریٹائرڈ ڈپٹی انسپیکٹر جنرل خاں بہادر بھائی ایس اے کو بیم رہتے تھے۔ ایک دن انھوں نے غازی میاں محمد سے کہا کہ آپ پر کوئی خاص پابندی



نہیں اور مسلمانوں کے علاوہ گورا پلٹن کے سبھی لوگ آپ پر بے حد اعتماد کرتے ہیں۔ اگر آپ کسی طریقہ سے میرے بنگلہ تک آجائیں تو میں آپ کو بحفاظت یہاں سے نکال کر جہاں جانا چاہیں گے، وہاں پہنچا دوں گا۔ جو ابا آپ نے کہا کہ ”آپ کا مطلب ہے کہ میری جان بچ جائے گی۔ کیا آپ گارنٹی دے سکتے ہیں کہ میری موت کا متعین وقت ٹل سکتا ہے۔ میں کسی صورت ان لوگوں کے اعتماد کو دھوکا دے کر بھاگنے کی سوچ بھی نہیں سکتا۔“ ۵۔

غازی میاں محمد کے نہ بھاگنے کا گورا پلٹن کو اس قدر یقین تھا کہ جب دوسری مرتبہ صوبیدار ملک غلام محمد اپنی بیوی اور چھوٹے بچے عطا محمد کو لے کر مدراس گئے تو ایک دن کورٹ مارشل کیس کا ملزم غازی میاں محمد ایام اسیری میں عام اجازت سے اپنے چھوٹے بھائی کو سائیکل پر بیٹھا کر انڈر پورٹ پر ہوائی جہاز دکھانے گیا۔ آپ نے بھائی کو چومتے تھے اور کبھی گلے لگاتے اور سیر و تفریح کے بعد براہ حقیقت کے ساتھ پیار محبت کی باتیں کرتے ہنستے مسکراتے ہوئے لوٹ آتے۔ ۵۔

مرد و چیچل سنگھ پہلے مسلمان تھا اور نور محمد نام تھا، ایک عورت کو اغوا کر کے بھاگا تو سکھوں کی پشت پناہی چاہی اس پر سکھوں نے بشرط رکھی کہ جب تک تم ہمارے مذہب میں شامل نہیں ہو جاتے، ہم تمھاری مدد نہیں کریں گے۔ اس نے بغیر سوچے سمجھے، سکھ مذہب اختیار کر لیا۔ سکھوں کے حکم پر اس بد بخت سکھ نے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں نازیبا کلمات کہنا تھا۔ اس پر غازی عبد اللہ نے چیچل سنگھ کو اس وقت مارا جب وہ اپنی معشوقہ کے ساتھ اپنی زمین پر تھا۔ چیچل سنگھ کو مارنے کے بعد غازی محمد عبد اللہ نے اس کی معشوقہ کو بھی قتل کیا۔ قتل کے بعد غازی عبد اللہ نے چھری زمین پر رکھ دی اور خود بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہو کر خدائے وحدہ لا شریک کا شکر بجالائے جس نے اسے اپنے



حبیب و محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ماننے کی توفیق بخشی۔ پھر اٹھ کر بھاگ نہیں  
 نکلے بلکہ بڑے اطمینان و سکون کے ساتھ وہیں بیٹھ گئے۔ ایک عجیب عالم تھا۔  
 بد باطن چیچل سنگھ کی گردن کٹی پڑی تھی اور وہ تڑپ تڑپ کر کھنڈا ہو چکا تھا۔  
 قاتل چند قدم کے فاصلے پر بیٹھا تھا مگر کسی سکھ میں اس کے قریب آنے کی ہمت  
 نہ ہوتی۔ کچھ سکھوں نے بھاگ بھاگ اس سانچے کی اطلاع پولیس کو دی۔ پولیس آئی  
 تو اس وقت بھی وہ بے حد اطمینان سے چیچل سنگھ کی لاش کے قریب ہی بیٹھا ہوا  
 تھا جیسے پولیس کے انتظار میں ہوں۔ پولیس کے سپاہی یہ منظر دیکھ کر دم بخود  
 رہ گئے۔ ۵۲۔ غازی امیر احمد نے ایک کتاب میں ایک کارٹون دیکھا اور کانپ کر  
 رہ گئے کیونکہ اس کارٹون پر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھا تھا۔  
 غازی نے اپنے دوست غازی عبد اللہ کو اپنے گھر کی دیکھ بھال کی ذمہ داری سونپی  
 اور چل پڑے شام رسول کو قتل کرنے کے لیے۔ اس پر ان کے دوست غازی  
 عبد اللہ بھی ساتھ ہو لیے۔ کہنے لگے کہ آقا صرف تمہارے ہی نہیں، بلکہ ہم سب کے  
 آقا ہیں۔ میں بھی جاؤں گا۔ دونوں دوست کلکتہ پہنچ گئے۔ اس کتاب کا ناشر ہی  
 مصنف بھی تھا۔ ان دونوں نے اسے قتل کر دیا۔ قتل کے بعد وہ سڑک پر کھڑی  
 ٹریفک پولیس کو کہتے ہیں کہ انھوں نے قتل کیا ہے۔ مگر پولیس مارے خوف و  
 دہشت کے بھاگ کھڑی ہوئی۔ آخر انھوں نے بھاگنے کے بجائے خود ہی قریبی  
 تھانے کو فون پر قتل کی اطلاع دی اور خوش خوش گرفتار ہو گئے۔ ۵۳۔

## جام شہادت پینے کی خوشی

درحقیقت انسان مرنے سے صرف اس لیے گھبراتا ہے کہ جانے جیسا ابدی  
 میں کس حال سے رہنا نصیب ہو لیکن جنہیں اپنا مقام و مرتبہ سامنے نظر آ رہا ہو،

جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب کی خوشخبری ہو، وہ تو فوراً اس مقام کو حاصل کرنے کے لیے بے قرار ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے غازی علم الدین شہید کو جب کسی نے اقبالِ فعل سے باز رہتے کو کہا تو آپ نے یہی جواب دیا کہ ”تم لوگ مجھے شہادت کے جام سے کیوں محروم رکھنا چاہتے ہو۔ میں ہر جگہ ہی اعلان کروں گا کہ راجپال کو میں نے قتل کیا ہے۔ اس ایک جان کی کیا بات ہے، اگر مجھے دس جانیں مل جائیں تو میں وہ بھی ناموس رسالت کی پاسداری پر قربان کر دوں گا۔ یہ قتل میرے نامہ اعمال کا اعزاز ہے اور میں اس اعزاز سے محروم ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں حاضر نہیں ہو سکتا۔“ ۵۴

”سیشن جج نے غازی مرید حسین کو سزائے موت سنائی تو مسلمان سوت مضطرب ہوئے۔ البتہ ہندو خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے کیونکہ اس معاملے میں فتح و شکست ایک قوم کی فتح و شکست سمجھی جاتے لگی تھی۔ چنانچہ مسلمان زعماء اور آپ کے ورثاء عدالتی فیصلہ سن کر ایک دفعہ اور قسمت آزمائی کرنے کی تدبیریں سوچنے لگے۔ آخر کافی سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہائی کورٹ میں سزائے موت کے خلاف اپیل دائر کی جائے۔ اس کے ساتھ ہی وکلاء نے درنا کو یہ مشورہ دیا کہ وہ غازی صاحب کو سمجھائیں کہ یا تو وہ قتل سے انکار کر دیں یا ذرا معنی باتیں کہیں تاکہ معاملہ الجھ کر رہ جائے۔ اگر یہ بھی انہیں منظور نہ ہو تو کم از کم یہ کہیں کہ عدالت میں بالکل خاموشی اختیار کر لیں اور کوئی بیان نہ دیں۔ وکلاء نے فیصلے کی نقول حاصل کر کے اپیل دائر کرنے کی تیاری شروع کر دی اور آپ کے عزیز واقارب نے آپ کو سمجھانے کے لیے ملاقاتوں کا آغاز کر دیا۔ آپ کو کہا گیا کہ آپ جان بوجھ کر موت کو کیوں دعوت دے رہے ہیں۔ جب مقدمے کے حالات آپ کے حق میں ہیں تو آپ کیوں نہیں انکار کر دیتے۔ کیا معلوم زندگی میں اسلام کی خدمت کا پھر کوئی اور

موقع نصیب ہو جائے۔ آپ نے فرمایا ”میں جھوٹ بول کر جان بچانے کو بزدلی اور گناہ سمجھتا ہوں۔ عدالت میں خاموشی اختیار کر لینے کا مطلب یہ ہوگا کہ میں موت سے ڈر کر ایسا کر رہا ہوں۔“ اس پر چودھری خیر مہدی اور دوسرے عزیزوں نے ناراض ہوتے ہوئے کہا ”ہم ڈر کی خاک چھان رہے ہیں۔ شہر شہر میں دھکے کھاتے پھر رہے ہیں تاکہ مقدمہ میں کامیابی ہو۔ لیکن آپ ہماری کوششوں پر پانی پھیر دیتے ہیں۔ آخر ہمارا بھی کچھ خیال کریں۔“ آپ اس اظہارِ ناراضگی سے افسردہ سے ہو گئے اور کہنے لگے ”بھائی جان! میں نے تو آپ کو پہلی ملاقات پر ہی کہہ دیا تھا کہ مقدمے کی پیروی یا وکیل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ جو کچھ کرتے رہے، اپنی مرضی سے کرتے رہے ہیں۔ آپ کی ہمدردیوں کا شکریہ لیکن میں برادری کو خوش کرنے کے لیے جھوٹ بول کر اللہ تعالیٰ اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناراض نہیں کر سکتا۔ آپ بے شک پیروی چھوڑ دیں اور گھر چلے جائیں۔ آپ مجھے بچانے کی فکر میں ہیں اور میں شہادت کے لیے بے قرار ہوں۔“ ۵۵

غازی میاں محمد کے سلسلے میں جب اٹھارہ گواہوں کے علاوہ تین ڈاکٹروں کی شہادت بھی ریکارڈ پر آئی۔ جرح کے دوران انھوں نے متفقہ موقف اختیار کیا کہ اس آدمی (غازی میاں محمد) نے جو کچھ کیا ہے، ہماری رائے میں وقوعہ کے وقت اسے اپنے جذبات پر قابو نہ تھا۔ مگر غازی میاں محمد اپنے سابقہ بیان پر ڈٹے رہے اور کہا ”میں نے جو کچھ کیا، خوب سوچ سمجھ کر اور جان بوجھ کر کیا کیونکہ چرن داس نے ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تھی۔“ کورٹ مارشل کے دوران ان کو ایک وکیلانہ رائے دی گئی کہ آپ یہ کہیں کہ گولی چلانا اپنی جان بچانے کو جوابی حملہ تھا لیکن غازی صاحب کسی قسم کی تاویل و تخریفات پر رضامند نہ تھے۔ انھوں نے دو ٹوک جواب دیا ”میں اپنی جان بچانے کے لیے اس واقعے کو کوئی دوسرا رنگ



نہیں دینا چاہتا۔ بلا عذر و معذرت جان حاضر ہے۔ ۵۶

غازی محمد عبداللہ کو ضلع شیخوپورہ میں کوئی گواہ شناخت نہیں کر سکتا تھا اس بات کی آڑ میں مقدمہ کے دوران بعض مسلمانوں نے اس کو مالی و قانونی امداد کی پیشکش کرنے کے علاوہ یہ مشورہ بھی دیا کہ وہ اقبال جرم نہ کریں تو باسانی عدالت سے بری ہو سکتے ہیں۔ محرم عشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اس منوالے اور ناموس رسالت مآب کے دیوانے نے کسی پیشکش کو قبول نہ کیا اور کہا کہ میں اس ثوابِ عظیمی اور سعادت دارین سے محروم نہیں رہنا چاہتا۔ ۵۷

غازیوں نے بڑی بے تابی سے فیصلہ کا انتظار کیا اور فیصلہ سن کر بے حد مسرت کا اظہار کیا۔ دراصل وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ عالی میں حاضری کے لیے بے حد بے چین تھے۔

فیصلہ سن کر غازی علم الدین نے مسکراتے ہوئے کہا کہ قتل کے ملزم ٹھوٹا دو تین تین سال حوالا توں اور جیلوں میں پڑے سسکتے رہتے ہیں، تب کہیں انہیں تختہ دار پر لٹکایا جاتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ صرف چھ ماہ اور نو دنوں کے اندر اندر میرے مقدمے کے تمام مراحل طے ہو گئے۔ اب میری دلی خواہش ہے کہ میں جلد از جلد اس دارِ فانی سے رخصت ہو کر بارگاہ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں حاضری دوں۔ ۵۸ جب علم الدین کو بتایا گیا کہ کل علی الصبح پھانسی دے دی جائے گی تو آپ یہ آخری فیصلہ سن کر بے حد خوش ہوئے۔ چہرے پر خون کی لہر دوڑ گئی، مارنگ کنڈن کی طرح چمک رہا تھا۔ ۵۹ اسرا کتوبر بروز جمعرات میانوالی جیل ہی میں اس بطلِ حریت کو تختہ دار پر چڑھانے کا اہتمام کر لیا گیا۔ اس روز صبح صادق کے وقت جب آپ تک پیغام دار پہنچایا گیا تو آپ کا چہرہ فرط مسرت سے کھل اٹھا۔ آپ نے دو نوافل ادا کیے اور چہرے پر ملکوتی بسم لیے جیل حکام کے ساتھ جیل پڑے۔



غازی علم الدین نے بڑے اطمینان اور وقار کے ساتھ چلتے ہوئے تختہ دار کی طرف آگے بڑھ کر پھندے کو چومتے ہوئے خوشی سے زبیر گلو کر لیا۔ درود و سلام پڑھتے ہوئے اور کلمہ شہادت باواز بلند پڑھتے ہوئے جام شہادت نوش کر کے جیتا جاوڑا پائی۔ ۹۱

غازی علم الدین نے تختہ دار پر کھڑے ہو کر فرمایا ”معاشرین بلاشبہ شام رسول کا قاتل میں ہوں۔ میں نے اسے جذبہ عشق سے سرشار ہو کر قتل کیا ہے۔ اب آپ سب میرے کلمے کے گواہ رہنا“ یہ کہہ کر آپ نے باواز بلند کلمہ شہادت پڑھا۔ پھالسی کا پھندا آپ کے گلے میں ڈال دیا گیا اور آپ نے دار و سن کو چوما اور درود و سلام کا ورد کرتے ہوئے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ ۹۲

شہید رسالت غازی محمد صدیق کے بھائی نے بتایا کہ ”ہمیں ۵ مارچ ۱۹۳۵ء کو آخری ملاقات کے لیے ضلعی جیل فیروز پور میں پابند کیا گیا۔ ہم لوگ طلوع آفتاب کے وقت جیل خانہ کے مین گیٹ پر پہنچ چکے تھے۔ غازی صاحب ہمیں نہایت خندہ پیشانی سے ملے اور تمام وقت ہنس ہنس کر گفتگو فرمائی۔ انھوں نے ہمیں صبر و ضبط کی خاطر پیر تلقین کی۔ فرمایا، خواہش تھی کہ میری زندگی کسی کام آئے اور میرا نام شمع نبوت کے جانثار پر والوں میں لکھا جائے۔ میں نے قصہ زندگی کو بفضلہ تعالیٰ لہو کے پھینڈوں سے رنگین بنا لیا ہے۔ ان شاء اللہ کل میری روح گنبد خضریٰ کے سامنے میں شوخی تقدیر پر سجدہ تشکر بجالارہی ہوگی۔ میرے بعد ہرگز آہ وزاری اور وا دیلانہ کہیں۔ کہا امی جان مجھے صرف قرآن اور صاحب قرآن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے انس ہے، آپ بھی ہمیشہ انہی سے لو لگائے رکھیں“۔ ۹۳

جوں جوں غازی مرید حسین کی شہادت کا وقت قریب آتا جاتا تھا، غازی صاحب کا شوق شہادت بڑھتا جاتا تھا۔ آخری ایام میں ملاقات کرنے والوں کا

بیان ہے کہ ان کے چہرے پر وہی مسکراہٹ رقصاں تھی جو موذی کو مارنے کے موقع پر اور وارثوں کی پہلی ملاقات کے وقت تھی۔ البتہ آپ کا دل وصال نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے بے قرار رہتا تھا۔ ۶۴ وقت شہادتِ غازی مرید ہیں درود شریف پڑھ رہے تھے۔ ڈیوٹی مجسٹریٹ نے آپ سے کہا زبان کو حرکت نہ دیں۔ آپ نے فرمایا ”میں اپنا کام کر رہا ہوں، آپ اپنا کام کیجئے۔“ ۶۵

پھانسی کے وقت غازی میاں محمد کے والد بھی کوٹھڑی میں موجود تھے بلکہ کتبپ اٹھوں نے اپنے ہاتھ سے پہنایا اور کلمہ شریف اور درود شریف کا ورد کرتے رہے۔ غازی موصوف ایک امتیازی شان سے چلتے ہوئے تختہ دار پر جا کھڑے ہوئے۔ نعروں تکبیر بلند کیا۔ ایک بار مدینہ منورہ کی طرف چہرہ اٹھائے دیکھا اور بڑی عقیدت سے اپنا سر جھکا دیا۔ کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے پھانسی کا پھندا اپنے والد سے لے کر دوبارہ چوما اور اپنے گلے میں ڈال لیا۔ پھر تختہ دار کھینچ دیا گیا۔ فضا اللہ اکبر کے فلک شکاف نعروں سے گونج اٹھی۔ آپ کے چہرے سے نور بستا تھا اور ماحول خوشبو سے معطر ہو گیا۔ ۶۶

### وزن بڑھنا

غازی علم الدین کے بارے میں ہے کہ:

”۲۲ مئی ۱۹۲۹ء کو غازی موصوف کا وزن ۱۲۸ پونڈ تھا اور شہادت کے دن

ان کا وزن ۱۴۰ پونڈ کے قریب تھا۔ اس قیدی اور دیگر مجرموں میں از حد تضاد واقع

ہوا ہے۔ عام طور پر موت کی سزا سن کر لوگ حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور غم و اندوہ

کی وجہ سے سوکھ کر کاناٹا ہو جاتے ہیں مگر غازی موصوف کی کیفیت کچھ اور تھی۔ کمال صبر

استقلال چہرے پر رونق اور ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی اور شب و روز

ان کے جسمانی وزن میں اضافہ ہوتا رہا۔ ۶۷

غازی محمد صدیق شہید کا وزن بھی زمانہ اسیری میں شہادت تک کسی پونڈ بڑھ گیا تھا۔  
۳۱ مئی سے چار جون ۱۹۳۷ء تک مقدمہ کی سماعت کے بعد فوجی قواعد کے مطابق  
غازی میاں محمد کا طبی معائنہ ہوا۔ ۱۹ جون ۱۹۳۷ء کو گورنمنٹ ہسپتال کے  
سپرٹنڈنٹ کی سفارش پر ایک ماہ کے لیے ۲۵ جون سے ۲۴ جولائی تک آپ کو  
ہسپتال میں رکھا گیا۔ اس دوران میں آپ کا وزن مزید ایک پونڈ بڑھ گیا۔ ۶۹ ڈاکٹر  
صاحب نے اپنی تفصیلی رپورٹ میں اندراج کیا کہ ”میں نے پورا مہینہ میاں محمد کو  
ٹیسٹ کیا، نفسیاتی جائزہ لیا۔ چھپ کر دیکھا اور ظاہراً بھی۔ لیکن اس عرصے میں یہ  
کبھی بھی فکر مند یا سوچ بچار کرتے نہیں پائے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ماہ میں ان کا  
وزن ایک پونڈ بڑھ گیا ہے۔ اگر ان کو یہ فکر ہوتی کہ میں قتل کے مقدمے میں ملوث ہوں  
اور خدا جانے میرا کیا حشر ہو گا تو کسی نہ کسی وقت تو ضرور فکر مند یعنی پریشان ہوتے۔  
اس الجھن میں ان کا وزن کم ہوتا نہ کہ زیادہ۔“ ۷۰

غازی میاں محمد کا ایام اسیری میں ہر ساتویں دن طبی معائنہ ڈاکٹر میجر مختار احمد  
خوشابی کرتے۔ ہر مرتبہ ان کی صحت پہلے سے بہتر ہوتی۔ ۷۱

یہ حقیقت دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ غازی میاں محمد شہید کو ۲۵ جون ۱۹۳۷ء  
کو بلٹری ہسپتال میں داخل کر دینا پڑا۔ ان کا وزن اس وقت ۱۳۳ پونڈ تھا۔ ۲۴ جولائی  
۱۹۳۷ء کو انہیں ہسپتال سے ڈسچارج کیا گیا تو ان کا وزن ۱۳۴ پونڈ نکلا اور جب  
پھانسی پانے سے چار دن پہلے یعنی ۱۸ اپریل ۱۹۳۸ء کو ان کا وزن کیا گیا تو وہ ۱۳۶  
پونڈ نکلا۔ ۷۲

## حواشی

① رائے محمد کمال ”غازی علم الدین شہید“ ص ۵۸ ② ہفت روزہ ”ہلال“

- راولپنڈی۔ ص ۴۷ (۳) ماہنامہ حکایت لاہور۔ اکتوبر ۱۹۷۸ء مضمون قیدی نمبر ۱۰۵
- تحریر ایم ایس ناز ص ۲۲ (۴) ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی۔ ۱۳ اپریل تا ۱۹ اپریل
- ۱۹۸۷ مضمون "ہزارہ کا ایک نامور سپوت غازی عبدالقیوم" تحریر میجر مولانا قاری فیوض الرحمن
- ایم اے۔ ص ۸ (۵) نوائے وقت میگزین لاہور ۲۵ نومبر ۱۹۸۸ء مضمون غازی محمد صدیقی
- شہید۔ تحریر رائے محمد کمال۔ ص ۷ (۶) محمد میر نوابی ایم اے "عاشق رسول غازی
- مرید حسین شہید" ص ۱۶-۸۳ (۷) ماہنامہ ضیائے حرم لاہور ستمبر ۱۹۸۲ء مضمون
- غازی میاں محمد شہید" تحریر میاں محمد ملک۔ ص ۷/۷ نوائے وقت، روزنامہ، راولپنڈی،
- ۱۳ اپریل ۱۹۸۲ء مضمون "ناموس رسالت" کاشیدانی غازی میاں محمد شہید" تحریر میاں
- محمد ملک تلگنگ ص ۵/۵ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی۔ ۱۲ اپریل ۱۹۷۸ء مضمون
- "ناموس رسالت" کاشیدانی غازی میاں محمد شہید" تحریر میاں محمد ملک تلگنگ / نوائے وقت
- ۱۲ اپریل ۱۹۸۱ء ص ۴ (۸) ماہنامہ نور اسلام مشرقیہ شریف دسمبر ۱۹۸۴ء مضمون
- "ناموس رسالت" کا پروانہ غازی عبداللہ شہید" تحریر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ ص ۶/۶ نوائے وقت
- میگزین ۱۶ تا ۲۲ مارچ ۱۹۸۲ء ص ۱۶/۱۶ روزنامہ مشرق لاہور۔ ۳ جون ۱۹۹۰ء مضمون "تضرع غازی
- محمد عبداللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ" تحریر رائے محمد کمال۔ ص ۱۱ (۹) رائے محمد کمال "سیتا مانگ"
- ص ۲۶ (۱۰) نظر اقبال نگینہ "غازی علم الدین شہید" ص ۲۰-۳۱ (۱۱) ہفت روزہ
- "ختم نبوت" کراچی ۸ مئی ۱۹۸۷ء مضمون "غازی علم الدین شہید" تحریر طاہر رزاق لاہور ص ۱۵
- (۱۲) سہ ماہی "صوت" پاکستان نمبر ص ۴۲، ۴۳ (۱۳) محمد میر نوابی ایم اے
- "غازی مرید حسین شہید" ص ۲۳-۴۹ (۱۴) رائے محمد کمال "غازی میاں محمد شہید"
- ص ۱۰۶، ۱۰۵ (۱۵) رائے محمد کمال "غازی میاں محمد شہید" ص ۸-۸۳ / ہفت روزہ "ہول"
- راولپنڈی مضمون غازی مرید حسین شہید ص ۱۵۳ / ہفت روزہ "ہلال" راولپنڈی ۱۶ تا ۲۲ ستمبر
- ۱۹۸۷ء ص ۲۲ / نوائے وقت راولپنڈی۔ ۲۲ اپریل ۱۹۸۱ء مضمون غازی میاں محمد شہید



- تخریر میاں محمد تہ گنگ / نوائے وقت پنڈی - ۱۲ اپریل ۱۹۷۸ تخریر میاں محمد تہ گنگ / نوائے وقت
- ۱۳ - اپریل ۱۹۸۲ - ص ۵ / ماہنامہ "نقیب اہلسنت" ص ۴۴ / ماہنامہ ضیائے حرم لاہور ستمبر
- ۱۹۸۳ مضمون غازی میاں محمد شہید تخریر میاں محمد ملک ص ۶۶ / نوائے وقت میگزین ۱۳ اپریل
- ۱۹۸۳ تخریر میاں محمد ملک ص ۸ (۱۶) ماہنامہ ضیائے حرم لاہور ستمبر ۱۹۸۳ - تخریر میاں محمد ملک
- ص ۶۹، ۷۸ / رائے محمد کمال "غازی میاں محمد شہید" ص ۹۱ / نوائے وقت - راولپنڈی ۱۳ اپریل
- ۱۹۸۲ ص ۵ / نوائے وقت راولپنڈی ۱۲ اپریل ۱۹۷۸ / ماہنامہ "نقیب اہلسنت" ص ۴۵ /
- نوائے وقت - راولپنڈی - ۲۰ اپریل ۱۹۸۳ (۱۷) روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۲۵ نومبر
- ۱۹۸۸ مضمون غازی محمد صدیق شہید تخریر رائے محمد کمال - ص ۷ / غازی محمد صدیق شہید
- مصنف رائے محمد کمال مسودہ - (۱۸) محمد منیر نوابی ایم اے "عاشق رسول" غازی مرید حسین
- شہید ص ۱۳۱ / قریشی محمد شریف ظفر سپروزی "غازی نامہ" ص ۳ / نوائے وقت، مارچ ۱۹۸۲
- مضمون غازی مرید حسین - تخریر خالد محمود کمریالہ چکوال / محمد منیر نوابی "کلام عاشق رسول صلی اللہ
- علیہ وآلہ وسلم ص ۱۰ (۱۹) ماہنامہ نور اسلام شہر چور شریف دسمبر ۱۹۸۶ مضمون غازی عبد اللہ
- شہید تخریر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ ص ۷ / نور اسلام شہر چور شریف - دسمبر ۱۹۸۸ غازی عبد اللہ شہید
- تخریر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ - ص ۶ / نوائے وقت میگزین ۱۶ تا ۲۲ مارچ ۱۹۸۲ مضمون غازی
- عبد اللہ تخریر افضل علوی - ص ۱۶ (۲۰) رائے محمد کمال غازی علم الدین شہید - ص ۵۸،
- ۵۹ (۲۱) ایضاً ص ۶۵ (۲۲) بروز ۲۴ اکتوبر ۱۹۸۷ (۲۳) ہفت روزہ
- "ختم نبوت" کراچی ۸ مئی ۱۹۸۷ مضمون علم الدین شہید - تخریر طاہر رزاق - لاہور ص ۱۴
- (۲۴) محمد منیر نوابی ایم اے "عاشق رسول" غازی مرید حسین شہید "مض ۵۳، ۵۴ -
- (۲۵) رائے محمد کمال "غازی میاں محمد شہید" ص ۱۲۳، ۱۲۴ (۲۶) ایضاً ص ۸،
- ۸۵ (۲۷) محمد ابوالفتح "میاں" غازی علم الدین شہید ص ۳۷ / ہفت روزہ "ختم نبوت"
- کراچی ۸ مئی ۱۹۸۷ مضمون غازی علم الدین شہید تخریر طاہر رزاق لاہور - ص ۱۴ /

ماہنامہ "حکایت" لاہور۔ اکتوبر ۱۹۷۸ء مضمون قیدی نمبر ۱۰۵، تحریر ایم ایس ناز ص ۲۲

(۲۸) روزنامہ نوائے وقت میگزین ۲۵ نومبر ۱۹۸۸ء، مضمون محمد صدیق شہید

تحریر رائے محمد کمال۔ ص ۷ / "غازی محمد صدیق شہید مصنف رائے محمد کمال۔ مسودہ۔

(۲۹) محمد منیر نوابی "کلام عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۱۱ / نوائے وقت

۷ مارچ ۱۹۸۲ء مضمون "غازی مرید حسین" تحریر خالد محمود کمریالہ چکوال / قریشی محمد شریف  
ظفر لیسوری "غازی نامہ نذرانہ عقیدت بحضور پروانہ شمع رسالت غازی مرید حسین شہید

ص ۲ / ہفت روزہ "ہلال" راولپنڈی ص ۱۲۹ (۳۰) ہفت روزہ "ہلال" راولپنڈی

۱۶ تا ۲۲ ستمبر ۱۹۸۷ء۔ ص ۲۲ / رائے محمد کمال "غازی میاں محمد شہید" ص ۸۲، ۸۳ / ماہنامہ

"ضیائے حرم" لاہور "ستمبر ۱۹۸۲ء، ص ۶۶ / نوائے وقت پنڈی ۱۲۔ اپریل ۱۹۸۱ /

ماہنامہ "نقیب" اہلسنت، اگست ۱۹۸۹ء ص ۲۲ / نوائے وقت پنڈی۔ ۱۲ اپریل

۱۹۷۸ء مضمون غازی میاں محمد شہید تحریر میاں محمد ملک تلہ گنگ / روزنامہ نوائے وقت

لاہور ۱۳ فروری ۱۹۷۵ء از کیپٹن ممتاز ملک / روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۱۳ اپریل

۱۹۸۲ء ص ۵ / نوائے وقت میگزین ۱۳ اپریل ۱۹۸۲ء۔ تحریر میاں محمد ملک (۳۱) ماہنامہ

"نور اسلام" شرفیور شریف، دسمبر ۱۹۸۶ء۔ تحریر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ۔ ص ۹ / ماہنامہ ضیائے حرم

جنوری ۱۹۸۷ء ص ۷۳ / اسلام کے ایک گمنام شہید کی داستان "ایم اے حکیم ص ۱۵ /

روزنامہ مشرق ۳ جون ۱۹۹۰ء۔ تحریر رائے محمد کمال۔ ص ۱۱ (۳۲) راجا شہید محمود

"غازی علم الدین شہید، ایس ایس پی کیشنر، لاہور ص ۲ (۳۳) ہفت روزہ "تعمیرت"

کراچی ۳۔ اپریل تا ۹ اپریل ۱۹۸۷ء۔ مضمون غازی عبد القیوم تحریر میجر مولانا قاری فیوض الرحمن

ایم اے ص ۹، ۱۰ / جنگ ڈائجسٹ مضمون غازی عبد القیوم شہید تحریر ابو الفضل صدیقی

ماہنامہ ضیائے حرم لاہور۔ نومبر ۱۹۷۴ء، مضمون غازی عبد القیوم شہید۔ تحریر سید

وجید الدین ص ۶۹-۷۱۔ (۳۴) محمد منیر نوابی "عاشق رسول غازی مرید حسین شہید۔

- ص ۶۴، ۶۵ (۳۵) رائے محمد کمال "میاں محمد شہید" ص ۸۵ (۳۶) راجا رشید محمود
- "غازی علم الدین شہید" ص ۴ (۳۷) رائے محمد کمال "علم الدین شہید" ص ۱۳۸۔
- (۳۸) روزنامہ نوائے وقت لاہور۔ ۲۵ نومبر ۱۹۸۸ "محمد صدیق شہید" رائے محمد کمال
- ص ۷ / غازی محمد صدیق شہید مصنف رائے محمد کمال مسودہ (۳۹) ایضاً (۴۰)
- ایضاً (۴۱) محمد منیر نوابی "عاشق رسول" غازی مرید حسین شہید ص ۸۹ (۴۲)
- ایضاً ص ۹۱ (۴۳) رائے محمد کمال "غازی میاں محمد شہید" ص ۶۲ (۴۴) ایضاً
- ص ۱۳۷ (۴۵) ماہنامہ حکایت لاہور۔ اکتوبر ۱۹۷۸۔ مضمون قیدی نمبر ۱۰۵ تحریر
- ایم ایس ناز ص ۲۲ / ہفت روزہ اشاعت "امروز" ۹ فروری ۱۹۷۹ مضمون "غازی علم الدین
- شہید ناموس رسول پر قربان ہو گئے" تحریر مقبول جہانگیر ص ۴ / نوائے وقت میگزین لاہور
- ۲۲ جولائی ۱۹۸۳ مضمون "غازی علم الدین شہید فانی حیات کے بدلے ابدی حیات"
- تحریر رخسانہ دلپذیر ص ۵ / نوائے وقت ۳ اکتوبر ۱۹۶۶ مضمون علم الدین شہید
- تحریر ایم۔ ایس ناز / میاں محمد ابوالفتح "غازی علم الدین شہید" ص ۳۸ (۴۶)
- ماہنامہ ضیائے حرم لاہور نومبر ۱۹۷۴۔ ص ۶۹ / جنگ ڈائجسٹ مضمون غازی
- عبد القیوم شہید، تحریر ابوالفضل صدیقی / ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی۔ ۳ اپریل ۱۹۸۷
- ۱۹ اپریل ۱۹۸۷ مضمون غازی عبد القیوم۔ تحریر میجر مولانا قاری فیوض الرحمن ایم اے
- ص ۸ (۴۷) نوائے وقت میگزین لاہور، ۲۵ نومبر ۱۹۸۸ مضمون غازی محمد صدیق
- شہید، تحریر رائے محمد کمال ص ۷ / غازی محمد صدیق شہید۔ رائے محمد کمال مسودہ۔
- (۴۸) ہفت روزہ ہلال "راولپنڈی" ص ۱۴۹ / کلام عاشق رسول صلی اللہ علیہ
- وآلہ وسلم مرتبہ محمد منیر نوابی ایم اے ص ۱۲ / عاشق رسول غازی مرید حسین شہید مرتبہ
- محمد منیر نوابی ص ۴۷ / نوائے وقت ۷ مارچ ۱۹۸۴، مضمون غازی مرید حسین، تحریر
- خالد محمود کمریالہ، چکوال (۴۹) نوائے وقت میگزین ۱۳۔ اپریل ۱۹۸۴ مضمون



- غازی میاں محمد شہید ص ۸ / روزنامہ نوائے وقت، لاہور ۱۳ فروری ۱۹۷۵ مضمون غازی  
 میاں محمد ازکیپٹن ممتاز ملک / ماہنامہ نقیب اہلسنت اگست ۱۹۸۹ مضمون نامور  
 رسالت کا ایک پر وائے تحریر میاں محمد ملک ص ۲۲ / ماہنامہ ضیائے حرم لاہور ستمبر ۱۹۸۲  
 ص ۲۶ / رائے محمد کمال غازی میاں محمد شہید ص ۸۳ / نوائے وقت راولپنڈی ۱۳ اپریل  
 ۱۹۸۲ ص ۵ (۵۰) ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور ستمبر ۱۹۸۲ مضمون غازی میاں  
 محمد شہید تحریر میاں محمد ملک ص ۶۸ / ماہنامہ نقیب اہلسنت اگست ۱۹۸۹ ص ۲۵ /  
 رائے محمد کمال، غازی میاں محمد شہید ص ۱۱۳ (۵۱) رائے محمد کمال غازی میاں محمد  
 شہید ص ۱۱۲، ۱۱۳ / ماہنامہ ضیائے حرم لاہور ستمبر ۱۹۸۲ ص ۶۷ / نوائے وقت میگزین  
 ۱۳ اپریل ۱۹۸۲ ص ۸ / ماہنامہ نقیب اہلسنت، اگست ۱۹۸۹ ص ۲۵ - تحریر میاں  
 محمد ملک تلہ گنگ / روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۱۳ اپریل ۱۹۸۲ ص ۵ (۵۲)  
 ماہنامہ نور اسلام شرق پور شریف دسمبر ۱۹۸۸ ص ۵ (۵۳) ماہنامہ ضیائے حرم بھیر  
 ستمبر ۱۹۷۸ مضمون دو عاشقان رسول - تحریر ضیاء جالوی ص ۶۲ (۵۴) امروز  
 ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۷ مضمون غازی علم الدین شہید تحریر پروفیسر محمد اکرم رضا (۵۵)  
 محمد منیر نوابی - غازی مرید حسین شہید ص ۶۵-۶۷ (۵۶) رائے محمد کمال "غازی  
 میاں محمد شہید" ص ۹۱ (۵۷) روزنامہ مشرق ۳ جون ۱۹۹۰ مضمون غازی محمد عبداللہ  
 شہید تحریر رائے محمد کمال ص ۱۱- (۵۸) قیدی نمبر ۱۰۵ ماہنامہ حکایت لاہور اکتوبر  
 ۱۹۷۸ ص ۲۶ (۵۹) کوہستان یکم نومبر ۱۹۹۲ مضمون غازی علم الدین شہید تحریر  
 انور سعید (۶۰) امروز ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۷ مضمون غازی علم الدین شہید تحریر پروفیسر  
 محمد اکرم رضا / نوائے وقت میگزین لاہور ۲۲ جولائی ۱۹۸۳ ص ۵ / رضائے مصطفیٰ  
 گوجرانوالہ ص ۲ / ظفر اقبال نیکنہ "غازی علم الدین شہید" ص ۵۹ / راجا رشید محمد، غازی  
 علم الدین شہید ص ۶ (۶۱) ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی ۸ مئی ۱۹۸۷ ص ۲



- ۶۲) پروفیسر محمد اکرم رضا "غازی علم الدین شہید" - امروز ۲۲، اکتوبر ۱۹۸۷ء - ص ۵ (۶۳)
- نوائے وقت میگزین لاہور ۲۵ نومبر ۱۹۸۸ء ص ۷ (۶۴) محمد منیر نوابی "عاشق رسول" ص ۴
- غازی مرید حسین شہید - ص ۷۹ (۶۵) ایضاً - ص ۸۳ (۶۶) ہفت روزہ "ہلال" راولپنڈی ۱۶ تا ۲۲ ستمبر ۱۹۸۷ء ص ۲۵/ نوائے وقت پٹنہ - ۱۲ اپریل ۱۹۷۸ء مضمون
- غازی میاں محمد شہید "تخریر میاں محمد ملک تلہ گنگ" / روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۳ فروری ۱۹۷۵ء مضمون
- غازی میاں محمد ازکیپٹن ممتاز ملک / روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۱۳ اپریل ۱۹۸۲ء مضمون
- غازی میاں محمد تخریر میاں محمد ملک - ص ۵ / نوائے وقت ۱۲ اپریل ۱۹۸۷ء مضمون
- غازی میاں محمد شہید - تخریر میاں محمد ملک تلہ گنگ / ماہنامہ نقیب اہلسنت، اگست ۱۹۸۹ء ص ۲۶ / ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور ستمبر ۱۹۸۴ء - ص ۷ / رائے محمد کمال "غازی میاں محمد شہید" ص ۱۳۷ (۶۷) رائے محمد کمال "غازی علم الدین شہید" ص ۱۰۹ (۶۸) رائے محمد کمال
- "غازی محمد شہید" مسودہ (۶۹) ماہنامہ ضیائے حرم لاہور ستمبر ۱۹۸۴ء مضمون
- غازی میاں محمد شہید "تخریر میاں محمد ملک تلہ گنگ" ص ۶۸ / رائے محمد کمال "غازی میاں محمد شہید" ص ۹۰ / ماہنامہ نقیب اہلسنت - اگست ۱۹۸۹ء - ص ۲۵ / نوائے وقت راولپنڈی ۱۲ اپریل ۱۹۷۸ء
- رائے محمد کمال "غازی میاں محمد شہید" ص ۹۰ (۷۱) ماہنامہ نقیب اہلسنت اگست ۱۹۸۹ء - ص ۲۵ / روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۱۳ اپریل ۱۹۸۲ء - ص ۵
- (۷۲) روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۳ فروری ۱۹۷۵ء "غازی میاں محمد" از کیپٹن ممتاز ملک -



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# قوس قزح

(اسلامی موضوعات پر دھنک لگتے مضامین)

شہناز کوثر

اختر کیا  
اظہر منزل نیو نیو بیمار کالونی گھر  
ملتان روڈ ۷ - لاہور